U20095. Date 15-x-10

Title - USOOLUR RASHAAD QAMA MABAANI FASAAD

Author - Mohd. Naqi Ali Khan.

Publisher - Matba Sufah Sadiq (Seetapur).

Date - 1881

Pages - 104.

Subjects - Islam - Fiqaa ; Islam - Ibadaat-o
- Rasoom

الحمد لله

اے اہلسنت تمھین جانفزا تہنیت کہ یہ بے مانند کتاب مظہر حق وصواب

اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد

جسمین مصنف علام قدس سرہ نے بیس قواعد شرعیہ کا نفیس ثبوت دیکر

مذہب اہلسنت کو زندہ

اور بدعات نجدیہ کو از بیخ برکندہ فرمایا جزاہ اللہ تعالے لخیر جزا

کمال اس رسالۂ بیمثال

کا یہ ہو کہ جو کم علم بھی اسے سمجھکر دیکھ لے مذہب اہلسنت کا محقق ہو جائے اور فریب علمائے نجدیہ مین نہ آئے

ابطال مذہب نجدیہ

پر نہایت آسانی سے قدرت پائے کہ تمام وہابیت کی ردمین یہی بیس قواعد بس ہین

تالیف لطیف

حضرت حامی سنت ماحی بدعت رئیس العلماء المحققین رأس الفقہاء والمحدثین

حضرت مولنا مولوی محمد نقی علی خان صاحب

محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی روح اللہ روحہ ونور ضریحہ

بفرمایش ابن المصنف

علامہ زمان فہامہ دوران عالم علوم عقلی ونقلی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب قادری سلمہ العلی

مطبع صبح صادق واقع سیتاپور مین طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تذکرہ علیہ وترجمہ بہیہ حضرت مصنف علام قدس سرہ الملک المنعام

منقول وملتقط از رسالہ ترجمہ تمام استقصی فی محامد امام العلما تالیف لطیف ابن المصنف عالم اجل
وفاضل اکمل علامہ زمان فہامہ دوران جناب مولوی احمد رضا خان صاحب قادری حفظہ ربہ العلی
جناب مستطاب افضل الافاضل الکرام اشمل الاماثل العظام حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ
جامع الفضائل المنیعہ قامع الرذائل الشنیعہ تاج المحققین الکملہ سراج المدققین الاجلہ راس الفقہاء
والمحدثین رئیس الفضلاء المتقدمین بقیۃ السلف الاصفیاء حجۃ الخلف الاذکیاء حضرت مولنا ومقتدانا
وملاذنا وماوانا جناب مولنا مولوی محمد نقی علیخان صاحب محمدی سنی حنفی قادری
برکاتی بریلوی اسکنہ اللہ سحائب الرضوان علیہ ونظر بعین الکرم الیہ غرہ شہر رجب ۱۲۴۶ھ بارہ سو چھیالیس ہجری
میں رونق افروز دار دنیا ہوئے اپنے والد ماجد حضرت عارف باللہ شامخ الفضل والجاہ سید العلما
حضرت مولنا مولوی محمد رضا علی خان صاحب قدس اللہ تعالے سرہ الطاہر سے
اکتساب علوم فرمایا علو ذہن ودقت نظر وجمال تحقیق وکمال تدقیق میں اوس جناب کا مماثل سابقین میں عنقا تھا
فراست صادقہ میں ینظر بنور اللہ کے وہ باہر کیفیت کہ جس معاملہ میں جو فرما دیا وہی ظہور میں آیا
عقل معاش ومعاد دونوں بروجہ کمال تھیں سخاوت شجاعت علو ہمت کرم مروت حلم فتوت صدقات
خفیہ مبرات جلیہ تواضع باوقار استغنا از اغنیا حکام سے عزلت رزق موروث پر قناعت اللہ تعالی نے
ہزاروں خصائل کا مجمع بنایا تھا عمر شریف حمایت سنت ودفع بدعت میں بسر فرمائی شہر میں [illegible]
خصوصا نجدیہ سے کہ [illegible] ربانی مصنف حقانی کا نام سیے تہرا سنہ ۲۲ شعبان ۱۲۹۳ کو
مناظرہ دینی کا نام اعلان سے بنام تاریخی اصلاح ذات بین ۱۲۹۳ طبع فرمایا سو اوہر سکوت یا عار فرار کے
[illegible] ہنگامہ گرم کن شور وفساد
رہا [illegible] ایک جلسہ میں تہ شد النظر آیا جسکی مجمل تفصیل رسالہ تنبیہ الجہال
بالہام الباسط المتعال ۱۲۹۳ میں طبع ہوئی تصانیف اوس جناب کی کہ سب مؤید دین وموید یقین ہیں تیس کے
قریب ہیں ۱۲۹۵ھ میں [illegible] زیارت حرمین محترمین سے مشرف ہوکر سلخ ذی القعدہ روز
پنجشنبہ ۱۲۹۷ھ [illegible] سے رحلت فرمایا اکرم اللہ نزلہ وحیاہ بفضلہ آمین آمین
برحمتک یا ارحم الراحمین
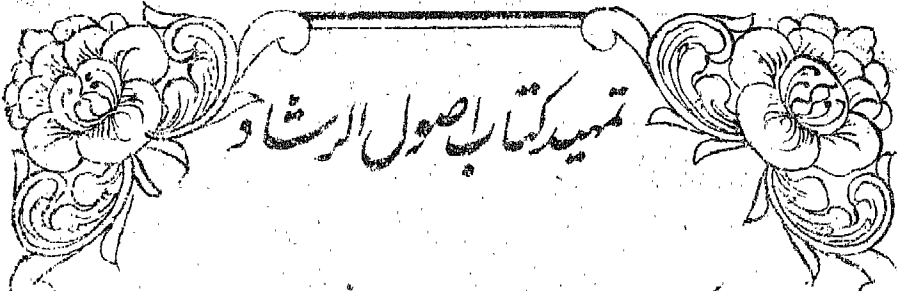
تمہید کتاب اصول الرشاد

بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ فرقہ وہابیہ اسمٰعیلیہ نے جو ملک ہندوستان میں طرح
طرح سے فساد مچایا ہے اور تمام اہل اسلام کو ہندوستان سے حرمین شریفین تک
اپنی حماقت سے کافر و مشرک ٹھہرایا ہے باوجودیکہ اکابر علماء اہل سنت و جماعت
نے قرار واقعی ابطال اونکے مفاسد و مکائد کا رسائل کثیرہ میں فرمایا ہے اور بذریعہ
طبع اکثر رسائل نے جلوہ اشتہار پایا ہے لیکن چونکہ اکثر وہ رسائل عربی و فارسی میں
تھے اور تمام مسلمان اردو خوان اون سے مستفید نہیں ہوسکتے تھے لہذا جناب مستطاب فاضل
اجل و عالم باعمل حامی شرع متین ماحی بدع مبین جناب حضرت مولانا محمد نقی علی خان
صاحب مرحوم مغفور نے یہ رسالہ مسمی باصول الرشاد لقمع مبانی اہل الفساد اردو
زبان میں تالیف فرمایا اور فی الحقیقت شاہراہ ہدایت و ارشاد کا عوام امت
خیر العباد کو دکھلایا سبحان اللہ کیا کتاب فضیلت انتساب ہے جسکا فیض اشہر
تر از آفتاب ہے جو شخص ذرا بھی انصاف اور عقل کے ساتھ موصوف ہوگا
جناب ممدوح کے اداے شکر میں مشغول و مشعوف ہوگا اسیری اگر شپرہ
خفاش شپرہ نہ دیکھیں تو آفتاب کا کیا قصور ہے چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
مصرعہ مشہور ہے اللہ تعالے مصنف مغفور کو جزای خیر عطا فرماوے
اور ہر ایک مسلمان اس کتاب مستطاب سے نفع اوٹھاوے آمین یا رب العالمین فقط

مطبع صبح صادق سیتاپور میں چھپی

فہرست کتاب استطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد

مثنوی مناجات نعتیہ از تصنیف مولوی حافظ عبد العلام صاحب خلف اکبر مولوی قاضی شمس الاسلام صاحب رئیس بدایون متخلص بہ محوی کمال عقیدت

یا رسول اللہ انظر حالنا ✤ یا نبی اللہ اسمع قالنا

اننی فی بحر غم مغرق ✤ خذ یدی سہل لنا اشکالنا

یا رسول اللہ کرم فرمایئے ✤ آستانے پر مجھے بلوایئے

کب تلک میں سندھ پابند ہوں مبتلائے ہجر میں تا چند ہوں

یوں ہی رو رو کے کٹ گئے چوبیس سال سندھ میں اب مجھکو ہے رہنا محال

کوئی مونس ہے نہ یاور ہے مرا آپ ہی کی ذات کا ہے آسرا

کیسی کیسی سختیاں پیش آ گئیں دل پہ کیا غم کی گھٹائیں چھا گئیں

راز دل کس سے کہوں میں کیا کروں چھپکے چھپکے کب تلک رویا کروں

فکر آزادی اسیری سے گئی ✤ میری برنائی بھی پیری سے گئی

تک رہا ہوں راہ میں کب روز سے جذبۂ دل تو ہی پہونچا دے مجھے

اے نسیم صبح تو ہی عرض کر ✤ حال میرا اوس شہ ذیجاہ پر

گریۂ پیہم بہا لے چل مجھے ✤ ضبط غم کچھ تو ہی میرا ساتھ دے

رنگ رو جاتا ہے تو کیوں بار بار یاد آئی کسکی روضہ کی بہار

کب روا ہے چھوڑنا بالکل مجھے ساتھ اپنے تو اوڑا لے چل مجھے

رحمت عالم کرم فرمایئے آستان پاک پر بلوایئے ✤

شان رحمت آشکارا کیجئے ✤ اب رہائی کا اشارہ کیجئے

کب تلک میں ٹھوکریں کھاتا پھروں دربدر یوں سر کو ٹکراتا پھروں

یا نبی اللہ حامی آپ ہیں ✤ میرے آقائے گرامی آپ ہیں

اپنے محوی کی خبر لے لیجئے آستانے پر بلا لیجئے اوسے ✤

سر ہو اوس کا اور سنگ آستان
وہ کہیں اور تم سنو راز نہاں
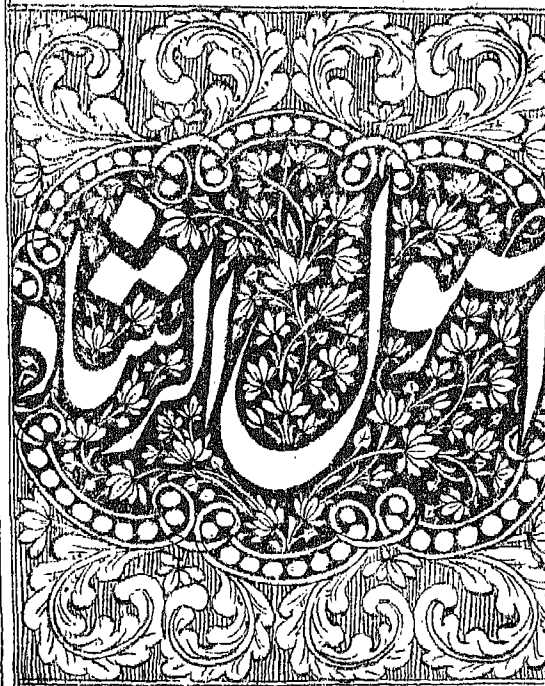
فیضان کرم و مکارم ذوالمنن آن سبحانہ
کا بیحد احسان ہے کہ یہ کتاب فیض انتساب مصنفہ عالم علوم عقلی و نقلی
جناب مستطاب مولانا محمد نقی خان صاحب حنفی بریلوی مرحوم مغفور برد اللہ مضجعہ
اصول الرشاد
حسب فرمایش عالم زمان فاضل دوران مولوی محمد رضا خانصاحب خلف اکبر
مصنف مغفور باہتمام سید محمد جعفر حسین مہتمم جملہ کارخانجات سید محمد صادق صاحب
در مطبع صبح صادق واقع سیتاپور محلہ تان گنج طبع شد

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم صل على سيدنا ومولينا محمد وعلى آله واصحبه اجمعين ان ارفع ما تمهد به قواعد بنيان البيان
حمد عليم اصطفى لنا الاسلام دينا وجعله وسطا عدلا سمحا سهلا متينا فبين لنا الحلال تبيينا
واوضح لنا الحرام تفصيلا وما سكت عنه فهو عفو منه اكراما وتفضيلا فله الحمد كما ينبغي لجلال وجهه
وعظيم سلطانه حمدا يوافي نعمه ويكافي مزيد احسانه وان احكم ما تشيد به مباني بناء الكلام نعت
حكيم ارشدنا الى سبل الحق يقينا ومنحنا في غياهب الشكوك نورا مبينا ثم عن ساعد الجد
في تاسيس اصول الرشد فلم يذر فيها ثلمة ودعا الناس بكتب فيه تفصيل لكل باب الى كلمة
اي كلمة فلم تترك علينا في ديننا شيئا من شك مولما ولا ادنا من شبهة مظلما ولا خفاء
يضلنا عن الحق تضليلا فجعل علينا لتلبيس ابليس سبيلا فصلى الله عليه وسلم وشرف ومجد و
كرم حق قدره وشانه وقدر رفعة مكانه وعلى اله الاطهار واصحابه الاخيار الذين بذلوا
غاية جهدهم في دعاء العالمين الى تزيين رقاب المتقين بقلائد اصول الدين وتحلية
الدين بهيا كل فروع الشرع المبين جزاهم الله عنا خيرا ما جازى آل نبي عن قومه
رسول اتباعه وخدمه وصلى الله على نبينا محمد واله وصحبه وبارك وسلم

امابعد اس زمانۂ پرآشوب وفساد مین کہ بازار علم کاسد ہے اور آزار جہل روز
بروز زائد خداناشناسان بے قید وبند وہواداران ہواے نفس آزادی پسند
نے ماہتاب عالمتاب اسلام کو بحکم ان ہذا الدین بدأ غریبا وسیعود کما بدأ فطوبے
للغرباء عین محاق مین حتی عاد کالعرجون القدیم کا مصداق پاکر غیاہب شکوک و
غیاہب اوہام مین بیچارے عوام نادیدہ رو کے لیے جو شمع علم ویقین کی روشنی سے
کامل بہرہ اندوز نہین دام اضلال بچھایا اور سوا اون اقبالمندان سعادت نصیب کے
جنھین روز ازل وعدۂ کریمۂ ان عبادی لیس لک علیہم سلطٰن نے اپنے سایۂ
عنایت ودامان حمایت مین لیا تھا جسپر قابو چلا چاہ ضلالت مین گرایا عامیان ناکام
نے بفحواے جہل مرکب ائمۂ امت ومجتہدان ملت بنکر بحکم فافتوا فضلوا واضلوا مسائل
اپنے امثال جہال کو تعلیم کیے کہ خود بھی گمراہ ہوئے اور اونکو بھی خار راہ بنے اور
بر عموم نفس رہزن بفحواے یقولون من قول خیر البریۃ اتباع قرآن وحدیث کا نام
بدنام کرکے وہ نئے عقیدے دل سے نکالے کہ یاتیکم ما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم جو کبھین
نہ سنے مگر بحمد اللہ گو اسلام غریب ہے اور ساعت قریب اور حالت نازک تاہم ہنوز
وہ طائفہ قائمہ بامر اللہ موجود ہے جسکی بقا تا بقیام قیامت موعود ہے علماے دین
نے شکر اللہ مساعیہم الجمیلۃ وایدہم بنصرتہ الجلیلۃ اس فرقۂ جدیدہ وشجرۂ خبیثہ کے قلع و
قمع مین جسکی جڑ نے بحکم ہناک الزلازل والفتن وبہا یطلع قرن الشیطٰن نجد مین
ریشہ دوانی کرکے شاخین اپنی حسب اخبار صادقہ فتن شرقیہ ہندیہ آشوب مین پھیلائین
سعی بلیغ فرمائی اور بعنایت الٰہی واعانت رسالت پناہی علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام
اسکے ہر ہر شاخ وبرگ پر صاعقۂ شعلہ بار رد وابطال گرائے جزاہم اللہ عنا خیر الجزاء
وحباہم بکل مسرۃ ونعیم یوم اللقاء آمین اب فقیر حقیر سراپا التقصیر راجی رحمۃ ربہ القوی
محمد نقی علی محمدی سنی حنفی قادری بریلوی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی وفضلہ الوفی
کی نظر مین ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقۂ مبتدعہ کے اقوال مشتبہ وفروع
منتجہ سے تعرض کے عوض راساً اون اصول کی استیصال کی طرف توجہ کیجیے جنپر اون

مذہب کی بنا ہے تا بحث طول نپائے اور اس شجرۂ خبیثہ کی نسبت فتروہ جانفزائے اجتثت من فوق الارض مالہا من قرار سننے مین آئے لہذا قواعد چند قران مبین و احادیث سید المرسلین و آثار صحابہ و تابعین و ارشادات ائمہ مجتہدین و اقوال علمائے دین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے جمع و اس رسالہ کو بنام **اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد** موسوم کرتا ہے بعد تسلیم ان قاعدون کے تمام نزاع انشاء اللہ العظیم مرتفع اور یہ بدعت زائغہ صاد شہ از بیخ برکندہ و منقلع ہوجائیگی و مع ذلک من کابر و تکبر و دابر فلم یتدبر فحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم واللہ یقص الحق وہو خیر الفاصلین فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم وصلے اللہ تعالے علے خیر خلقہ محمد وعلے آلہ وصحبہ اجمعین ؎

قاعدہ ۱ الفاظ کہ شارع نے وضع فرمائے مانند صوم وصلوٰة وحج وزکوٰة کے حمل اونکا تا امکان معانی موضوع لہا پر واجب ہے کما فی التوضیح اذا استعمل اللفظ یجب ان یحمل علی المعنی الحقیقی فاذا لم یمکن فعلی المجازی نور الانوار مین ہے ومتی امکن العمل بہا سقط المجاز ہذا اصل کبیر لنا یتفرع علیہ کثیر من الاحکام لیے مادام العمل بالمعنی الحقیقی سقط المعنی المجازی لانہ مستعار والمستعار لایزاحم الاصل کشف المنار مین ہے ولانہ خلف والحقیقة اصل مسلم الثبوت مین ہے واجیب بالتجوز قلنا خلاف الاصل فلا یصار الا بدلیل بلکہ امام اعظم رح حقیقت کو مجاز متعارف پر بھی ترجیح دیتے ہین اور بعض محققین علمائے اصول باعتبار ساتھ کے مجاز کو ضروری کہتے ہین کہ اوسکی طرف مصیر محض بضرورت بوجہ تعذر حقیقت ہوتی ہے علمائے اصول وادب کا اسبات پر کہ تا امکان حقیقت ہی پر عمل ضرور اتفاق رہا ہے اور ائمہ مجتہدین نے بحالت عدم تعذر اوسی پر عمل کیا ہے اس زمانہ مین کچھہ لوگون نے برخلاف اس قاعدہ کے نصوص کتاب وسنت کو مجاز شرعی اور اپنی اصطلاح اختراعی پر حمل کرنیکی عادت کی ہے بالخصوص معانی آلہ عبادت وشرک وبدعت مین توقیامت برپا کردی ہے نظر بران تحقیق وتوضیح معانی الفاظ اردیہ واجب اور تمرین قاعدہ ہذا انہین امثلہ سے مناسب **فائدہ** اوسکے

الٰہ شرع مین بمعنی مستحق للعبادۃ ہے صرح بہ الامام فخر الدین الرازی فی التفسیر الکبیر
حیث قال من قال ان الالٰہ ہو المعبود فقد اخطأ لانہ کان الٰہا فی الازل ولم یکن معبودا
لعدم العابد بل الالٰہ ہو القادر بمعنی المستحق للعبادۃ لا المعبود المطلق سواء کان مستحقا
اولا ہذا لفظ شرعی منقول باقی الی الفاظ الشرعیۃ اور اس معنی کو بچند طریق آیات
قرآن سے ثابت کیا ہے اور دوسرے علمانے اوسے واجب الوجود سے بھی تفسیر کیا
ہے لیکن ترجمہ و تفسیر لفظ مذکور حاکم و مالک کے ساتھ کہ تقویۃ الایمان مین واقع
محض اختراعی ہے کہ نہ شرع سے ثابت نہ علماے شرع نے اوسکی تصریح کی ہے نہ
یہ الفاظ مرادف الٰہ نہ متحد فی المصداق اطلاق اونکا اور پر جائز کیا بلکہ واقع ہے
جسطرح پروردگار عالم سمیع بصیر شاے مرید قادر عالم ہے اور ملائکہ و اجنہ و بنی آدم
پر بھی اونکا اطلاق شائع ہے ہان قادر بالاستقلال و عالم بذاتہ و حاکم و مالک حقیقی
وہی ہے ایسی ہی تفسیرات و خیالات سے ناشی مغالطات ہوسے کہ ایک مذہب کے
دو بنا دیئے اور لاکھون کرورون موحد دیندار ان لوگون کے اعتقاد مین مشرک کافر
ٹہیرے جس صفت کو جناب احدیت کے لیئے ثابت پایا گو معنی الوہیت سے مرادف
اور مساوی نہو خواہ مخواہ جناب باری تقدس و تعالے کے ساتھ مخصوص سمجھ لیا اور
جس نے غیر خدا پر اطلاق کیا اوسے مشرک کافر ٹہیرا دیا اسقدر بھی نہ سمجھے کہ مجرد تخصیص
کسی صفت کی جناب باری تقدس و تعالے کے ساتھ اگر ثابت بھی ہوجاوے اوسکا
اطلاق غیر پر گو غلط و باطل ہو شرک نہین ہوجاتا اسیطرح جو فعل کہ حضرت صمدیت کے
سوا ہماری شریعت مین دوسرے کے لیئے حرام ہے جیسے بقول راجح سجدہ اوسکے
کرنے سے علی العموم شرک لازم نہین آتا جب تک بقصد عبادت نکیا جاوے کہ
سجدۂ تحیت اگلی شرائع مین جائز تھا اور واقع ہوا اور شرک کسیوقت جائز نہین
ہوتا کہ قبیح عقلی ہے لا الٰہ الا اللہ بالاجماع کلمہ توحید ہے اور شرک توحید کا ضد تو
اثبات الوہیت صرف خدا کے لیئے اور نفی اوسکی غیر سے توحید مین کافی اور ثابت
کرنا ایسی صفت کا بھی جو ملزوم الوہیت ہے توحید کے منافی ہے الحاصل الوہیت

شرع شریف مین استحقاق عبادت اور وجوب وجود سے عبارت جو اوسے اور اوسکو
لازمات کو خدا کے لیے مخصوص اور ذات پاک مین منحصر جانتا ہے موحد ہے اوسے مشرک
کہنا گمراہی ہے **فائدہ ثانیہ** عبادت غایت تعظیم و غایت تذلل سے عبارت ہے
اور وہ مجرد افعال سے متصور نہین مثلا کسی کے سامنے دست بستہ خواہ زانو پکڑ کے بطریق
نماز کھڑا ہونا یا سجدہ مین سے گرد گھومنا یا محتاج سمجھکر کسی کے لئے چالیسوان حصہ اپنے مال کا
ہر سال مقرر کر دینا یا اپنے اہل وعیال کے کاروبار مین صبح صادق سے غروب آفتاب تک
کہانے پینے سے باز رہنا غایت تعظیم ہوتا تو ایک ظرف تعظیم ہی نہین بلکہ مدار عبادت
اس امر پر ہے کہ ایسے افعال کسیکو غایت مرتبہ عظمت مین سمجھکر اوسکے لیئے اس حیثیت
سے کہ وہ غایت مرتبہ عظمت مین ہے بجا لاوے ولہذا قران مجید مین امر عبادت کو خالقیت
کل اشیاء امثال ذلک پر کہ نہایت عظمت پر دال ہین مرتب کیا قال جلشانہ وغیرہا
ذلکم اللہ ربکم لا الہ الا ہو خالق کل شئ فاعبدوہ قال الامام الرازی فی التفسیر الکبیر ان
امر العبادۃ مترتب علی کونہ خالق کل شئ اذ ترتب الحکم علی الوصف بالفاء مشعر بالسببیۃ
فہذا یقتضی ان کون الالہ خالقا للاشیاء ہو الموجب لکونہ معبودا علی الاطلاق فالالہ
ہو المستحق للمعبودیۃ تو صرف ایسی افعال بدون اسکے کہ دوسرے کو عبادت کا مستحق اور
واجب الوجود سمجھین یا رزاق مطلق یا خالق عالم یا قیوم بالذات یا حی بذاتہ یا نفع
ضرر مین موثر حقیقی یا اماتت واحیا مین مستقل اس حیثیت سے کہ وہ ایسا ہی ہے اعتقاد
کرین نہ عبادت غیر نہ توحید کے مبطل نہ شرک کے موجب اور بعض افعال جیسے بت کو سجدہ
کرنا اور زنار گلے مین ڈالنا کہ علامات شرک و تکذیب سے قرار پایا ہے تکفیر فاعل بنظر اسی
اعتبار شرعی کے ہے اور مرجع اوسکا وہی اعتقاد ہے نہ غیر تو مجرد افعال عبادت نہین
ہو سکتے نہ اونکے ارتکاب سے دوسرے کے لیے جب تک کہ نص شرعی خواہ قرینہ
قاطعہ اس اعتقاد پر متحقق نہو ہوائے نفس اور اپنے ظن و گمان سے حکم شرک و تکفیر
فائدہ ثالثہ شرک شرع مین بمعنی اثبات الشریک فی الالوہیۃ ہے شرح عقائد
مین ہے الاشتراک ہو اثبات الشریک فی الالوہیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او

بمعنی استحقاق العبادة کما العبدة الاوثان اسی بنا پر اوسے توحید کا ضد کہتے ہین اور
جس امر کا اثبات کلمہ توحید مین ماخوذ نہین گو غیر کے لیے ثابت ہو شرک سے خارج
سمجھتے ہین تو جو شخص ورہ سے الوہیت و ملزومات الوہیت کو غیر کے لیے مانتا شرک مصطلح
قرار دیتا ہے قطعاً یعنی شرک سے ذہول اور مضمون کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ سے غفلت
کرتا ہے ہان شرک کبھی مطلق کفر وطیرہ وریا وغیرہا معاصی مین بھی مستعمل ہوتا ہے
مگر ہماری بحث سے خارج کہ کلام قسم کفر مین ہے جسکے احکام دیگر اقسام کفر سے
مانند حرمت نکاح وذبیحہ کے مغائر ہین بلکہ عند التعمق یہہ اطلاقات بر سبیل تجوز ہین
اور یہہ معانی مجازات شرعیہ کہ عدم تبادر انکا عند الاطلاق اسپر کھلا قرینہ حقیقت شرعیہ
وہی ہے کہ بلا قرینہ مجرد اطلاق لفظ سے متبادر ہوتا ہے اوس معنی پر اطلاق
شرک کسی صفت و فعل کی وجہ سے جب تک الوہیت کا اثبات لازم نہ آوے
صحیح نہین مثلاً کوئی جاہل کسی کامل کی نسبت اولیاے امت سے اعتقاد کرے
کہ وہ سب زمین کا حال ہر وقت و ہر آن یکسان جانتا ہے اور جو اوسے جس وقت
جس جگہہ سے پکارتا ہے فوراً سن لیتا ہے تو گو یہہ عقیدہ غیر ثابت ہو لیکن اگر اسکے
ساتھہ اوسے علم و قدرت مین مستقل نہین جانتا اور یہہ سب خدا کے اعلام و اقدار
سے سمجھتا ہے اور نہ اوسے واجب الوجود و مستحق معبودیت اعتقاد کرتا ہے تو
اسقدر عقیدہ سے مشرک نہوگا ہان عوام کو اس عقیدہ سے روکنا اور اوسکا بطلان
ظاہر کرنا چاہیے مگر بلطف و نرمی خواہ زجر و توبیخ سے جسطرح مناسب ہو نہ اسطرح
کہ خواہ مخواہ مشرک کہا جاوے کیا ایسی باتون سے الوہیت ثابت ہو جاتی ہے اور اوس
بادشاہ عالم کی شان معاذ اللہ اسقدر چھوٹی ہے غضب تو یہی ہے کہ بعض لوگون نے
نافہمی و بے سمجھی سے خدائی اور الوہیت کو ایک چھوٹی سی بات سمجھ لیا ہے کہ ذرا سے
کمال سے ثابت ہو جاتی ہے جیسے کہ ایک درخت کے پتے جان لینے سے کہ اس کا
اعتقاد دوسرے کے لیے شرک قرار دیا ہے بعض درختون کے پتے تو ہر شخص گن لیتا ہے
اور جو بکثرت ہوتے ہین اونکا بھی علم اجمالی بمجرد نظر کے حاصل ہوتا ہے باقی رہا علم

تفصیلی سوجھی کسی درخت کے غیر متناہی نہیں ہو سکتے اور متناہی فی العدد مخلوق کے
شمار میں آسکتا ہے بلکہ علم و استماع کہ مثال سابق میں مذکور ہر چند کسی فرد کے لیے افراد
امت سے ثابت نہیں مگر مجموع اہل زمین کو بالبداہت حاصل ہو سکتا ہے کیا اس
مجموع کے لئے شان الوہیت حاصل جانتے ہیں جو ایسے چھوٹے اور حقیر امور کو غیر خدا
کے لیے ثابت کرنا شرک مانتے ہیں لوگ ان صاحبوں کو حضرات اولیاے کرام اور
انبیاے عظام کے جناب میں بے اعتقاد سمجھتے ہیں فقیر کے نزدیک حضرت احدیت اور
بارگاہ صمدیت ہی میں جیسا چاہیئے اعتقاد نہیں رکھتے اور خدائی اور اوسکی صفات کمال
کو کما حقہ نہیں جانتے ما قدروا اللہ حق قدرہ کا مضمون انپر صادق ہے اور ایسے خیالات
عوام ہنود کے اوہام سے مطابق کہ جس شے میں کوئی امر عجیب مشاہدہ کرتے ہیں یا کسی سے
کوئی واقعہ غریب صادر ہوتا ہے اوسے مستحق عبادت سمجھ لیتے ہیں اور گویا ان کے ہیں
کہ اونکے نزدیک خدا کے کام ایسے ہی ہوتے ہیں اور خدائی انہیں افعال و صفات سے
عبارت ہے الغرض اگر علم و قدرت تمام عالم کی ایک شخص میں جمع کریں جس کی وجہ سے
زمین و آسمان میں تصرف کر سکے اور تحت الثری سے عرش معلے تک تمام کائنات اور
اونکے حالات پر اطلاع دیں ہرگز علم و قدرت الہی کے برابر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ نسبت
بھی جو قطرہ کو دریا سے ہے نہیں رکھتا کہ وہ قدیم ازلی ابدی مستقل ذاتی ہے اور یہ
حادث زمانی فانی غیر مستقل عطیہ الہی ہے صفات کمال الہیہ ایک جماعت عقلا کے
نزدیک عین ذات ہیں اور وہ ذات علم و قدرت وغیرہا صفات کے آثار و ثمرات
کے لیے بدون کسی امر زائد منضم خواہ منفصل کے کافی ہے اور یہی مذہب ایک جماعت صوفیہ
کا ہے جسطرح امام ابو الحسن اشعری رح عینیت وجود کے کل موجودات کے ساتھ قائل
ہیں اور بحر العلوم مولانا عبد العلی رح حاشیہ میر زاہد امور عامہ میں مسلک امام اختیار
کرتے اور راسے الحکمہ یمانیہ کا مصداق ٹھہراتے ہیں اس تقدیر پر علم و قدرت ممکنات
کو علم و قدرت باری تعالے سے کچھ مناسبت حاصل نہیں مماثلت و مساوات کجا اور
متکلمین اگرچہ لا عین و لا غیر کہتے ہیں مگر نہ اسطرح کہ غیر کو اونمیں کچھ مدخل ہو تو علم

ممکنات مثلاً کسی مرتبہ مین لیا جاوے علم باری سے فروتر رہیگا بہرحال مماثلت
ومساوات صفات ممکنات صفات الٰہیہ سے صورت مفروضہ مین بہی غیر متصور ہے
ہان جو ادنیٰ مرتبہ علم وقدرت کا کسیکو خدا جانکر ثابت کرے یا تہوڑی تعظیم بہی کسیکی
عبادت سمجہکر بجا لاوے وہ اپنے اس اعتقاد وقصد ونیت کے سبب سے بلا ریب
مشرک اور کافر ہوجاوے لیکن اسمین کلام نہین اور احاطہ بحث سے باہر ہے ۔

فائدہ رابعہ لفظ بدعت باصطلاح شریعت دو معنی مین مستعمل ہوتا ہے اول ما لم
یفعل النبی صلے اللہ علیہ وسلم ولا اذن فیہ اور بعض نے باعتبار اسی معنی کے ما لم یکن فی
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امثال عبارت مذکورہ کے ساتہ تفسیر کیا ہے اور
جو کہ افعال صحابہ واقوال مجتہدین اربعہ باتفاق اہل سنت داخل ضلالت وحرمت و
کراہت نہین تقسیم اسکی حسنہ وسیئہ خواہ اقسام پنجگانہ حرام مکروہ مباح مندوب واجب
کی طرف ضرور ہے ولہذا ائمہ دین وعلماے محققین اوسکے قائل ہوے اور کتب سابقین
ولاحقین مین بلا ذکر خلاف مذکور ہے ارشاد امیر المؤمنین عمر رض در باب تراویح نعمت البدعۃ
ہذہ اور قول ابن عمر رض نماز چاشت کی نسبت جو انہا لبدعۃ ونعمت البدعۃ وانہا لمن
احسن ما احدثہ الناس اور حکم باداست والتزام تراویح ابو امامہ باہلی رض سے کما فی کشف
الغمۃ للشعرانی رح کان ابو امامۃ الباہلی رض یقول احدثتم قیام رمضان فدوموا علی ما فعلتم
ولا تترکوا فان اللہ عاتب بنی اسرائیل فی قولہ تعا ورہبانیۃ ن ابتدعوہا الایۃ بعض بدعات
کی حسن وخوبی مین صریح ہے اور بیان سے یہ بہی ظاہر ہوا کہ اطلاق بدعت کسی چیز پر
اوسکے حسن فی نفسہ کو منافی نہین نہ بدعت سیئہ مین نص بلکہ شے واحد کو ایک اعتبار سے
بدعت اور دوسرے اعتبار سے سنت بہی کہہ سکتے ہین جسطرح محدثات خلفاے راشدین
باعتبار معنی اول بدعت اور بحکم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین سنت ہین فی المواہب
عن ابن عمر رض انہ قال فی الاذان الاول یوم الجمعۃ بدعۃ فیحتمل ان یکون قال علی سبیل الانکار
ویحتمل ان یکون اراد انہ لم یکن فی زمنہ صلے اللہ علیہ وسلم لان کل ما لم یکن فی زمنہ
صلے اللہ علیہ وسلم تسمی بدعۃ لکن منہا ما یکون حسنا ومنہا ما یکون غیر ذلک اور نیز یہ بہی

معلوم ہوا کہ احداث و التزام غیر شرع کو ناپسند نہیں بلکہ مقبول ہے یہانتک کہ کبھی
ترک موجب عتاب ہوتا ہے جیسا کہ ابو امامہ باہلی رضہ نے اس مدعا پر آیۃ کریمہ سے استدلال
کیا ہے اسیطرح ارشاد حضرت صدیق اکبر رضہ بھی بمقدمہ جمع قران مجید علی ما اخرجہ الامام
البخاری فی صحیحہ قلت لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
عمر ہذا واللہ خیر فلم یزل یراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذلک ورایت فی ذلک الذی
رای عمر اور حضرت فاروق اعظم رضہ کا جواب جناب صدیق اکبر رضہ اور جناب صدیق اکبر رضہ
کا جواب حضرت زید بن ثابت رضہ کما فی البخاری ایضا اسباب میں نص ہے کہ صحابہ کرام
رضہ نے بعض بدعات کو اچھا کہا اور اونکے فعل پر اصرار کیا یا التزام کا حکم دیا بلکہ جملہ
صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے جمع قران پر اتفاق و اجماع کیا اور بعض بدعات
کو بالیقین برا سمجھا ہے آیا اس سے اتفاق صحابہ تقسیم پر ظاہر نہیں خود حضور والا نے صحت
تقسیم کی طرف اشارہ فرمایا ہے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل
بہا الحدیث اور سن کو بلا ضرورت بلجبۃ بمعنی احیی غیرا نا قریب تحریف ہے کہ سن بمعنی احیی
نہ لغت میں آتا ہے نہ اسکا شرع میں کچھ پتا ہے اور بمعنی رائج لینا مخالفین کو مفید نہیں
کہ وہ ایجاد و احداث کو شامل ہے اور بقرینہ تقسیم بحسنۃ حدیث میں لفظ سنت بمعنی
طریقہ مستعمل سوائے ازیں رائج کے صحت لغۃ وشرعا محل کلام ہے اسیطرح اتی بالطریقۃ
احداث و ابتداع کو عام ہے اور اس تقدیر پر بھی سنت کو بمعنی مشہور لینا تقسیم
کو بیکار و ضائع کرتا ہے اور اسکے سوا اجرا کا ترتب بھی صحیح نہیں رہتا تو صحت اس عام
کی بھی ایجاد و ابتداع کے اعتبار سے ہے اور حدیث شیخین لا تقتل نفس ظلما الا کان
علی ابن آدم الاول کفل من دمہا لانہ کان اول من سن القتل اس مدعا میں کہ
سن بمعنی اوجد و احدث و ابتدع ہے صریح ہے کہ دوسرے معنی کا احتمال اس جگہہ
غیر صحیح ہے ولہذا الشیخ محقق دہلوی رحمہ نے اشعۃ اللمعات میں حدیث من سن فی الاسلام
کو اسطرح ترجمہ کیا ہے کہ سیکہ بنہاد و پیدا کرد در دین مسلمانی راہ روش نیکو را اور
اکابر علماء نے اس حدیث میں بمعنی اختراع لکھا ہے ملا علی قاری شفا کی شرح میں

لکھتے ہیں کل بدعۃ ضلالۃ خص منہا البدعۃ الحسنۃ لحدیث من سن فی الاسلام سنۃ
حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا ومنہ قول عمر رض نعمت البدعۃ ہذہ اور امام نووی
شرح صحیح مسلم میں بذیل حدیث لا تقتل نفس ظلما الخ فرماتے ہیں ہذا الحدیث من
قواعد الاسلام وہو ان کل من ابتدع شیئا من الشر کان علیہ مثل وزر کل من اقتدی
بہ فی ذلک فعمل مثل عملہ الی یوم القیمۃ ومثلہ من ابتدع شیئا من الخیر کان لہ مثل اجر
کل من یعمل بہ الی یوم القیمۃ وہو موافق للحدیث الصحیح من سن سنۃ حسنۃ ومن سن سنۃ
سیئۃ الخ اور نیز امام ممدوح حدیث من سن کے تحت میں لکھتے ہیں تخصیص قولہ علیہ السلام
کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ مجمع البحار میں ہے البدعۃ نوعان بدعۃ ہدی وبدعۃ
ضلالۃ فمن الاول ما کان تحت عموم ما ندب الیہ الشارع وحض علیہ فلا یذم لوعد الاجر
علیہ بحدیث من سن سنۃ حسنۃ ازہار میں ہے کل بدعۃ ای سیئۃ لقولہ علیہ السلام من سن
فی الاسلام علامہ شامی رد المحتار میں کہتے ہیں قال العلماء ہذہ الاحادیث من قواعد
الاسلام وہو ان کل من ابتدع شیئا من الشر کان علیہ وزر من اقتدی بہ وکل من
ابتدع شیئا من الخیر کان لہ مثل اجر کل من یعمل بہ الی یوم القیمۃ وتمامہ فی آخر عمدۃ المرید
حتے کہ مخالفین کے رئیس المتکلمین بھی رسالہ قول الحق میں ایجاد کے ساتھ تفسیر کرکے بدعت
کو کلمۃ الحق میں اس معنی سے انکار کرتے ہیں سوا اس حدیث کے دیگر احادیث نبویہ
کے اشارات سے بھی علمائے دین نے تقسیم بدعت کو ثابت کیا ہے مرقات میں
بذیل حدیث من ابتدع بدعۃ ضلالۃ الخ لکھا ہے قید البدعۃ بالضلالۃ لاخراج البدعۃ
الحسنۃ کالمنارۃ کذا ذکرہ ابن الملک محدث دہلوی نے کہا بخلاف بدعت حسنہ کہ
در رہے مصلحت دین وتقویت وترویج آن باشد اور نیز لفظ مالیس منہ کہ حدیث شیخین
من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد میں وارد اس تقسیم کی طرف اشارہ کرتا ہے
کما اعترف بہ فی مظاہر الحق ملا علی قاری اس حدیث کے شرح میں فرماتے ہیں
فیہ اشارۃ الی ان احداث ما لم ینازع الکتاب والسنۃ کما سنقررہ بعد لیس بمذموم
اور نیز ملا علی قاری شرح عین العلم میں کہتے ہیں وقد تکون البدعۃ حسنۃ وقد تکون

واجبۃ وقد تکون مباحۃ اور کریمہ رہبانیۃ ابتدعوہا الایۃ الشریفہ سے حضرت ابو
امامہ رضہ صحابی نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ جو امر محدث کہ فی نفسہ خیر ہو
اگرچہ شرع نے مقرر نہ فرمایا التزام اور اوسکا اہتمام چاہیئے اور خیر فی نفسہ بعد احداث
کے مقبول ہوجاتا ہے یہانتک کہ اوسکے ترک پر عتاب ہوا ہے اور اقوال اکابر
محققین تقسیم پر صریح دلالت کرتے ہیں امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں قال
العلماء البدعۃ خمسۃ اقسام واجبۃ ومندوبۃ ومحرمۃ ومکروہۃ ومباحۃ شیخ امام عینی شرح
صحیح بخاری میں لکھتے ہیں والبدعۃ فی الاصل احداث امر لم یکن فی زمن رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ثم البدعۃ علی نوعین ان کانت تندرج تحت مستحسن فی الشرع فہی بدعۃ حسنۃ
امام قسطلانی رح کہتے ہیں وہی خمسۃ واجبۃ ومندوبۃ ومحرمۃ ومکروہۃ ومباحۃ وحدیث کل
بدعۃ ضلالۃ من العام المخصوص وقد رغب عمر رض بقولہ نعمت البدعۃ وہی کلمۃ تجمع المحاسن
کلہا خود امام دوم مخالفین کے مائۃ مسائل میں بحوالہ امام جزری رح لکھتے ہیں البدعۃ
بدعتان بدعۃ ہدی وبدعۃ ضلالۃ فما کان فی خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ فہو فی حیز الذم
والانکار وما کان تحت عموم ما ندب اللہ الیہ وحض علیہ رسولہ فہو فی حیز المدح رد المحتار میں
بذیل قول ابن حجر بدعۃ ای حسنۃ لکھتے ہیں کذا فی النہر قلت البدعۃ لیعتریہا الاحکام الخمسۃ
کما اوضحناہ فی باب الامامۃ امام غزالی رح آداب سماع کے ادب خامس کتاب
احیاء العلوم میں لکھتے ہیں وقول القائل ان ذلک بدعۃ الی ان قال وانما المحظور
بدعۃ تراحم سنۃ ماموراً بہا الخ غنیۃ الطالبین میں کہ مسلمات مخالفین سے ہے اور
اوسے بالیقین کلمات طیبات حضرت محی الدین والملۃ غوث اعظم قدس سرہ المکرم
سے جانتے ہیں در باب نیت نماز مرقوم وان تلفظ بذلک کان ہو احسن ہدایہ میں ہے
ولا باس بحلیۃ المصحف لما فیہ من تعظیمہ اسیطرح ثبوت تعریف وتعمیم میت ورجعت قہقری
بقصد تعظیم بیت اللہ اور تقبیل خبز تکریم رزق وغیرہا صدہا امور کہ عہد نبوت بلکہ قرون
ثلاثہ میں بھی نہ تھے فقہائے کرام نے مستحسن خواہ مباح قرار دیئے اور ان مسائل میں
کلام خارج از مبحث ومقام ہے کلام اسمیں ہے کہ یہ علمائے دین اور ارکان شرع

متین ہماری طرح تقسیم بدعت کی قائل تہی یا نہین اور نیز یہ عذر کہ ایسے مسائل صرف متاخرین سے ثابت ہین قطع نظر اس سے کہ وہ متاخرین کس مرتبہ کے ہین اور در باب عبادات و معاملات اونکا فتوی جاری اور بحالت عدم مخالف قوی مجرد اونکا لکھدینا فریقین کے نزدیک کافی ہے انحصار ایسے اقوال کا متاخرین مین ایک قول بے بنیاد ہے کافی مین امام الائمہ سراج الامۃ ابوحنیفہ رض سے مروی ہے انہ لیس بسنۃ وانما ہو حدث احدثہ الناس ثمن فعلہ جاز دیکہو امام اجل و اعظم تعریف کو محدث و بدعت فرما کر جائز کہتے ہین اور دیگر ائمہ سے بہی ایسے امور کا استحباب و استحسان خواہ اباحت و جواز بتصریح و ضمن احکام کلیہ مین منقول ہے حتی کہ مخالفین کے امام الطریقہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے بہی منہاج السنۃ مین تقسیم بدعت اور حسن ایسے امور کا کہ اصول شرع سے موافق ہون تسلیم کر دیا البدعۃ ہی الحادث فی الامر فان کان بغیر دلیل شرعی فبدعۃ قبیحۃ وان وافق اصول الشرع فبدعۃ حسنۃ بلکہ بتصریح ائمہ سابقین اور کبرائے محققین تقسیم بدعت اور قسم حسن کا استحباب اور اوسپر امید ثواب متفق علیہ علما کا ہے سیرت شامی مین ہے والبدع الحسنۃ متفق علی جواز فعلہا والاستحباب لہا ورجاء الثواب لمن حسنت نیتہ وہی کل مبتدع موافق للقواعد الشرعیۃ غیر مخالف لشئ منہا ولا یلزم من فعلہ محذور شرعی فتح المبین مین ہے والحاصل ان البدع الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذلک اور تنبیہ الصلحاء مین کہ مستندات مخالفین عصر سے ہے مصرح کہ اہل اسلام کے فرقون سے کوئی ایسی بدعت کو برا نہین سمجہتا حتی کہ مخالفین کے رئیس المتکلمین کو بہی رسالہ کلمۃ الحق مین اعتراف ہے کہ تقسیم بدعت پر ہزار برس تک علما کا اتفاق رہا یہانتک کہ ہزار دوم مین صرف حضرت مجدد رح شناعت تقسیم پر متنبہ اور قسم سیئی بدعت کے ساتہ مخصوص ہوے قطع نظر اس سے کہ مراد مجدد صاحب کی کیا ہے اور اونہون نے اعمال و اشغال طریقہ نقشبندیہ اور اون مہابات کذائیہ کے نسبت جو اعمال و اخلاق مین خود ایجاد کئین اور دوسرے بدعات حسنہ بالخصوص ذکر خلفاء راشدین کی نسبت خطبہ ہا اور اسیطرح تقاسیم

شخص کی بابت کیا فرمایا ہے اور کس شد و مد سے ان امور کی تاکید فرمائی
اور اونمیں ثابت کیا ہے ہمارے لئے ارشاد پیغمبر علیہ السلام کہ اس باب
میں صراحۃ و اشارۃ ہر طرح موجود اور تصریحات صحابہ کرام اور اتفاق و اجماع علماء
اسلام جسکی نسبت ہزار اول میں رئیس بہادر کو اقرار ہے کفایت کرتا ہے کیا
رئیس صاحب اسقدر بھی نہیں جانتے کہ بعد اقرار اتفاق و اجماع علماء انکار تقسیم کسی
بزرگ کی طرف نسبت کرنا اونمیں خارق اجماع ٹھہراتا ہے سے بدنام کنندہ
نکونامی چند ہو سوا اسکے پیشوایان طریقت مجدد صاحب کے تقسیم بدعت کے قائل
کہ اقوال اونکے ایک دفتر ضخیم میں جمع ہونا مشکل خواجہ محمد شریف حسینی نقشبندی نے
حجۃ الذاکرین میں رسالہ حضرت قطب الوقت قیوم ربانی خواجہ محمد پارسا نقشبندی رح
سے نقل کرتے ہیں قال رضی اللہ تعالے عنہ بدان ایدک اللہ سبحانہ بتوفیقہ و یسر علیک
بفضلہ سلوک طریقہ کہ بدعت حسنہ کہ موافق اصول مطہرہ بود و متضمن مصالح دینیہ باشد
و منافی و مزاحم سنتی نباشد و از مستحسنات علماے دین و کبراے اہل یقین رحمہم اللہ
ادراجہم بود درمیان امت کہ خیر الامم است زادہا اللہ شرفا سلفا و خلفا بسیار است
اکثر من ان یحصی من لدن الصحابۃ والتابعین رض الی یومنا ہذا اشکلم قنوجی نے جب
کسی طرف سفر نپائی اور انکار تقسیم کے لئے کوئی راہ ہاتھ نہ آئی اور اس دعوے
بے بنیاد پر بھی کہ یہ تقسیم صرف بدعت لغوی ہے جیسا کہ کلمۃ الحق میں بعض کی طرف
منسوب ہے نہ جم سکے ناچار دوسری چال چلے کہ قائلین تقسیم بدعت سے معنی لغوی یا
قریب بمعنی لغوی یعنی محدث بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد لیتے ہیں نہ یہ
معنی شرعی بلکہ بدعت مذمومہ کو اس معنی سے تفسیر کرتے ہیں تو قائلین تقسیم بدعت
حسنہ ایسی محدث کو کہتے ہیں کہ کسی دلیل شرعی سے ثابت ہو اور منکرین تقسیم
ایسی محدث کو سنت بمعنی طریقہ مسلوکہ فی الدین میں داخل کرتے ہیں پس نزاع
تقسیم و عدم تقسیم میں لفظی اور جب تفسیر سے انقسام لازم نہ آوے اور اسکی خوبی تحقیق
اقول باللہ استعین قنوجی صاحب جس معنی کو لغوی سے قریب ٹھہراتے ہیں وہ بعینہ

ہمارے معنی اول کا مفاد ہے ہم بھی اوسے منقسم کہتے ہین لیکن اوسکے ساتھ معنی
لغوی کا تذکرہ نری عیاری اور مغالطہ ہے جو شخص کہ علم فقہ مین کچھ بھی مہارت رکھتا ہے
بخوبی آگاہ ہے کہ علماے شریعت تحقیق و تقسیم و احکام و احوال لغت سے کتب شرعیہ
مین کچھ کام نہین رکھتے اگر معانی شرعیہ کے ساتھہ معنی لغوی بھی کبھی ذکر کرتے ہین
تقسیم و احوال و احکام معانی شرعیہ ہی کے بیان فرماتے ہین جیسا ابواب فقہ کے
آغاز سے ظاہر ہوتا ہے تو قائلین تقسیم بدعت کے کلام مین یہہ احتمال کہ مورد قسمت
معنی لغوی ہے بدون اونکی دیگر تصریح خواہ قرینہ صارفہ کے قائم کرنا محض ناواقفی یا
ہٹ دھرمی ہے ثانیاً وہی قائلین تقسیم صدہا امور کو جنہین قنوجی صاحب اور ائمہ
اصول و فروع حرام و مکروہ ٹھیراتے ہین بتصریح مستحسن و بدعت حسنہ مین داخل فرماتے
ہین تو گو تقسیم باعتبار معنی اول بدعت اور انکار اوسکا بنظر معنی دوم نزاع لفظی
ہوگا مگر مخالفین اور اون حضرات محققین مین نزاع حقیقی ہی رہا قطعاً عبادات مقیدہ وغیرہ جنکا محصل یہ ہوگا کہ مدار اسکا
اصل شرعی پر ہے جس محدث کے لیے شرع مین اصلاً اصل نہین وہ بدعت مذموم
و باطل و مطرود ہے قنوجی صاحب کو مفید و ہمارے مضر نہین کیا آپ اسقدر بھی خبر
نہین کہ یہہ علما بہت امور متنازع فیہا مین اونکی مخالف اور ہمارے موافق
ہین اور امام ابن حجر مکی اور شیخ علامہ ملا علی قاری جیسے آپ اس مقام پر سند
لائے خاص مجلس مولد کو جسکے رد و ابطال مین ذات شریف نے یہہ سب عرق
ریزی و جانفشانی کی ہے کس شد و مد کے ساتھ مستحسن اور بدعت حسنہ مین داخل
کرتے ہین لہذا اصل سے ان حضرات کی عبارت مین بالیقین وہی معنی مراد ہین جنکی
رو سے مولد وغیرہ امور مستحسنہ بدعت سیئہ سے خارج رہتے ہین پھر اونکا دامن
پکڑنا اپنے پاؤن پر تیشہ مارنا نہین تو کیا ہے اور وہ جو جامع الروایات سے بحوالہ

نصاب الفقہ لکھا ہے اینکہ بدعت حسنہ مجتہدان قرار داده اند ہمان مستحسن است
حال اوسکا انشاء اللہ تعالی آگے آتا ہے تا شعر العا اول سے معنی اصل کے کہ
انجمن تقسیم است [illegible] کسی ماہر علم سے دریافت فرما

اوسکے بعد اون تفسیرات کا ذکر کرتے لفظ اصل ان تفسیرات مین نکرہ تحت نفی
واقع ہوا خود فتح الباری سے نقل کیا قولہ علیہ السلام شر الامور محدثاتہا بفتح
الدال والمراد بہا ما احدث ولیس لہ اصل فی الشرع ویسمی فی عرف الشرع بدعۃ
وما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعۃ فالبدعۃ فی الشرع مذموم بخلاف
اللغۃ انتہی عبارت علامہ عینی و امام نووی و قرطبی و ابن حجر مکی وغیرہم رحم مستندین
متکلم قنوجی اس مدعا مین کہ بدعت وہ ہے جسکی شرع مین کچہ اصل نہو اور جسکے لیے
کوئی اصل بہی پائی جاوے مفہوم بدعت سے خارج ہے صریح ہے اور اکثر علما کے
کلام مین اون امور کے جو اصل سے یہان مراد ہین تصریح ہے مجمع البحار وغیرہ کتب
معتبرہ مین اندراج تحت العموم محقق دہلوی نے مصلحت و ترویج و تقویت دین اور
ہدایہ مین اصل مقصود شرع کا لحاظ اور اوسکے مطابقت کو دلیل مستقل ٹہیرایا مسئلہ
وزیادت تلبیہ مین لکہتے ہین ولان المقصود الثناء و اظہار العبودیۃ فلا یمنع من الزیادۃ
علیہ بعض عون مامورات کو دلیل جواز ٹہیراتے ہین خود متکلمین وہابیہ امام غزالی
سے نقل کرتے ہین فالمنارۃ عون لاعلام وقت الصلوۃ الخ اور امام عز الدین
بن سلام نے قواعد و اصول سے مطابقت کو معتبر رکہا کہ بدعت قواعد شرعیت پر
پیش کیجاوے اگر قواعد ایجاب مین داخل ہو تو واجب اور قواعد تحریم مین داخل
ہو تو حرام و علی ہذا القیاس سمجہی جاوے اور فتح الباری مین بہی ایسا مذکور ہے
والبدعۃ ان کانت مما تندرج تحت مستحسن فی الشرع فہی حسنۃ وان کانت تندرج تحت
مستقبح فی الشرع فہی مستقبحۃ والا فمن قسم المباح اور ہدایۃ المرید مین تعمیم اصل کے
حمل نظیر سے مصرح حیث قال اما ما احدث فما لہ اصل فی الشرع اما بحمل النظیر او
غیر ذلک فانہ حسن اور خاص اس بیان مین کہ امور مذکورہ بالا مجتہدین سے
خاص نہین البتہ قیاس مصطلح خصوصاً بمقابلہ مجتہد متبوع مقلد تابع کو نہین پہونچتا
انشاء اللہ تعالی ایک قاعدہ جداگانہ لکہا جاویگا جس سے ابطال اس مغالطہ
کا کہ معرفت اصل خاصہ مجتہدین ہے بخوبی ظاہر ہوگا اور خود مخالفین اور اونکے

مقتدایان مذہب مستندین ان امور سے ہیں ہزار جگہ استدلال و استناد کرتے ہیں
اور اکثر علماء سے دین بلکہ خود وہ حضرات جنسے مخالفین تعریف بدعت نقل کرتے ہیں
صدہا امور کو کہ مجتہدین سے قولاً و فعلاً ثابت نہیں مستحسن فرماتے ہیں اور امام دوم
ان بزرگواروں کے خاص اس مسئلہ میں بجواب سوال کہ بدعت حسنہ محمود ہے یا
نہیں مائۃ مسائل میں لکھتے ہیں حاصل یہ کہ معرفت حسن و قبح کے لئے اجتہاد مطلق
ضرور نہیں مدار قبح سب کلی اصل پر ہے اور وجود حسن کے لئے وجود ایک اصل کا
اصول مذکورہ اور اونکی امثال سے کافی اور بعض وہ ہے کہ خیریت خواہ اباحت کسی امر
کی ہو وہی اوسکے لئے اصل شرعی ہے ——— ولذا قال الامام الشافعی رح وما من شیء له
احد من ائمة الهدى الا وله اصل في الشرع تو استناد متکلم قنوجی بہ ما مع الروایات مذاہب
الفقہ سے محض بیجا اور جو التفتازانی و ابن حجر مکی و ملا علی قاری رح کا محض مفاد دعویٰ
محصل کلام ان حضرات کا صرف اسقدر ہے کہ جسکے لئے شرع سے کوئی اصل متحقق وہ
بدعت سے خارج اور جسکے لئے اصلا اصل نہو وہ بدعت ضلالت ہے اور اس میں
شک نہیں کہ بدعات حسنہ و واجبہ کے لئے اصل بالمعنی الاعم موجود البتہ اونہیں امور
سے کلیہ مسلوب ہے جو مخالف شرع ہیں ولہذا اکثر قائلین تقسیم انعدام اصل کو مخالفت
شرع سے تعبیر کرتے ہیں کما قال القاضی المالکی رح کل ما احدث بعد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فهو بدعة والبدعة فعل ما لم يسبق اليه فما وافق اصلا من السنة يقاس عليها
فهو محمود وما خالف اصول السنن فهو ضلالة ومنه قوله عليه السلام كل بدعة الخ و شیخ
محقق دہلوی گفتہ اند بدانکہ ہرچہ پیدا کردہ شدہ بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
بدعت است و از ان انچہ موافق اصول و قواعد سنت است و قیاس کردہ شدہ
بران آنرا بدعت حسنہ گویند و انچہ مخالف آن باشد بدعت ضلالت خوانند تو ماحصل
اس کے کا معنی دوم کی طرف راجع ہوتا ہے ایسے امور کے مکروہ و ضلالت ہونے
میں کسے کلام ہے لیکن عدم انقسام بدعت باعتبار اس اصطلاح کے مستلزم بطلان
تقسیم باعتبار اصطلاح آخر نہیں کما لا یخفی تحقیق مرام و تفصیل مقام یہ ہے کہ لفظ

اصل باصطلاح علما معانی متعددہ مین مستعمل ہے کبھی قیاس مصطلح اور کبھی کتاب
وسنت واجماع وقیاس مین اور کبھی بمعنی عام کہ عمومات وقواعد شرعیہ ومصالح
تقویت وترویج دین وغیرہا کو شامل اطلاق کیا جاتا ہے جس نے بمعنی مقیس علیہ خواہ
تصریح قران وحدیث مراد لیا وجود اصل جواز واباحت امر محدث کے لئے ضروری نہ جانا
اور بعد تسلیم فقدان اصل بدعت کو مکروہ وممنوع نہ سمجھا کما فی رد المحتار وینبغی حمل نفی
الاصالیۃ علی المرفوع کما حمل بعضہم قول النووی الخ اور ملا علی قاری قول سخاوی قرارہ
انا انزلنا عقب الوضوء لا اصل لہ کے بعد فرماتے ہین ارادانہ لا اصل لہ فی المرفوع و
الا فقد ذکرہ ابو اللیث السمرقندی وہو امام جلیل مجمع الجوامع بعض اکابر سے منقول
دیا الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک ای الطیب ونحوہ فلا اصل لہ وسمع
ذلک لا کراہۃ عندنا قال النووی رح ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاء واما ما اعتادہ
الناس من المصافحۃ بعد الصبح والعصر فلا اصل لہ فی الشرع علی ہذا الوجہ لکن لا باس
بہ وہکذا فی فتاوی ابراہیم شاہی ناقلا عن الکاشف اور بعض نے بدعت بمعنی اعم حادثہ
بمعنی مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حادثہ ہے جسکے لئے اصل شرعی
نہین یا عام پاکر اوسے منقسم قرار دیا اور اس قسم کو ضلالت وبدعت سیئہ اور اوس کے
مقابل کو جسکے لئے کوئی اصل شرعی ہے بدعت حسنہ کہا اور چونکہ اس اصل بالمعنی
الاعم مادہ مخالفت شرع مین منحصر کسی نے اوسے اس اصل اور کسی نے مخالفت شرع
سے تفسیر کیا یہ سب طرق صحیح اور باہم متوافق اور مخالفین کے مخالف اور ہمارے موافق
ہین جسطرح کبھی معنی اول بدعت کو مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما
فی شرح المسلم للنووی اور گاہے مالم یامر بہ الشارع علیہ الصلوۃ والسلام ولم یفعلہ
کما فی کثیر من الکتب اور کبھی حادث فی الامر کے ساتھ کما قال امام المخالفین ابن
تیمیہ فی المنہاج البدعۃ ہی الحادث فی الامر فان کان بغیر دلیل شرعی فبدعۃ قبیحۃ وان
وافق اصول الشرع فبدعۃ حسنۃ اور امثال عبارات مذکورہ کے ساتھ تفسیر کرتے ہین
گاہے منقسم کو امر دینی کے ساتھ مقید کر دیتے ہین کما فی خلاصۃ الحقائق البدعۃ

بالفعل من الدنیایات بالم یفعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا اذن فیہا ورد وسرون
نے بانیوجہ کہ امر دنیوی بہی اقسام خمسہ سے کسی قسم مین لامحالہ داخل ہے تو تخصیص مورد
قسمت بلاضرورت نچاہیئے عام رکہا کسی نے بانیوجہ کہ احوال وافعال صحابہ معتبر اور
وہ سب عادل ومعتمد ہین اور استعمال اس لفظ کا مخالف سنت مین بہی آتا ہے اطلاق
اوسکا گوارا نہ کرکے تعبیر لفظ کی ایسے مفہوم سے مناسب سمجہی کہ وہ رسا خارج رہین بعض
نے بدینجہت کہ اطلاق اوسکا بمعنی اول ہے اور خود یہہ لفظ محدثات صحابہ مین بعض صحابہ
مستعمل ہوگیا تفسیر مین عموم وہ اطلاق مناسب سمجہا بعض بدین خیال کہ احادیث ذم
بدعت مین وارد معنی دوم یعنی مخالف سنت کے ساتہہ تفسیر مناسب سمجہی بعض نے باعتبار
دوسری اصطلاح کے معنی اول کے ساتہہ تفسیر کی بعض نے بانیوجہ کہ خیریت فی نفسہ حسن امر
خیر کے لیئے کافی ہے جیسا مفاد جواب ابوبکر وعمر رضا کا ہے کہ سابق بخاری شریف سے
منقول ہوا بعد تسلیم خیریت اصل آخر کے حاجت نہ سمجہی بنا رعلیہ وجدان اصل کے
ساتہہ جواز کا حکم دیا بایںمعنے کہ آخر یہہ خیریت کسی دلیل سے ثابت ہوگی وہی اصل شرعی
کفایت کریگی اور یہہ دوسری توجیہہ قول شافعی رح وما من خیر یعملہ احد من امۃ محمد صلی اللہ
اصل فی الشرع کے ہے نہ یہہ کہ اصل کی اصلا حاجت نہین دوسرون نے وجود اصل
پر مدار خیریت رکہا لیکن ان سب اختلافات سے کہ اختلاف عنوانات واعتبارات
کی طرف راجع ہین اصل مقصود مین کچہہ فرق نہین آتا نہ عدم انقسام ایک اعتبار سے
دوسرے اعتبار سے بہی عدم انقسام کو مستلزم اس تحقیق سے ظاہر کہ یہہ سب
تعریفات واقوال علما کہ بظاہر مختلف بالکمال متحد اور ہمارے مفید ومؤید ہین اور
جسقدر خبط وخلط کہ مخالفین اس مقام مین کرتے ہین اونکی نافہمی یا دانستہ مغالطہ
وہی ہے البتہ اخراج محدثات تابعین مفہوم بدعت مطلقہ سے بلاضرورت واعیہ
محل نظر ہے اور پہر اوس امر دینی کو جو قرون ثلثہ کے بعد حادث ہوا بدعت ضلالت
ٹہیرانا صحیح نہین یہی بابہ النزاع ہے وسیجی بطلانہ فانتظر معنی دوم کہ ضد اور مزاحم ومخالف
سنت سے عبارت ہے اور شرع مین کثیر الاستعمال عند المتعمق اکثر احادیث مین

یہی معنی مراد کہ ایسی سخت وعید اور ذم شدید ہیں وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی
ہدم الاسلام اور لعن اللہ من آوی محدثا اور فمن کان فترتہ الی عمل و بدعۃ فاولئک من
اصحاب النار کما فی حدیث الطبرانی اور اہل البدعۃ شر الخلق والخلیقۃ اخرجہ ابو نعیم
اور اصحاب البدع کلاب النار رواہ ابو حاتم و کل بدعۃ ضلالۃ رواہ مسلم و امثال ذلک
یعنی ذم مرتب ہیں معنی اول پر کہ اگرچہ مخالفین اقسام معنی اول کو مباح و مستحسن نہ کہیں
لیکن اونکے طور پر حد کراہت سے تجاوز نہیں کرتے اور نیز احادیث و کلمات علما میں
لفظ بدعت بمقابلہ سنت واقع ہوتا ہے اور باعتبار مقابلہ سے ضدیت تامہ ہے و لہذا اکثر
علما مخالفت شرع کے ساتھ اوسے تفسیر کرتے ہیں ابن حجر مکی فرماتے ہیں ما احدث
علی خلاف امر الشارع و دلیلہ الخاص والعام شفا میں ہے مخالفۃ امرہ صلی اللہ علیہ و
سلم و تبدیل سنتہ ضلالۃ و بدعۃ للوعید من اللہ تعالی بالخذلان اور غالب استعمال
اوسکا عقائد میں آیا ہے و لہذا فرقہ ناجیہ کو اہل سنت اور ارباب اہوا کو اہل بدعت
کہا جاتا ہے شرح سفر السعادہ میں ہے غالب در استعمال در عقائد افتد چنانکہ مذاہب
باطلہ اہل بدع از فرق اسلامیہ بحر المذاہب میں ہے البدعۃ مخالفۃ اہل الحق فی
العقیدۃ اتمام فروعی لکھتے ہیں المبتدع کل من یعتقد شیئا یخالف الکتاب و السنۃ
و لا یتبع الرسول فی الاقوال و الافعال درمختار میں ہے البدعۃ ہی اعتقاد خلاف
المعروف عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بحر الرائق میں ہے البدعۃ ما احدث
خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع
شبہۃ او استحسان و جعل دینا قویما و صراطا مستقیما بلکہ علما بعض اوقات بنظر کثرت استعمال
خواہ دوسری وجہ سے مفہوم بدعت کو انہیں معنی یعنی مخالف شرع خواہ جو اوس سے تحقق
میں مساوی اور مآل میں معنی ثانی میں منحصر اور مقابل کو بدعت ضلالت بلکہ باعتبار اس
معنی کے مفہوم بدعت سے خارج کرتے ہیں علامہ عینی شرح بخاری میں شر الامور
محدثاتہا کے تحت میں لکھتے ہیں والمراد بہا ما احدث و لیس لہ اصل فی الشرع
و یسمی فی عرف الشرع بدعۃ و ما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعۃ اور

دوسرے حضرات سیئہ و مذمومہ و ضلالت ہونا اس معنی خواہ ایسے معنی کے ساتھ
جو اوسکی طرف راجع مخصوص کرتے ہین کما فی احیاء العلوم ولا یمنع ذلک من کونہ
محدثا فکم من محدث حسن انما البدعۃ المذمومۃ ما تصادم السنۃ القویمۃ او تکاد تفضی الی
تغییرہا الخ لمعات شرح سفر السعادۃ مین ہے ہر امر محدث کہ مخالف سنت و مغیر آن باشد
گمراہی است امام جلال الدین سیوطی مولد کی نسبت فرماتے ہین ہذا القسم مما احدث
ولیس فیہ مخالفۃ للکتاب والسنۃ ولا اثر ولا اجماع امام غزالی کتاب احیاء کے
ادب خامس سماع مین لکھتے ہین وقول القائل ان ذلک بدعۃ لم یکن فی عہد الصحابۃ
فلیس کل ما یحکم باباحتہ منقولا عن الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم وانما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ مامورا بہا کیمیائے سعادت
مین فرماتے ہین و اینہمہ اگرچہ بدعت است و از صحابہ و تابعین نقل نکردہ اند لیکن نہ ہرچہ بدعت بود نشاید کہ بسیاری بدعت
نیکو باشد لیکن بدعت مذموم آنست کہ مخالف سنت باشد الخ ملا علی قاری شرح عین العلم مین
کہتے ہین ولیس کلما ابدع منہیا عنہ بل المنہی عنہ ابداع بدعۃ سیئۃ تضادہ لسنۃ ثابتۃ
الخ وفی المرقات شرح المشکوۃ تحت قولہ عم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد
فیہ اشارۃ الی ان احداث ما لا ینازع الکتاب والسنۃ کما نقررہ بعد لیس بمذموم
امام صدر الدین بن عمر کہتے ہین لا تکرہ البدع الا اذا راغمت السنۃ اما اذا لم
تراغمہا فلا تکرہ امام نووی اور حافظ بیہقی اور امام ابن حجر حضرت امام شافعی رح
سے نقل کرتے ہین المحدثات من الامور ضربان احدہما ما احدث یخالف کتابا
او سنۃ او اثرا او اجماعا فہذہ البدعۃ الضالۃ والثانی ما احدث من الخیر لا خلاف فیہ
لواحد من ہذہ وہی غیر مذمومۃ سوا اسکے اکثر اقوال علماے دین و مستندین مخالفین
کے کتب معتبرہ مین مذکور اور بعض اس فائدہ مین بھی مسطور ہین بالجملہ خواہ بدعت
کو مخالفت کے ہی ساتھ تفسیر کیا جاے یا باعتبار عموم معنی اول اوسی قسم مطلق
بدعت کی ٹھیرا کر بدعت ضلالت و مذمومہ و سیئہ کو اوسمین منحصر کر دیا جاے دونون
طرح مدعا ہمارا حاصل اور تصرف بعض متکلمین مخالفین کا معنی مخالفت مین قطع نظر
اس سے کہ تاویل بلا ضرورت ہے خصوصاً تعریفات مین کہ محض ناجائز تصریح

اکثر اکابر بلفظ مصادمت و مضادت و مزاحمت و منازعت کے ساتھ اس تاویل کو رد ہین کافی اور
نیز شرح مقاصد مین ہے لا نسلم ان مجرد فعل مالم یفعلہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم
مخالفۃ لہ و ترک لاتباعہ وانما یکون ذلک اذا فعل بانہی عنہ او ترک ما امر بہ تحفہ
اثنا عشریہ مین ہے سوم آنکہ نکردن استخلاف چیزے دیگر است و منع فرمودن از ان
چیزے دیگر مخالفت وقتی باشد کہ منع از استخلاف می فرمود و ابوبکر رض استخلاف میکرد
نہ آنکہ پیغمبر استخلاف نکرد و ابوبکر رض کرد باقی رہی اصطلاح مخالفین کہ جو امر دینی زمانہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین مین نپایا جاوے بدعت ہے
سو اگر کسی کتاب مین اسکا پتا بھی ہو قطع نظر اس سے کہ بمقابل تفسیرات جمہور قابل
التفات نہین اصطلاح اوس قائل کی ہے نہ معنی شرعی بدعت کہ نصوص شرعیہ مین
اوسکا ارادہ صحیح ہو اور نہ مخالفت بعض متاخرین کے بعض اقوال کی نسبت اسوجہ
سے کہ قرون ثلثہ مین نتھی اوسکی تفسیر شرعی ہونے کی دلیل ہوسکے خصوصاً جس حالت
مین وہی علما یا اونسے اشل خواہ امثال بعض افعال کو اس نظر سے کہ قرن حضرت
و صحابہ اور بعض اوقات صرف اس بنا پر کہ عہد نبوت مین نہ تھی یا ان الفاظ سے
کہ نہ حضور نے حکم دیا نہ آپ کیا منع کرتے ہین اور یہ تفسیر بتصریحات مخالفین کے
بھی صریح مخالف و منافی ہے علاوہ اسکے یہ شبہ کہ یہ فعل عہد سابق مین نہوا اور حضرت
رسالت نے نکیا ہم کسطرح کرین عہد صحابہ مین پیش ہوکر یہ رد ہوگیا بالآخر فعل
کی خیریت فی نفسہ پر مدار ٹھیرا اور صحابہ کرام نے جمع قرآن مجید پر اتفاق کرلیا اور
یہ جواب کہ صرف باعتبار عہد نبوت یہ شبہ صحیح تھا لہذا رد کیا گیا شبہ نہین کہ
اس تقدیر پر جواب اسی مضمون کے ساتھ متعین تھا نہ ان الفاظ سے کہ وہ
فی نفسہ خیر ہے واللہ انہ لخیر علاوہ ازین حضرات وہابیہ کے سوا کس مسلمان کی
عقل تجویز کریگی کہ صرف جناب رسالت کا ترک کسی فعل کو حرام خواہ مکروہ مکرر
اور ترک صحابہ و تابعین یا عدم استنباط مجتہدین بھی اسکے ساتھ ہو تو فعل مکروہ و حرام
ہوجاوے گویا ترک حضور حجت شرعی ہوتی ہین ان امور کا منشا جسنے اصل حقیقت کہہ دے

کہ صرف ترک حضور کا باوجود دواعی و انعدام موانع کراہت متروک پر دلالت
کرتا ہے اور ذکر صحابہ و تابعین اس مقام پر استطرادی ہے بلکہ ذکر تابعین فعل
میں بھی تبعا ہی نہ اسطرح کہ قول و فعل اونکا حجت شرعی ہے رہے تابعین باتفاق
مجتہدین حجت نہیں مگر جسطرح تعامل قرون مابعد و قول و فعل علماے ہر عصر اور قید
دواعی و موانع کے وجود و عدم اس لیے ملحوظ ہے کہ ترک کراہت کے سوا اور
جہت سے بھی ہوتا ہے لہذا وہی فقہا کہ ترک جناب سے استناد کرتے ہیں باوجود
ترک نے حضور کے بیسیوں افعال کی نسبت جواز و استحسان کا حکم دیتے ہیں بلکہ کراہت
کے لئے کبھی دوسری علت ہوتی ہے جسطرح آپ قیام اور اطلاق سید کا نفس
نفیس کے واسطے تواضعا مکروہ سمجھتے یا ارباب توکل و تقوے کو بعض امور سے نہی
فرماتے ایسی کراہت احکام شرع کا مبنی نہیں ہوتی بالجملہ مجرد عدم فعل خواہ عدم نقل
حضور سے مثبت کراہت و حرمت اور نہ تحدید زمانی اسمین معتبر اور نہ فقدان
کسی فعل کا ازمنہ ثلثہ میں اوسکی ضلالت و بدعت سیئہ ہونے پر دلالت کرتا ہے
اور استدلال اکابر فرقہ وہابیہ اسبات پر کہ جو امر قرون ثلثہ یعنی عہد سید المرسلین و زمانہ
صحابہ و تابعین میں نہ پایا جاوے بدعت ضلالت ہے حدیث خیر امتی قرنی سے
محض بیجا اولاً حدیث اس مدعا میں کہ خیریت قرن تابعین باعتبار سیرت اہل
قرن کے ہے نص نہیں بلکہ الفاظ سے خیریت باعتبار قرب عہد نبوت اظہر کہ
لفظ الذین یلونہم سے تعبیر اور لفظ ثم کے ساتھ تعقیب اس مراد پر قرینہ واضحہ کہ
صلہ موصول تعلیل پر دلالت کرتا ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ قرن تابعین اسوجہ
سے کہ قرن صحابہ سے متصل و مقارن اور وہ عہد رسالت سے متصل ہے پچھلے
زمانون سے بہتر اور اچھا ہی ٹھہرا ثانیاً تسلیما کہ خیریت باعتبار سیرت کے ہے لیکن قاتلان
امیر المومنین عثمان اور محاربین علی اور حسین بن علی رضی اللہ تعالے عنہم بھی اوسی
قرن میں تھے اور قتل و نہب اہل حرمین شریفین و ہتک حرم کعبہ معظمہ و مدینہ منورہ
و رفض و خروج و قدر وغیرہا افعال شنیعہ و عقائد باطلہ بھی اوسی عصر میں ظاہر

ہوسے ہاں خیریت اکثر افعال واحوال اکثر اہل قرن مسلم مگر خیریت کل افعال خواہ
کل اشخاص عصر مذکور کو غیر مستلزم ہے اور خیریت قرن باعتبار خیریت سیرت اہل قرن
ہے تو مدار خیریت کا افعال پر ہے اور یہہ ہمین مفید اور مخالفین کو مضر ہے نہ یہہ کہ
افعال تابعین بعلت خیریت قرن خیر ہو اور اصل سنت اور امور کہ بعد اوس زمانہ کے
واقع ہوئے سب حرام خواہ مکروہ اور بدعت اصل یہہ ہے کہ وقوع فعل کا کسی زمانہ
مین مدار خیریت شریت نہین ہوسکتا بلکہ فعل خیر جس وقت واقع ہو خیر اور شر ہر حال مین
شر رہے گا یہہ وہی امر ہے کہ عصر صحابہ مین درباب جمع قرآن منقح ہوکر اوسپر اتفاق
واجماع منعقد ہوگیا ہدایۃ المرید شرح جوہرۃ التوحید مین ہے ومن البدعۃ من یحیل
کل امر لم یکن فی زمن الصحابۃ بدعۃ مذمومۃ وان لم یتقیم ولیس علی قبحہ تمسکا بقولہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایاکم ومحدثات الامور فلا یعلمون ان المراد بذلک ان یجعل فی الدین ما
لیس فیہ انتہی ثالثاً یقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حدیث مین قرون ثلثہ سے
عہد حضرت رسالت و عصر جناب شیخین رض و عہد امیر المومنین عثمان ذوالنورین مراد
اور ارشاد حضرت حذیفہ بن یمان رض اسی معنی کو کہ یہہ خاص زمانہ حضور و عہد
خلافت خلفاے ثلثہ کے ہو اور نیز بسبب حالات و وقایع ان تینون ازمنہ اور انکے
مابعد کے موید لاقل اوسکے محتمل ہونے مین شک نہین تو بدون رفع اس احتمال
کے ثبوت مدعاے مخالفین اس حدیث سے غیر متصور واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
رابعاً یہہ دعوی کہ خیریت ازمنہ ثلثہ مین مخصوص ہے اور ما بعد ان کا مخصوص بشر مردود ہے
حدیث مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ جسے ترمذی نے بسند
حسن انس رض اور امام احمد نے عمار بن یاسر رض اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین سلمان
فارسی رض سے روایت کیا اور محقق دہلوی رح نے اشعۃ اللمعات مین باعتبار کثرت
طرق صحیح قرار دیا اور حدیث رزین مین صحابہ سے مثال کے لفظ نفیسہ وارد ہوا اور
نیز حدیث صحیح مسلم مین اشد امتی لی حبا ناس یکونون بعدی یود احدہم لو رانی
باہلہ ومالہ اور حدیث بیہقی سیکون فی آخر ہذہ الامۃ قوم لہم مثل اجر اولہم یامرون بالمعروف

وینہون عن المنکر وہی المقاتلون اہل الفتن اور نیز آیۂ کریمہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
اور کریمہ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس و دیگر آیات و احادیث
کہ فضل امت مرحومہ اور اوسکی خیریت مین بدون تخصیص کسی قرن و عصر کے وارد
اس دعوی کے رد مین کافی بلکہ طریق جمع و تطبیق آیات و احادیث اسی مین منحصر
کہ یہ امت بتمامہا خیر الامم اور ہر قرن اوسکا خیر اور قرن صحابہ کرام افضل القرون
اور بجہت قرب عہد نبوت اشرف و اکمل اور بعض قرون مابعد بعض سے بنظر بعض وجوہ خیر
اتم شیخ عبد الحق دہلوی رح حدیث اول کی شرح مین لکھتے ہین مدلول ظاہر حدیث
شک و تردد و عدم جزم و قطع است بانکہ اول است بہتر و فاضلتر است یا آخر ان و
اینجا آن معنی مقصود نیست بلکہ کنایہ است از بودن ہمہ امت خیر چنانکہ سطر ہمہ نافع است
نہ یہ کہ خیریت کو صرف قرون ثلثہ مین منحصر اور ازمنہ مابعد کو شر سمجہین اور جو افعال اونمین
رائج ہوے خواہ مخواہ بدعت و ضلالت قرار پاوین بلکہ جس حالت مین آیات و احادیث
امت مرحومہ کی خیریت پر علی الاطلاق ناطق ہین اور خیریت امت بدون خیریت سیرت
امت غیر متصور تو خیریت سیرت و عادات و معمولات و مروجات جملہ قرون امت باقتضای
نصوص کتاب و سنت ثابت ایک بات پر بدون فہم مطلب و تنقیح مراد اقتصار بیجا اور بیجا
اصرار اور دیگر آیات و احادیث سے کہ خاص اوس مادہ مین وارد ہوئی ہین اعراض و ان
بالکلیہ اغماض شیوہ اہل بدعت و اہوا کا ہے خاصاً لفظ خیر اسم تفضیل ہے تو ظاہر
لفظا مفضول کی فی الجملہ خیریت پر دلالت کرتا ہے نہ شریت پر بلکہ اسکے مقابلہ مین
کبہی تصریح شریت مفضول بہی اوسکے خیریت کو باطل نہین کرتی صرف استقدر سمجہا جاتا ہے
کہ وہ اس سے افضل اور یہ اوس سے کمتر ہے حدیث مین آیا ہے خیر الصفوف اولہا
شرہا آخرہا حالانکہ پچہلی صف بہی فی نفسہ خیر ہے پس معمولات ازمنہ لاحقہ کی شریت
حدیث سے اصلا ثابت نہین ہوا وسیاتی تتمہ حدیث خیر القرون قرنی یہہ ہی ثم ان بعدہم
قوما یشہدون ولا یستشہدون ویخونون ولا یؤتمنون وینذرون ولا یوفون ویظہر فیہم
السمانۃ اور حدیث نسائی مین بعد ذکر خیریت قرون ثلثہ کے وارد ثم یظہر الکذب

حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف ویشہد ولا یستشہد جس حالت میں خود تتمہ حدیث وجوہ
خیریت قرون ثلثہ ومفضولیت ازمنہ مابعد کی تصریح کرتا ہے تو اس حدیث سے شریت
جمیع قرون لاحقین پر استدلال کرنا والبتہ تحریف کلام نبوی اور تغییر وتبدیل مراد
حضرت رسالت پناہی ہے سابعاً بعد فرض وتسلیم اسکے کہ خیریت کسی قرن کی دوسرے
قرون کے شریر ہونیکو مستلزم شریت قرون مابعد باعتبار شیوع وظہور عقائد فاسدہ جو
مذاہب باطلہ کے ہیں کہ قرون ثلثہ کے بعد شائع ہوئے نہ اعمال متنازع فیہا جنکا وجود
قرن رابع وخامس میں نہ تھا تو حدیث کو اونکے شریر ہونے میں اصلا مداخلت نہیں ثامناً
مخالفین اقوال مجتہدین اور علوم فقہ وتفسیر واصول و اخلاق وتصوف کے تدوین اور حضرت
کی تعلم تعلیم کی نسبت کیا کہینگے اور یہ ہمہ ترکہ اصل انکی تشریح میں موجود ومشتہر ہے کہ
امور متنازع فیہا جنکو حضرات وہابیہ ضلالت بدعت سیئہ کہتے ہیں عمومات شرعیہ کے تحت
میں مندرج یا دلائل شرع سے مستفاد اور مقصود شرع سے موافق اور مصالح دینیہ پر مشتمل
الی غیر ذلک من الاصول الصحیحہ بانہیہ اونہیں حکم سنت میں جانتا اور انہیں بدعت و
ضلالت کہنا سراسر نا انصافی اگر تقسیم مقبول کافہ علماء سے خواہ نخواہ انکار اور جملہ
کل بدعۃ ضلالۃ کی کلیت پر باعتبار معنی اول بدعت ہی اصرار منظور ہے اور بنظر دفع
تعارض وجمع وتطبیق ادلہ شرعیہ اقوال وافعال صحابہ کرام کو بدیں وجہ کہ انکی فضیلت
اور مقتدا ہونے میں احادیث وارد اور رسم ورواج عصر تابعین کو صرف اسوجہ سے کہ اونکی
خیریت حدیث سے ثابت اور مسائل قیاسیہ مجتہدین کو باعتبار اونکی اصل وسند کے
کتاب اللہ وہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحق کرنا ضرور ہے غایۃ الکلام
وغیرہا مسائل مخالفین میں مذکور اور تدوین علوم دینیہ اور اونکی تعلیم وتعلم کو بھی
بلحاظ اصل شرعی ومصلحت دینی واجب یا خواہ مستحب ہم انا لابد ہے جسکا حامی فرقہ ہو جبکہ
اقرار کرتے ہیں تو بموجب حدیث اتبعوا السواد الاعظم وانہ ما رآہ المسلمون
حسنا فہو عند اللہ حسن اور کریمہ ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین الآیۃ قول وفعل جمہور
قرن اسست اور نیز باعتبار آیات واحادیث کے کہ آخر امت خواہ تبلہ قرون کی خیریت

بین وارد و سیرت و رواج تمام اہل اسلام ہر قرن کو جسکے لیئے برائی تشرع سے ثابت
نہو مستحسن خواہ مندوب سمجھنا لازم مقام تطبیق بین بعض دلائل شرعیہ کا لحاظ اور جو مخالف
ہوائی نفس ہوا جو لنواس سے چشم اغماض نہیں ہیش ہرمی افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض الحاصل دعوی ضلالت دید وہابیہ کہ قول
وفعل تابعین حکم سنت میں ہی اور جو امر قرون ثلثہ میں ہیئت کذائی وصورت مخصوصہ نپایا گیا بدعت و ضلالت حدیثیہ کو نشین
نہیں نہ یہہ معنی شرعی بدعت تو احادیث کو کہ ذم بدعت میں ہیں اسی معنی پر وارد کرنا
ایسا ہے جس طرح حضرات وہابیہ ربا یا سرقہ وزنا کسی مباح خواہ مستحب فعل کا نام رکھیں
اور آیات و احادیث کہ اون کے باب میں وارد نقل کر کے اس فعل کے لیئے احکام شرعیہ
اونکے ثابت کردیں ثبوت اصطلاح اہل اصطلاح سے چاہیے قران میں جس جگہ یہہ
لفظ وارد ہوا بدیع السموات والارض اور ابتدعوہا فما رعوہا حق رعایتہا وہان یہہ معنے
بالقطع مراد نہیں نہ کسی حدیث میں یہہ معنی متعین اگر ہوں تو مخالفین بتادیں ورنہ
خرط القتاد اور جو بالفرض اونکا معنی شرعی ہونا تسلیم کرلیں تو جب تک انحصار استعمال
اوس میں ثابت یا قرینہ قاطعہ متحقق نہو مراد احادیث کس طرح متعین ہوگی مگر عادت
مستمرہ اہل اہوا و بدعت ہے کہ ایک لفظ قران وحدیث کا لیکر اپنے معنی اختراعی یا
لفظ غیر مشترک سے معنی غیر مراد مراد لیتے ہیں اور یہہ طریقہ فرقہ وہابیہ میں بہ نسبت دوسرے
مبتدعین کے زیادہ شایع ہے کہ اس تدبیر سے عوام بیچارون کو سہل طور سے مغالطہ
دیتے ہیں حقیقۃ الامر یہہ ہے کہ بدعت بمعنی دوم یعنی مخالف و مزاحم و مضاد سنت
مطلقا گمراہی وضلالت اور یہی معنی اکثر احادیث میں مراد اور وعیدیں کہ احادیث میں
وارد اسی معنے کے مناسب اور باعتبار اس معنی کے حدیث کل بدعۃ ضلالۃ اپنے معنی حقیقی
پر ہے اور یہہ کلیہ بلا تاویل و تصرف صحیح ہے اور بدعت بمعنی اول اور نیز بمعنی مصطلح
مخالفین حسنہ و سیئہ دو اقسام پنجگانہ کی طرف منقسم اور کل بدعۃ ضلالۃ بمعنے کل بدعۃ سیئۃ
ضلالۃ یا کل بمعنی اکثر ہے کہ ہزار جگہ شرع میں مستعمل تو لفظ بدعت کو اپنی اصطلاح پر
حمل کرنا اور اسکے ساتھ جملہ کل بدعۃ ضلالۃ کو باتباع ابن الصفی وغیرہ اصل پر رکھنا
نرا اخلاط و خبط ہے اور بیان سے تقریر ہوا لسے قوم اسمعیل صاحب دہلوی کہ افصاح

الحق الصریح مین تبری طمطراق سے لکہی اور اتباع کو اوسپر بڑا ناز ہے اور ضعف وتباہت
اوسپر بنی بخوبی رد ہوتی ہے اور یہہ تاویل متکلم قنوجی کی کہ لفظ مخالفت تفسیر بدعت مین
کہ امام شافعی وغیرہ اکابر وائمہ کے کلام مین واقع ہوا بمعنی عدم موافقت ہے قطع نظر
اس سے کہ تاویل رکیک بلاضرورت خصوصاً الفاظ تعریف وتفسیر مین نری سفاہت
ہے اس تقدیر پر جس امر کے لئے مثلاً کتاب سے موافقت ثابت نہین گو حدیث مین
مصرح ہو مخالف کتاب وعلی ہذا القیاس عدم موافق بالسنۃ موافق بالکتاب مخالف
سنت قرار پاویگا وہل ہذا الا جنون اور اسیطرح یہہ مغالطہ بہی کہ اکثر اوقات عوام
سے کہتے ہین اور کبہی تنزلاً مباحثہ علما مین بہی پیش کرتے ہین کہ جس جگہ کتب دینیہ مین
لفظ بدعت وارد وہان خواہ مخواہ سیئہ سے مراد لینا چاہئے کہ مطلق فرد کامل کیطرف
راجع ہوتا ہے رفع ہوگیا کہ بدعت حسنہ وسیئہ بمفہوم مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے افراد ہین اوسمین کمال ونقصان کو دخل نہین اور لفظ بدعت اس مفہوم اور
معنے دوم مین مشترک لفظی اس صورت مین کمال ونقصان افراد سے کیا علاقہ ہے اور نیز
فقہا سو جگہہ اطلاق بدعت کرتے ہین اور لاحقین وشارحین تصریح کردیتے ہین کہ مراد
بدعت حسنہ ہی کما لا یخفی علی من طالع کتب الفن باقی رہا مغالطہ کہ ہم صحابہ وتابعین کے
پیرو ہین جو اونہون نے کیا کرینگے اور جو اونسے ثابت نہوا نہ مانینگے بوجوہ مدفوع اولا
حسب تصریح فقہا مسائل جزئیہ مین عامی کو تقلید صحابہ تابعین نہین پہونچتی بلکہ علماے
محققین کا اوسکی ممانعت پر اجماع تحریر الاصول وغیرہ مین لکہا ہے نقل الامام اجماع
المحققین منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ بل من بعدہم الذین سبروا ووضعوا و
دوّنوا وعلی ہذا ما ذکر بعض المتاخرین منع تقلید غیر الاربعۃ لانضباط مذاہبہم وتقیید مسائلہم و
تخصیص عمومہا ولم یدر مثلہ فی غیرہم الآن لانقراض اتباعہم ہو صحیح فیض القدیر شرح
جامع صغیر مین ہے یجب علینا اعتقاد الائمۃ الاربعۃ ولا یجوز تقلید الصحابۃ وکذا التابعین
کما قالہ امام الحرمین وقد نقل الامام الرازی اجماع المحققین علی منع العوام من تقلید
اعیان الصحابۃ وغیرہم وہکذا قال الامام المحقق النووی فی شرح الاربعین وکذا قال

ابن حجر مکی رسالہ اور اسیطرح علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے
حدیقۃ الندیہ فی شرح الطریقۃ المحمدیہ مین اوسکے منع کی تصریح فرمائی ثانیاً ابتاع
اسے کہتے ہین کہ جو اونہون نے کیا خواہ حکم دیا کرین اور جس سے منع کیا باز رہین نہ یہہ
کہ جو اونسے کسیطرح اور کبھی ترک ہوا اوسے مکروہ و ضلالت سمجھین ہان یہہ کہہ سکتے ہین
جو امور مجتہدین سے بھی ثابت نہین اونہین کسطرح جائز جانئین لیکن قواعد آتیہ اس شبہہ
کے انحلال مین کفایت کرتے ہین اور اسی مغالطہ کے قریب ہے وہ جو کہتے ہین اگر یہہ
امور کہ بعد قرون ثلثہ حادث ہوئے اچھے ہوتے تو جناب رسالت و صحابہ و تابعین ہرگز
ترک نفرماتے جواب اوسکے اسقدر کافی کہ اگر افعال مروجہ عصر تابعین اچھے ہوتے تو قرن
صحابہ مین اور افعال اوس قرن کے عہد نبوت مین ضرور رواج پاتے صدہا امور خیر
جنکی خوبی اور بھلائی اور اونپر ثواب و اجر اخروی احادیث صحیحہ مین مصرح باوجود اسکے اکثر
صحابہ کرام کا عمل کسیوجہ سے ثابت نہوا اسیطرح اگر صحابہ کرام و تابعین عظام نے
اس وجہ سے کہ دوسرے عمدہ کامونمین مصروف تھے فرصت نپائی یا دوسرے اسباب
سے انکی طرف توجہ نفرمائی تو ایسا ترک اونکا مبطل خیریت امور مذکورہ نہین ہو سکتا
اور حقیقۃ الامر یہی ہے کہ صحابہ تابعین کو اعلاے کلمۃ اللہ و اشاعت فرائض و حدود اسلام
و حفظ و روایت حدیث و اصلاح امور کلیہ سے فرصت نہ تھی لہذا استخراج جزئیات و
تصنیف و تدوین علوم کی طرف چندان متوجہ نہوے اور جہاد سیفی و سنانی نے مناظرہ
لسانی کی فرصت نہ دی اور بوجہ عدم شیوع عقائد باطلہ و مذاہب سائغہ کے اوس زمانہ
مین نظم دلائل و رد شبہات اہل بدعت و اہوا کے اسقدر حاجت بھی نتھی جب حضرات
صحابہ تابعین نے امور کلیہ کی تکمیل کردی اور بفضل الہی دین کمال کو پہونچا اور ملت
حنفیہ اسلام مشارق و مغارب مین اچھی طرح جم گئی مجتہدین امت استنباط جزئیات
اور علما و ائمہ ملت نے تصنیف کتب کیطرف توجہ فرمائی اونکی کوشش سے دین کو اور
بھی رونق حاصل ہوئی مابعد کے علمانے جو ان کامون سے بھی فرصت پائی رد و ابطال
اہل بدعت و اہوا مین سعی نمایان اور دقایق و اشارات و لطائف و نکات شرع مین

فکر بے پایان کی اور حوادث و وقایع ہین کہ از منہ ثلثہ و ائمہ اربعہ کے بعد واقع ہوتے
رہے دی جس بات کو اصول دین و قواعد شرع متین سے موافق اور مصالح دینیہ پر
مشتمل پایا مستحسن او رمندوب یا واجب و لازم جیسا مناسب سمجہا ٹہیرایا اور اونکے
ترویج مین سعی کی آیا یہ سب احکام و افعال متاخرین و متقدمین اور اقوال ائمہ
دین صرف اسوجہ سے کہ قرون ثلثہ مین نہ تہی گو دین کو مفید اور اصول شرع سے
ثابت ہون بدعت سیئہ او ر ضلالت ہوسکتی ہین ہرگز نہی عقل پر ظاہر کہ عمال و تہانہ
داران پرگنات کو معاملات روزمرہ مین ہزارون وقایع اس قسم کے پیش آتے ہین جنکی
تصریح دستور العمل و قانون سلطنت مین نہین پاتے اور اونکے کام پر اسوجہ سے کہ
بادشاہ نے صاف صریح حکم نہ دیا نہ ارکان ریاست و حاضران دربار سے کسی نے
بعینہ یہہ کام کیا کوئی اعتراض نہین کرتا بلکہ اگر اعمال اونکے قواعد سیاست و ملکداری
کے مناسب او ر مقصود سلطانی کے مطابق ہوتے ہین تو مورد آفرین ہوکر انعام کے مستحق
ہوتے ہین جسنے مجرد التزام فعل کو قرون ثلثہ مین خواہ عدم تصریح کو شارع سے دلیل قبح
افعال ٹہیرایا اس ہیبہ کو نہ پہونچا اور یہہ کیا ضرور ہے جو اچہے کام سلف سے رہ گئے
ہین اونکی توفیق نہ دیجاوے جسطرح ہزارون مسائل جزئیہ ائمہ اربعہ نے استخراج
کیے اور اگلے قرون ہوفق نہوسے خود متکلم قنوجی لکہتے ہین وجہ ضرور است کہ بیان صحابہ
کبار و آل اطہار مستقصی جمیع جزئیات مستفادہ از کتاب و سنت باشد بلکہ ممکن است
کہ خدا تعالے جماعتی را در علم مماثل ایشان پیدا کند کہ استخراج بعض مسائل جزئیہ از
کتاب و سنت نماید و این قصور در استخراج چون ناشی است از قلت دواعی و عدم
وقوع وقائع باعث آن موجب نقص علم امثال این بزرگان نیست اسیطرح بسبب عدم
وقوع وقائع اور قلت دواعی وغیرہ اسباب سے بعض امور کی نسبت مجتہدین امت نے
بہی تصریح نفرمائی اور ائمہ و علماے لاحقین استخراج کے ساتہ موفق اور بعض حسنات
و مندوبات کی ترویج اور اس طریقہ سو دین کی تائید سے مخصوص ہوئے اور شاید
احادیث ہین کہ درباب فضل آخر امت وارد انہین امور کی ایجاد و ترویج کی طرف

اشارہ ہو و الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم **تذییل** واضح ہو کہ تقریر
فرقہ وہابیہ بیان معنی بدعت مین نہایت مضطرب اور احادیث و آثار کے مخالف اور
بطلان تقسیم کو بھی حسب تصریح ائمہ علما کا اتفاق ہے اور صاحب کلمۃ الحق کو بھی ہزار
اول کی نسبت اس امر کا اعتراف ہے اور عدم مطابقت آیات و احادیث و اقوال
علما کو مستلزم صرف ایجد اصطلاح اختراعی ہے نہ شرعی جسکا ثبوت شرع سے غیر ممکن
بخلاف ہماری تقریر کے کہ بفضل الٰہی اس تقدیر پر جملہ نصوص مین توفیق اور تفسیرات
علما مین کہ بظاہر مختلف تطبیق حاصل اور اسکے ساتھ واسطے دفع خلط و خبط مخالفین کے
بھی کافی اور سب مغالطات و تشکیکات کے رد مین کہ اوس طرف سے پیش ہوتی ہین
وافی با اینہمہ اگر تقلید اسمعیل صاحب دہلوی کی جنکو اس فرقہ نے خواہ مخواہ آسمان پر
اوڑایا اور امام مذہب بنایا ہے ہماری تحقیق و تدقیق انیق کے قبول سے مانع ہوگی
کہ ان حضرات کے نزدیک قول کسی کا گو کیسا ہی مدلل ہو مقابلہ اونکے وقعت نہین رکھتا
تو کیا اتفاق کافہ علماے ملت و فضلاے اہل سنت کا بھی کہ باقرار صاحب کلمۃ الحق
ہزار برس تک تقسیم پر رہا ہے اونکے مقابلہ مین قوت اور اوسکے رد کی صلاحیت نہین
رکھتا اور جو اجماع علما اور اونکے تحقیق اور دلائل شرع کی تطبیق و توفیق سے بھی کچھ کام
نہین قول مولوی مذکور کا گو کیسا ہی ہو واجب القبول ہے اور امام اعظم و شافعی رح سے
تو کبھی اجتہاد مین خطا ہو گئی کہ خود اونھون نے اپنے قول سے رجوع فرمائی لیکن کلام
اس نئے مجتہد کا وحی آسمانی کی طرح خطا سے پاک ہے تو صاف اقرار کر دین پھر کوئی
تعرض نکریگا یہ سب جھگڑا اس دعوی کے ساتھ ہے کہ ہم قران و حدیث کو حق جانتے
ہین سنی المذہب ہین علماے اہل سنت اور اون کے اقوال کو بھی مانتے ہین اس
تقدیر پر جو امر رعایت تطبیق دلائل شرعیہ و توفیق اقوال علما ظاہر ہوگا تسلیم اوسکی
لازم ہوگی اور ہماری یہ تقریر اگرچہ مولوی اسمعیل اوسکے خلاف پر ہون واجب التسلیم
ٹھیریگی اور آدہی وہابیت سے کہ تفسیر بدعت پر مبنی ہے انکار اور اپنے مجتہد و امام کی
غلطی کا اقرار ضرور ہوگا بہ اواللہ یہدی من یشاء الی سبیل الرشاد و من یضلل اللہ فما لہ من ہاد

قاعدہ ۲۔ مرکبات خارجیہ مین کہ خلط یا اتصال اجزا خارج مین ہوتا ہی صفات
متخالفۂ اجزا باقی نہین رہتین مثلاً ایک جزو درجہ ثالث مین حار اور دوسرا اوسی درجہ مین
بارد ہوگا تو بعد از حلول و اختلاط و کسر و انکسار مرکب حرارت و برودت مین معتدل ہوجاویگا
نہ کیفیات مشترکہ کہ مرکب اسود و اسود سے اسود اور حسن و حسن سے حسن رہیگا و
علیٰ ہذا القیاس ہان ایسے مرکب کو اکثر احوال مین نسبت شدت خواہ زیادت کے کلو احد
من الاجزا سے حاصل ہوتی ہے کہ بالون کی رسّی ہر بال سے زیادہ قوت رکھتی ہے اور
خبر متواتر با آنکہ احاد حد ظن سے تجاوز نہین کرتے مفید یقین ہوجاتی ہے اسیطرح ہر فرد
انسان بیت مین داخل ہوسکتا ہے بخلاف مجموع کے کہ حجم مجموع مطلقاً حیثیت دخول
بیت کی نہین رکھتا نہ یہہ کہ مجموع صفات حقیقیۂ اجزا کے اضداد سے متصف ہوجاتا
کما زعموا اور یہہ اختلاف حکم مین مفید اور مخالفین کو مضر ہے جسکی رو سے کہہ سکتے ہین کہ
ثواب مجموع امور خیر ہر واحد کے ثواب سے کہین زیادہ ہے اور مرکب اعتباری کو لیجئے
کہ عقل احاد متبائنۃ الوجود غیر مختلطہ فی الواقع سے ہیئت اجتماعی انتزاع کرتی ہے جو بدیہتہ
کہ موجود فی الخارج نہین خارج مین کوئی صفت ثابت ہی نہین ہوتی اور یہہ
قول کہ مرکب حسن و قبیح سے قبیح ہے ایسے مرکب کی نسبت ایک کلام ظاہری ہے
کہ بعد تعمق و تدقیق قبح جزو خواہ جزئین کیطرف راجع نہ یہہ کہ مجموع با وجود حسن اجزا قبیح
ہوگیا مثلاً ایک شخص قرآن پڑھتے مین کسیکو ناحق مارے تو اوسے تلاوت کا ثواب
اور دوسرے فعل کا گناہ ہوگا اور جو حسن ایک جزو کا شرعاً خواہ عقلاً عدم مقارنت
جزو ثانی سے مشروط ہے تو جزو اول بھی حسن نرہیگا اور نیز دوام حسن کا مجموع
اگر قبیح ہو تو حکم قبح باعتبار ایک جزو کے ہوگا یا باعتبار کلو احد من الجزئین کے یا
بلحاظ ہیئت اجتماعی شقین اولین مستلزم خلاف کہ حسن جزئین مفروض ہے اور شق ثالث
بھی صحیح نہین کہ مجموع امرین بعینہ امرین اور ہیئت امر اعتباری کہ مدار احکام خارجیہ
کے نہین ہوسکتے اور نیز حکم حسن و قبح اگر بشرط الانفراد ہے تو مرتبہ بشرط شے کیطرف
منتقل نہوگا اور جو بشرط شے کے مرتبہ مین ہے تو اوسی مرتبہ کے لئے مخصوص ہوگا اور

جولا بسرط استی کے مرتبہ مین ہوگا تو حالت انفراد و اجتماع مین ثابت رہے گا اور
بدون مانع و منافی کے مرتفع نہوگا مولانا نظام الدین رح شرح مبارزیہ مین فرماتے
ہین ان کل حکم علی الافراد ان کان صحیحا علی تقدیر الاجتماع والانفراد فالحکمان متلازمان
و لہذا کیفیات اجزا سے کیفیت مجموع پر استدلال علما سے کلام و فقہا سے کرام مین
بلا نکیر مسلک جاری رہا قال فی المواقف فی بحث الکلام فان حصول کل حرف مشروط
بانقضاء الاخر فیکون لہ اول فلا یکون قدیما فکذا المجموع المرکب منہا اور شرح عقائد
نسفی مین حدوث جواہر و اعراض سے حدوث عالم پر استدلال کیا ہے کہ جب اجزا
حادث ہین مجموع بالضرور حادث ہوگا امام ابن امیر الحاج شرح منیۃ المصلی مین
در باب التسبیح تصریح کرتے ہین جب وانمائی خرما پر شمار ثابت ہے او نمین دور اقوال لیث
سے کیا حرج لازم آیا شرح سفر السعادۃ مین کثیر ابن شہاب سے نقل کیا ہے امیر المومنین
عمر رض سے پنیر کا حکم پوچھا فرمایا پنیر دودہ اور پانی اور پیاسے بنایا جاتا ہے تو اوسے
کہاؤ یعنی جس حالت مین اجزا اوسکے حلال ہین تو اوسکے نکہانے کی وجہ کیا ہے
امام غزالی در باب سماع احیاء العلوم مین لکہتے ہین فاذا لم یحرم الاحاد فمن این
یحرم المجموع اور نیز فرماتے ہین فان افراد المباحات اذا اجتمعت کان ذلک المجموع
مباحا مرزا جانجانان مظہر کہ مستندین مخالفین اور امام الطائفہ کے مرشدین سے
ہین اسی مسئلہ مین کہتے ہین —— وامر مباح کہ کلام موزون و صوت موزون
باشد ہیچ مباح گردد اونکے دوسرے امام اربعین مین بوقت رخصت برات فقرا کو
کچھ دینے کے باب مین لکہتے ہین اگر آنوقت بطریق شکر یا تصدق بفقرا و مساکین دو
گروہ چیزے بدہد جائز بلکہ مستحب است زیرا کہ در حدیث شریف آمدہ من سال بالمہ
فاعطوہ الی قولہ و تصدق کردن ہیچگاہ ممنوع نیست اور اصل اس قاعدہ کی حدیث
شریف سے بہی ثابت کہ ابو داود کی حدیث مین بروایت ابوہریرہ رض وارد ہے تک
یا بلال و انت تقرا من ہذہ السورۃ و من ہذہ السورۃ قال کلام طیب یجمعہ اللہ بعضہ الی
بعض فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلکم قد اصاب دیکہو حضرت بلال رض نے مختلف

سورتوں سے آیتیں جمع کرکے پڑھیں اور کہا کہ یہہ سب کلام پاکیزہ ہے کہ پروردگار
بعض کو بعض سے جمع کرتا ہے اور حضور والا نے باوجودیکہ ترتیب بھی ملحوظ نرکھی جواب
اونکا پسند فرمایا اور اس فعل کی تصویب کی اس حدیث سے نہایت کی جس طرح
مروج ہے ایک کھلی اصل ظاہر ہوئی اور بہت مسائل متنازع فیہا اس قاعدہ سے طے
ہوگئے اور فاتحہ وسوم ومولد وغیرہا امور متنازع فیہا کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہوں
ایسی طریقہ سے ثابت ہوئے کہ مخالفین کو انمیں کلام کی اصلا گنجایش نرہی الحمد للہ
علی ذلک **قاعدہ ۳۴** اصل اشیا میں اباحت ہے یعنی جس شئ کے فعل یا ترک
میں شرعا کچھ حرج نپایا جاوے اور دلیل حسن وقبح مفقود ہو شرعا مباح وجائز ہے
اسے اباحت اصلیہ شرعیہ کہتے ہیں کہ جس بارہ میں فعل وترک کی نسبت شرعیہ سے حرج
مدرک نہو وہاں حکم بالتخییر پاتے ہیں فاضل میرزا جان رحمہ حاشیہ عضدی میں لکھتے ہیں
وعند الجمہور ان کلما عدم المدرک الشرعی للحرج فی فعلہ وترکہ فذلک مدرک شرعی
لحکم الشارع بالتخییر بینہما مسلم الثبوت میں ہے الاباحۃ حکم شرعی لانہ خطاب الشرع بالتخییر
والاباحۃ الاصلیۃ نوع منہ وان کل ما عدم فیہ المدرک الشرعی للحرج فی فعلہ وترکہ
فذلک مدرک شرعی لحکم الشارع بالتخییر فہی لاتکون الا بعد الشرع خلافا لبعض المعتزلۃ
مولانا بحر العلوم شرح میں فرماتے ہیں ای عدم المدرک الشرعی لہما مدرک شرعی
للحکم الشرعی بالتخییر والاباحۃ الاصلیۃ لاتکون الا فی موضع عدم المدرک الشرعی للحرج
فی الفعل والترک الخ اور اباحت اصلیہ کہ زمان فترت کی نسبت مختار اکثر حنفیہ وشافعیہ
ہے اور اسیطرح اباحت اصلیہ جسکی معتزلہ قائل ہیں اسکے منافی ہیں اختلاف کہ کتب
اصول میں منقول کہ اصل اشیا میں اباحت یا حرمت یا توقف ہے زمانہ فترت اور
انکار اشعریہ ماتریدیہ اباحت اصلیہ معتزلہ کی نسبت ہے کما یظہر بالمراجعۃ الی کتب الاصول
والتعمق فی البحث منہیہ مسلم الثبوت میں مذکور ویظہر من تتبع کلامہم ان الخلاف قبل ورود
الشرع ومن ثم جعلوا ارتفاع الاباحۃ الاصلیۃ نسخا بعد خطاب الشرع مولانا بحر العلوم
شرح فرماتے ہیں ناقل لیس الخلاف الا فی زمن الفترۃ التی اندرست الشریعۃ بتقصیر

من قبله وما فعله ان الذين جاؤا بعد انذر اس الشريعة وجهل الاحكام فعليهم اباحة الانتفاع
عند انتفاع من سع الافعال كلها معاملة المباح اعني لا يؤاخذ بالفعل ولا بالترك كما
في المباح واليه ذهب اكثر الحنفية والشافعية وسموه اباحة اصليه الخ علامه شامی کہتے
ہین الاول ان ما مر عن الهداية ليس مبنيا على ان الاصل الاباحة لان الخلاف
المذكور فيه انما هو قبل ورود الشرع وصاحب الهداية اثبت الاباحة بعد ورود الشرع
بمقتضى الدليل يعني ان مقتضى الدليل اباحتها لكن تثبت العصمة بعارض وقد صرح بذلك
في الاصول لان التكليف عند الحق لا يثبت الا بالشرع حيث قال البزدوي بعد
ورود الشرع الاموال على الاباحة بالاجماع ما لم يظهر دليل الحرمة لان الله تعالى
اباحها بقوله خلق لكم ما في الارض جميعا اور دوسرے امر کی بھی تصریح ہے قاضی عضد
شرح مختصر الاصول مین کہتے ہین الاباحة حكم شرعي خلافا لبعض المعتزلة فانهم يريدون المباح
ما انتفى الحرج في فعله وتركه وذلك ثابت قبل الشرع وبعده ونحن ننكر ان ذلك اباحة
شرعية بل الاباحة خطاب الشارع بذلك فافترقا حاصل اس اختلاف کا یہ ہے
کہ معتزلہ اس معنی کو اباحت حقیقیہ و حکم کہتے ہین اور قبل شرع و بعد اوسکے ثابت مانتے
ہین اہل سنت کے نزدیک حکم خطاب شارع سے عبارت اور وہ قبل از شرع غیر
ثابت ولہذا اباحت فترت کو اباحت حقیقیہ وشرعیہ و حکم نہین کہتے اور باعتبار اس
معنی کے زمان فترت کی نسبت اختلاف رکھتے ہین اکثر حنفیہ وشافعیہ اوس زمانہ کی
نسبت قائل اسکے ہین اور بعض توقف اور بعض حرمت مانتے ہین بخلاف اباحت
اصلیہ کے کہ بعد ورود شرع ثابت اور حکم شرعی ہے اور بدیہی ہے کہ انعدام دلیل
حسن و قبح اور عدم مدرک حرج فعل و ترک شرع سے مدرک شرعی حکم تخییر کے لیے ہے
اوسی اباحت شرعیہ یعنی خطاب شارع کے ایک قسم کہتے ہین کما مر من الاسلام اور
اسکے اصل ہونے مین اصولیین اشاعرہ و ماتریدیہ سے کسی معتبر شخص نے کلام نکیا کوئی
قائل توقف خواہ حرمت کا ہو البعض حضرات نے مذاہب اور مصطلحات اہل مذہب
مین خلط کرکے اختلاف کہ زمان فترت کی نسبت تھا بعد ورود شریعت حقہ کے

قرار دیا اسقدر بھی خیال نکیا کہ یہ مسئلہ اصول کا ہی اور ارباب اصول سے کسی معتمد
معتبر نے عہد شریعت کی نسبت توقف نکیا نہ کوئی اصالت حرمت کا قائل ہوا اور
دلائل اختلاف بھی زبان فخرت پر منطبق ہین بلکہ نصوص بلامعارض اباحت مین صریح
ہین اور علماے دین نے اوسی آیات وحدیث سے ثابت کر دیا ہے ایسے مادہ
مین اختلاف محققین کا متصور نہین ہوسکتا ہے قال اللہ عز وجل خلق لکم ما فی الارض
جمیعا ملا علی قاری مرقات شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین الحلال بین ای واضح لا یخفی
حلہ بان ورد نص علی حلہ او مہد اصل یمکن استخراج الجزئیات منہ کقولہ تعالے خلق لکم
ما فی الارض جمیعا فان اللام للنفع فعلم ان الاصل فی الاشیاء الحل الا ان یکون فیہ مضرۃ
حموی شرح اشباہ مین مذکور ہو ودلیل ہذا القول قولہ تعالی خلق لکم ما فی الارض جمیعا اخبر
بانہ خلقہ لنا علی وجہ المنۃ وابلغ وجوہ المنۃ اطلاق الانتفاع فتثبت الاباحۃ وقال جل
مجدہ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما تدرک التنزیل مین ہی وفیہ تنبیہ علی ان التحریم انما یثبت بوحی
اللہ وشرعہ لا بہوی النفس مشکوۃ مین ابن عباس رض سی روایت ہے کان اہل الجاہلیۃ
یاکلون اشیاء ویترکون اشیاء تقذرا فبعث اللہ نبیہ وانزل کتابہ واحل حلالہ وحرم حرامہ
فما احل فہو حلال وما حرم فہو حرام وما سکت عنہ فہو عفو فی اشعۃ اللمعات ازینجا معلوم
میشود کہ اصل در اشیا اباحت است ترمذی وابن ماجہ رحم سلمان فارسی رض سے روایت
کرتے ہین الحلال ما احل اللہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فہو مما عفا عنہ
مرقات مین ہی فیہ ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ شیخ ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین این
دلیل است بر انکہ اصل در اشیا اباحت است اور مشکوۃ مین ابو ثعلبہ رض سی مرفوعا آیا
ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوہا وحرم حرمات فلا تنتہکوہا وحد حدودا فلا تعتدوہا و
سکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنہا فی المرقات دل علی ان الاصل فی الاشیاء
الاباحۃ لقولہ تعالی ہو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا الخ صحیح مسلم شریف مین ہی قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سال عن شیء
لم یحرم علی المسلمین فحرم علیہم من اجل مسئلتہ اور اسیمین مرفوعا مروی ہی ما سکت عنہ

فاجتنبوه وما امرتکم به فأتوا منه ما استطعتم فانما اہلک الذین من قبلکم کثرة مسائلهم واختلافهم
علی انبیائهم اور کریمہ لا تسئلوا رسولکم کما سئل موسی من قبل کو اس بحث و تفتیش کے
ساتھ بھی تفسیر کرسکتے ہین کہ کثرت سوال بنی اسرائیل کے حق مین شدت و وبال
عظیم کا باعث ہوا اگر ایسا نکرتے تو جیسے گائے ذبح کردیتی کفایت کرتا اور آیت سراسر
بشارت الیوم اکملت لکم دینکم سے بھی اس قاعدہ کی تائید ممکن کہ اکمال شریعت بوقت
نزول آیت اسی طریق سے متصور کہ بعض احکام وحی مین مصرح اور بعض کے ماخذ موجود
جنسے مجتہدین بطریق قیاس شرعی استخراج و استنباط جزئیات کرسکین اور بعض بطور عموم
و کلیت اور بعض قواعد و اصول اوس سے ثابت جنسے افراد و جزئیات کے احکام بالاد
معلوم ہوجاوین ورنہ کل احکام شرعیہ وحی منزل مین قطعا مصرح نہین اور جس حالت
مین اصل ہونا اباحت کا صراحة و اشارة قران مجید سے ہر طرح ثابت ہوا تو حرمت و
کراہت اشیاء بدون دلیل مستقل شرعی حکم کرنا یا ایسی مادہ مین توقف و حرمت کو
اصل شرعی کہنا جسطرح وہابیہ کی عادت ہے شارع تقدس و تعالی پر افترا ہے کما قال
تعالی و لا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال و ہذا حرام لتفتروا علی الله الکذب علامہ
شامی رد المحتار مین علامہ نابلسی سے نقل کرتے ہین ولیس الاحتیاط فی الافتراء
علی الله تعالی باثبات الحرمة او الکراہة الذین لابد لهما من دلیل بل فی الاباحة
التی ہی الاصل اور نیز اسیمین لکھتے ہین بہ یظہر ان کون المستحب خلاف الاولی لا یلزم
منه ان یکون مکروہا الا بنہی خاص لان الکراہة حکم شرعی فلا بد له من دلیل الخ اور
نیز قول صاحب درمختار و کرہ التحریم تنزیہا لترک الکتابة المستونة کی بحث مین کہتے
ہین علله لکونها مکروہا تنزیہا اذ لیس فیه نہی لیکون مکروہا تحریما الخ ملا علی قاری
رسالہ اقتدا بالمخالف مین فرماتے ہین ومن المعلوم ان الاصل فی کل مسئلة ہو الصحة
و اما القول بالفساد و الکراہة فیحتاج الی حجة من الکتاب او السنة او اجماع الامة
الخ فتح القدیر مین متصل قبل از مغرب کو نجیر مسنون فرماکر لکھتے ہین ثم الثابت
بعد ہذا النفی المنتشر وہیة اما ثبوت الکراہة فلا الا ان یدل دلیل آخر الخ مواہب لدنیہ

میں ہے فان المکروہ ما ثبت فیہ نہی وہذا لم یثبت فیہ وعلیہم ارادوا بالکراہۃ خلاف
الاولے امام نووی شرح مسلم میں نفل قبل المغرب کے باب میں لکھتے ہیں لا حجۃ فی
الحدیث لمن کرہہا لانہ لا یلزم من ترک الصلوۃ کراہتہا والاصل ان لا تثبت حتی یثبت
اقول وہ الحنفیۃ ایضا صرحوا بذلک الاصل وفرعوا علیہ کما مر بعض من المسائل وقد صرح
فی منح الغفار ایضا انہ یحتمل ہذا الاثبات الکراہۃ ولا بد لہا من الدلیل الخاص علامہ
سید شریف قدس سرہ فرماتے ہیں الحلال بالنص والحرام بالنص والمسکوت عنہ باق
اصل الاباحۃ ہدایہ کے فصل حداد میں ہی ان الاباحۃ اصل وفی شرح الوقایۃ لما حکموا
بحرمۃ المسفوح بقی غیر المسفوح علی اصلہ وہی الحل ویلزم منہ الطہارۃ وقال المحب
الطبری فی مسئلہ جواز تقبیل ما فیہ تعظیم اللہ تعالے فانہ ان لم یرد فیہ خبر بالندب لم یرد
بالکراہۃ ایضا اور پر ظاہر کہ حرمت وکراہت احکام شرعیہ سے ہیں اور حکم شرعی کے لیے
دلیل شرعی سے چاہیئے اور اباحت بھی اگرچہ حکم شرعی ہے مگر اوسکی اصالت منصوص
اور متفق علیہ ہے اور تصریح علماء اصول عدم حکم شرعی واسطے تخییر واباحت
کے کافی ہے کما مر تو قائلین جواز سے خواہ مخواہ دلیل مستقل جداگانہ کا مطالبہ کرنا
اور خود ہزاروں جزئیات کی نسبت بلا دلیل مستقل حکم کراہت وحرمت کا دینا
نری سینہ زوری ہے وفی الحموی تحت قولہ والنبات المجہول الم یعلم منہ حل
شرب الدخان اسیطرح فقہاء کرام صدہا جگہ اس اصل کی تصریح اور اوس پر
مسائل کی تفریع کرتے ہیں باوجود اسکے اگر کسی نے مذاہب واونکے مصطلحات
میں تفرقہ نکرکے دہوکا کہایا تو آیات صریحہ واحادیث صحیحہ اور اقوال علماء اصول
سے جنکی تحقیق اس مسئلہ میں معتبر ومقبول ہے یکقلم آنکہ بند کرنا اور جو قول مرجوح
کتاب وسنت اور تحقیق علماء ملت سے مدفوع ہے سند میں لانا اور اوسی پر بنی
اور باقتضاء اپنی خیالات فاسدہ کا ٹہیرانا کس درجہ حیا ودیانت کے خلاف ہے
اور فقہاء کرام صدہا مسائل میں باوجود اسکے کہ قرون ثلثہ میں نپائے گئے نہ
شرع میں اونکا ذکر آیا جواز واستحسان کا حکم دیتے ہیں بمقابلہ اونکے ایک روایت

عالمگیری ونصاب الاحتساب سے قرأۃ الکافرون مع الجمع مکروہ لانہا بدعۃ لم تنقل عن الصحابۃ والتابعین ذکر کرنا اور یہ ہی نہ دیکھنا کہ عالمگیری میں جس امر کو جو قرن صحابہ وتابعین میں نہ تھے جائز ومستحسن فرمایا ہے اور صاحب نصاب الاحتساب کا ایک مسئلہ میں ایسا کہدینا باوجود مخالفت متون وشروح تفریع جزئیات کے لیے اصل نہیں ہو سکتا اجی یا بعض اکابر مخالفین سے واقع ہوا اسر خلاف انصاف ہے اور اس روایت کی رد بلکہ اصالت حرمت وکراہت کے استیصال میں تحقیق بحث کہ ہم نے قاعدہ اولے میں لکھی کفایت کرتی ہے اور خاص قرأت سورہ کافرون کی نسبت امام ابن امیر الحاج نے تتمہ شرح منیۃ المصلی میں لاباس بہ ہونیکی تصحیح کی ہے اسیطرح درالمختار واشباہ وغیرہ کا نسبت اختلاف کے کہ اصل اباحت ہے یا حرمت یا وقف حقیقۃً مسئلہ سے ناواقفی یا عوام کو دہوکا دینا مغالطہ دہی ہے باقی رہی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ الامر ثلثۃ امر بین رشدہ فاتبعہ وامر بین غیہ فاجتنبہ وامر اختلف فیہ فکلہ الی اللہ عز وجل سو مرقات میں لکھا ہے والاولی ان تفسر ہذا الحدیث بما ورد فی آخر الفصل الثالث من حدیث ابی ثعلبۃ رضی اللہ عنہ یعنی جس امر کا رشد وغی ہونا معلوم نہو اوسے خدا کی مرضی پر چہوڑو اور اوس میں بحث نکرو کہ اوسنے بنظر رحمت وآسانی اوسکے حال سے تعرض نفرمایا اور اباحت اصلیہ پر چہوڑ دیا اور نیز امر اختلف فیہ حدیث میں یعنی اشتبہ فیہ ہے کہ اختلاف برہانی جہت سے حقیقۃ حکم مشتبہ ہوجاوے اور بوجہ تعارض اور انعدام وجہ تطبیق وترجیح کے توقف لازم آوے سو یہ صورت ما نحن فیہ سے علاقہ نہیں رکہتی کلام اوس صورت میں ہے کہ کوئی دلیل شرعی حرمت خواہ کراہت پر نہ پائی گئی اور حدیث مسلم نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ان الحلال بین وان الحرام بین وبینہما مشتبہات لا یعلمہن کثیر من الناس الخ کے بحث میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اما المشتبہات فمعناہ انہا لیست بواضحۃ الحل ولا الحرمۃ فلہذا لا یعرفہا کثیر من الناس ولا یعلمون حکمہا واما العلماء فیعرفون حکمہا بنص او قیاس او استصحاب وغیر ذلک فاذا تردد الشیء بین الحل والحرمۃ ولم یکن فیہ

نص ولا اجماع اجتهد المجتهد فالحقه باحدهما بالدليل الشرعي فاذا الحقه به صار حلالا او
قد يكون دليله غير خال عن الاحتمال البين فيكون الورع تركه ويكون داخلا تحت قوله
صلى الله عليه وسلم فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه وما لم يظهر للمجتهد فيه شيء فهو
مشتبه الخ حاصل یہ کہ جو امور اکثر خلق کے نزدیک مشتبہ ہوتی ہین مجتہد حکم اونکا دلیل
شرع سے ظاہر کر دیتا ہے حقیقۃً مشتبہ وہ ہے جسکا حکم اجتہاد سے بھی مدرک نہو
اور قاعدہ وہم مین انشاء اللہ تعالی باحسن طریق ثابت ہوگا کہ استنباط عموم نصوص
دین و قواعد شرعیہ و اصول مجتہد و مطابقت مقاصد شرع وغیرہا امور سے مخصوص
بمجتہدین نہین حکم علماء دین کا بھی خصوصا اون وقایع و حوادث مین کہ ائمہ اربعہ
کے زمانہ مین ظاہر نہوی معتبر اور مقبول اور حکم اجتہاد مجتہدین مین ہے سوا ایسا امر کہ
انہین سے کسی طریق سے ثابت نہین گو حرام و مکروہ نہو اوسکا ترک ہی اولی ہے
اسقدر سے اصالت اباحت مین کچھ حرج نہین ہوتا نہ اصالت توقف کا اثبات بلکہ
یہہ ترک حقیقۃً از قبیل ورع و احتیاط ہے یہانتک کہ اشباہ مین لکھدیا الیس زماننا
ہذا زمان اجتناب الشبہات اور جملہ ما لم یظہر للمجتہد فیہ شیء فہو مشتبہ کا ظاہر ایہہ مفاد ہے
کہ مجتہد اوسمین تامل کرے اور حکم سے واقف نہو سکے اور بسبب تعارض ادلہ اور
انعدام تطبیق و ترجیح کے یا اس وجہ سے کہ حلال و حرام دونونکی طرف جہت برابر
رکھتا ہو توقف لازم آوے جسطرح امام اعظم رح اور دیگر مجتہدین سے ثابت ہوا
اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین فرمایا وبینہما مشتبہات ای امور ملتبسۃ لکونہا
ذات جہۃ الی کل من الحلال والحرام اور ایسی امور ہماری بحث سے خارج ہین علاوہ
ازین علماء نے وقت تعارض ادلہ اور امر دو جہتین مین نظر باصالت اباحت حکم جواز
دیا ہے بعضے اور ورود ان احادیث کا اوسوقت ہوا کہ بعض احکام الہیہ نازل ہونیکو
باقی تہے اور حسن و قبح اون امور کا جنکی نسبت حکم نہین آیا ہنوز ظاہر نہین ہوا تہا
تو مقتضای احتیاط ایسے موادمین ترک تہا گو انعدام نہی کے وجہ سے فاعل مورد
و ملامت کا مستحق نہوتا جیسا کہ صحابہ کرام نے اون بکریون کے کہانے سے جو ایک

رئیس ملد وغیرہ پر رقیہ کے عوض مین حاصل کی تہین اور بعض صحابہ نے احرام مین
اوس شکار کے گوشت کہانے سے جسے حلال نے بے ان کے اشارہ و دلالت کے
صید کیا تہا بغیر حضور سے استفسار کیے احتراز کیا بعد تکمیل دین کے ہر حکم شرعی کا
حال ظاہر ہوا اور جس امر سے شرع ساکت ہی شارع نے بوجہ کمال رحمت وعنایت
اونہین اباحت اصلیہ پر چہوڑ دیا اور اوسکی اصالت بیان فرمائی کہ جو احکام اوس
سے مستنبط ہون وحی کی طرف منسوب ہوجاوین اور اس طریقہ سے دین تمام اور
کامل ہوجاوے بالجملہ احادیث مذکورہ وقف کے اصل ہونے پر اصلا دلالت نہین
کرتین نہ کوئی ـــــ دلیل قران وحدیث سے اصالت اباحت کی منافی پائی جاتی
ہے نہ کسی دلیل شرعی اور اقوال ائمہ فن سے اصالت حرمت کا کچہ پتا چلتا ہے سب
مخالفین کی زبان درازی ہے اور ایک اور لطیفہ قابل بیان ہے کہ مخالفین تعریف
بدعت مین امر دین کی قید اپنی طرف سے پلاؤ زردہ کہانے اور طرح طرح کے لباس
پر تکلف پہننے کے واسطے زیادہ کرتے ہین ورنہ بصورت اصالت حرمت بلکہ وقف تحقیق اونکا
تنگ ہوجاوے گا کہ بہت امور دنیوی اگرچہ مفہوم بدعت سے بوجہ اوس قید کے خارج
بہی ہوجاوینگے بوجہ اصالت حرمت خواہ بسبب اصالت وقف اونکے طور پر قابل احتراز
قرار پاوینگے اور جو امور دنیا مین عدم مخالفت شرع جواز کے لئے کافی ہوگی تو امور
دین مین بہی کفایت کریگی اس صورت مین اباحت اصلیہ ثابت ہوجاوے گی اور جو
معنی بدعت کے قرار پاجاوینگے تو اصل معنا اباحت کا اونکے طور پر بہی لازم اور یہہ ایک
اصل عظیم ہے جس سے تمام امور متنازع فیہا کا جواز بلا دقت ثابت اور یہہ مغالطہ اس
فرقہ کا کہ یہہ فعل کہاں سے ثابت ہوا قران وحدیث مین دکہا دو بخوبی رفع ہوتا ہے
اگر عوام صرف اس قاعدہ کو اچہی طرح سمجہ لین تو اونکے دام فریب مین نہ پہنسین اور
کہدین حرمت وکراہت ثابت کرنا تمہارے ذمہ ہے جب تک تم دلائل شرعیہ سے
ثابت نکرو بقاعدہ مناظرہ ہمارے لئے اباحت اصلیہ کفایت کرتی ہے اسیطرح
یہہ خبط بے ربط بعض عوام وجہال وہابیہ کا کہ قاعدہ اباحت اوسجگہ جاری ہوتا ہے

جہان شرع ساکت ہے اور بدعت کی مذمت تو احادیث مین وارد بعد ملاحظہ تحقیق
بدعت کے کہ اس مختصر کے قاعدہ اولے مین مذکور بخوبی بوضوح اوس سے ظاہر کہ مجرد
اطلاق بدعت شرعیت امر کو مستلزم نہین اور جب بدعت وامر محدث کی برائی شرع سے
ثابت اوسی کو کوئی جائز و مستحسن نہین کہتا ہان جسکی خیریت و شریت شرع سے اصلا
ثابت نہین وہ مباح ہے اوسے مکروہ و ضلالت سمجھنا بیجا ہے فتح الباری مین تصریح
ہے البدعۃ ان کانت مما یندرج تحت مستحسن فی الشرع فہی حسنۃ وان کانت مما یندرج تحت مستقبح
فی الشرع فہی مستقبحۃ والا فہی من قسم المباح قاعدہ ۳۴ استدلال عموم و اطلاق سے
اہل اسلام مین از عہد صحابہ کرام بلا نکیر جاری ہے اور عقل سلیم کہ شوائب اوہام
باطلہ سے پاک ہے اوسکی صحت پر حکم کرتی ہے مسلم الثبوت مین ہے وایضا شاع و
ذاع احتجاجہم سلفا وخلفا بالعمومات من غیر نکیر لکھتے ہین و ذلک کاحتجاج عمر رض
علی ابی بکر فی قتال مانعی الزکوۃ بقولہ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا
اللہ فقررہ واحتج بقولہ علیہ السلام الا بحقہا و ابی بکر رض بقولہ ــــ الائمۃ من قریش و بقولہ
ــــ انا معشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ بحر العلوم فرماتے ہین یعنی ان القدماء
الصحابۃ و متابعیہم و المتاخرین و من بعدہم یحتجون فی الاحکام الشرعیۃ بالعمومات اسی
بالالفاظ الدالۃ علیہا الخ حتے کہ حنفیہ حمل مطلق کو مقید پر اتحاد حکم و حادثہ کی سوا کسی جگہہ جائز
نہین سمجھتی کہ حمل بالمقید سے مطلق پر عمل حاصل نہین ہوتا تو بلا وجہ ایک دلیل شرعی
کا اہمال لازم آتا ہے اور شافعیہ کہ مطلق کا محمول مانتے ہین حمل بالمقید کو مستلزم عمل
بالمطلق جانتے ہین خلاصہ مرام یہہ کہ عموم و اطلاق کے دلیل شرعی ہونے پر سلف و
خلف متفق رہے ہین اور ائمہ مجتہدین اور علماے راسخین نے صدہا مسائل جزئیہ و
مطالب عالیہ اوسی سے استخراج کئے ہین اور بانیان ملت نجدیہ نے تو اسدرجہ افراط
کی کہ بمقابلہ اوسکے احکام خاصہ مصرحہ فی الشرع کا لم یکن سمجھ لیے اور جن امور کو
بزعم فاسد اپنی کسی آیت و حدیث کے عموم و اطلاق مین داخل سمجھا باوجود معارضہ
مساوی بلکہ راجح احکام عام و مطلق اونپر جاری کیے مدار تقریر کتاب التوحید و

تقویۃ الایمان اسی افراط پر ہے اونکی اتباع و معتقدین پر دوسری بلا نازل ہوئی
کہ اکثر عمومات و اطلاقات احادیث و آیات اپنے خیالات فاسدہ اور اوہام باطلہ
کے مخالف پاکر کبھی عموم و اطلاق کے معنی اور مراد مین تصرف اور کبھی اپنی ساختہ
اصول اور مخترعات سے مرجوح اور بمقابلہ اونکے بیکار و مضمحل قرار دیے آج کل اس
تفریط کا زور شور ہے ولہذا ہمین بھی چند مباحث مین اوسی ہی تعرض منظور مبحث اول
مطلق باصطلاح اصول بر خلاف اصطلاح منطق ماہیت متمکنہ فی ای فرد من الافراد یا امر
شائع علی الاطلاق کو کہتے ہین ولہذا حنفیہ مطلق کو مقید پر حمل نہین کرتے اور جس جگہہ
مطلق و مقید دونون ایک امر مین وارد ہوتے ہین جسطرح درباب کفارۂ یمین قرات
عامہ صیام ثلثۃ ایام مطلق اور قرات ابن مسعود رض مقید بہ تتابع یا اوس حکم کی خصوصیت
ایک فرد کے ساتھہ دوسری دلیل سے ثابت ہوجاتی ہے جیسے حدیث فی کل خمس من
الابل شاۃ کے اطلاق کو احادیث کہ غیر سائمہ سے نفی زکوۃ کرتے ہین مانع و مزاحم ہین
ایسے موقع پر عموم و اطلاق کا حکم تخصیص خواہ نسخ کے ساتھہ زائل مانتے ہین اور بجواب
استدلال شافعیہ کہ حمل مطلق علی المقید سے جمع و تطبیق بین الادلہ حاصل ہوتی ہے
بخلاف تمہارے قرار داد کے کہ بلا وجہ حکم مقید سے مخالفت لازم آتی ہے تصریح کرتے
ہین کہ یہ محض مغالطہ ہے صرف ایک فرد مین تحقق حکم کا حکم مطلق کے تحقق مین کفایت
نہین کرتا بلکہ عمل مطلق پر جب حاصل ہو کہ حکم اوسکا جمیع مصادیق و مقیدات مین جاری
رہے مسلم الثبوت مین ہے قالوا اولا فی المنہاج فی الحمل عمل بالدلیلین جواب دیا
قلنا ممنوع فان العمل بالمطلق لیقتضی الاطلاق الخ منہیہ مین لکنما ای لیقتضی الاجزاء
بای فرد کان بخلاف المقید وتحقق المطلق فیہ لیس مقتضیا للانحصار فیہ الا تری فی النسخ
ایضا تحقق المطلق فی المقید مع انہ لیس یعمل بالمطلق اتفاقا تحریر اور اوسکی شرح مین ہے و
قولہم انہ جمع بین الدلیلین لان العمل بالمقید عمل بہ قلنا بالمطلق الکائن فی ضمن المقید
من حیث ہو کذلک ای فی ضمن المقید وہو المقید فقط ولیس العمل بالمطلق ذلک
ای العمل بہ فی ضمن المقید فقط بل العمل بہ ان یجری فی کل ما صدق علیہ المطلق

من المفیدات وبلشارۃ المغالطۃ ان المطلق باصطلاح وھو اصطلاح المنطقیین الماھیۃ
لابشرط شئی فظن ان المراد بہ ہذا ھہنا لکن ھہنا لیس کذلک بل المراد بہ الفرد الشائع
علی الاطلاق او الماہیۃ حتی کان متمکنا من ای فرد شاء الخ بیان سے ظاہر ہوا کہ مطلق
اصطلاح ارباب اصول مین بمعنی فرد شائع علی الاطلاق یا ماہیۃ متقررہ فی ضمن ایسے
فرد ہے اور حکم اوسکا جمیع افراد ما تحت پر جاری اور ایک فرد خاص مین تحقق غیر کافی
اور اصطلاح اصول اصطلاح منطق سے مغائر ہے تو اوسے موضوع قضیہ مہملہ قد بانیہ
قرار دیکر ایک فرد مین تحقق حکم کو کافی کہنا جیسا بعض وہابیہ سے واقع ہوا محض مغالطہ
کہ خلط اصطلاحین سے ناشی ہوا ہے لیکن جس حالتمین علماے اصول نے اوسپر تنبیہ
کردی تو اوسے مباحثہ اہل علم مین پیش کرنا اور مرغ کی ایک ٹانگ کہی جانا سراسر
ہٹ دہرمی نہین تو کیا ہے سچ ہے سخن پروری اور نفسانیت بصیرت کو اندھا کردیتی
ہے یہہ مدعیان عقل و دانش اسقدر بہی نسمجہے کہ اس تقریر پر وہ گھر جسے عبد الوہاب
نجدی اور اوسکے فرزند رشید نے اسی بنا پر قایم کیا اور اسمعیل صاحب دہلوی نے
اوسپر استرکاری اور رنگ آمیزی کی بیخ و بنیاد سے منہدم ہوا جاتا ہے چند جزئیات
کے واسطے اصول مذہب کو کالعدم کر دینا کام انہین حضرات کا ہے اسیطرح یہہ
حضرات بمعنی عموم مین تصرف بیجا کرتے اور احکام اوسکے مجموع افراد کے لئے ثابت
ٹہیراتے ہین حالانکہ شرع مین عموم و استغراق سے تعلق حکم کا کل واحد من الافراد
کے ساتہہ تبادر ہوتا ہے علامہ سعد الملۃ والدین تفتازانی نے مطول مین لکہا
ہے الجمع المحلی باللام الاستغراق یشمل الافراد کلما یشمل المفرد کما ذکرہ ائمۃ الاصول
والنحو و دل علیہ الاستقراء وصرح بہ ائمۃ التفاسیر فی کل ما وقع فی التنزیل من ہذا
القبیل نحو اعلم غیب السموات وعلم آدم الاسماء کلہا واللہ یحب المحسنین وما ہی من
الظالمین ببعید الی غیر ذلک ولذلک صح بلا خلاف جاءنی العلماء الا زیدا مع امتناع
قولک جاءنی کل جماعۃ من العلماء الا زیدا علی الاستثناء المتصل الخ اور اسم جنس
معرف باللام کے نسبت لکہتے ہین ودالا علی کل الافراد وہو الاستغراق ومثالہ کل

مضافا الى النكرة الخ وفى المسلم وعموم الرجال باعتبار ان اللام يبطل معنى الجمعية كما
هو الحق مولانا نظام الدين شرح مین فرماتے ہین انه اختلف فى ان الجمع المعرف بلام
الاستغراق هل هو باق على جمعيته اولا فكثيرون من ارباب العربية الى الثانى وهو الحق
فقوله لااتزوج النساء ولااتزوج امرأة بمعنى فحينئذ شموله شمول الكلى للجزئيات الخ وفى
مسلم الثبوت ايضا قال المحلى مشعارا من جمعى القلة والكثرة) للعموم مطلقا قال مولانا
قدس سره فى الشرح اى يبطل عنها الجمعية ويصير كالمفرد العام المحلى باللام وكل الخ ثم
قال فى المسلم استغراق الجمع لكل كالمفرد وعند السكاكى ومن تبعه استغراق المفرد يشمل
الناما تقدم من الاستقراء والاجماع الخ فى الشرح ولنا على المختار الاجماع من الائمة
الادبية المنعقد منهم على ان المفرد والجمع فى حالة الاستغراق سيان الخ وبهذا صرح مولانا عصام
فى الاطول وقال صرح بذلك ائمة الاصول وصرح بتفسير كل جمع معرف باللام بكل فرد دون
كل جماعة ائمة التفسير كلهم الخ واهل المنطق ايضا عدوا اللام الاستغراق من اسوار الكلية
المحصورة وهذا لا يستقيم الا اذا كان بمعنى كل فرد فرد وايضا لو كان بمعنى مجموع الافراد لم
يلزم الانتاج من الشكل الاول كما لا يخفى تو عموم واستغراق كو بمعنى مجموع افراد قرار دينا
وراس بنا پر باراه المسلمون حسنا كو بمعنى ما رآه جميعهم اور نجات وخيريت كو جميع اصحاب
كرام با اكثر سے بر تقدير عدم نكير آخرين اور قابليت اقتدا واتباع كو اسى مين منحصر
ٹھیرانا جیسا متکلم قنوجی سے غاية الكلام مين واقع ہوا اور افراد صحابہ رض کے بعض
افعال واعمال كو بدعت وضلالت كہنا جسطرح اونكى ائمہ مذہب نے كيا ايک شعبہ
رفض وخروج كا ہے **بحث دوم** جب یہ امر ثابت ہو لیا کہ عمل بالمطلق شیوع
واطلاق کو باینمعنی مقتضی ہے کہ اوسکے جملہ مقیدات معمول بہا ہونے کی صالح ہوتے
ہین اور وہ بالنظر الی ذاتہ جملہ خصوصیات ہین گو بعض مین عوارض خارجیہ کی وجہ
سے جاری نکرسکین اپنے حکم کا اقتضا کرتا ہے تو خصوصیات مطلق مین اصل یہ
ہے کہ احکام مطلق اوسمین جاری ہون اور اوسکا قائل متمسک باصل ہے کہ
اپنے دعوی کے اثبات مین محتاج دلیل نہین بلکہ مخالف اثبات تخلف مین محتاج

دلیل ہے اور ہر چند یہہ حکم نہایت ظاہر مگر تسکین خاطر مخالفین کے لئے کہا جاتا ہے
کہ اونکے ائمہ مذہب نے بھی تصریح کی ہے اور صرف دلیل اطلاق کو کافی سمجھا ہے
امام الطائفہ اسمعیل دہلوی نے رسالہ بدعت مین لکھا ہے وطریق ثانی آنکہ مطلق
بالنظر الی ذاتہ حکمی از احکام شرعیہ متعلق گردد پس مطلق بنظر ذات خود در جمیع خصوصیات
ہمان حکم اقتضا مینماید گو در بعض افراد بسبب عوارض خارجیہ حکم مطلق تخلف گردد مثلا
گوشت خنزیر حرام است اگرچہ در وقت مخمصہ مباح گردد و مطلق تلاوت قران عبادت
است اگرچہ در صورت جنابت محرم میگردد و در باب مناظرہ در تحقیق حکم صورت خاصہ
کسی کہ دعوی جریان حکم مطلق در صورت خاصہ مبحوث عنہا مینماید ہمان است متمسک
باصل کہ در اثبات دعوی خود حاجت بدلیلی ندارد دلیل او ہمان حکم مطلق است وبس
الخ اور یہی حال عام کا ہے کہ عصر صحابہ سے الی یومنا ہذا اقرنا فقرنا اوس سے استدلال
جاری رہا ہے اور جس نے حکم عام اوسکے کسی فرد کے لئے ثابت کیا کوئی اوس سے مطالبہ
دلیل کا نہین کرتا بلکہ طریقہ بحث اثبات تخلف یا استدلال بالراجح مین منحصر ہے تو
جس صورت مین مطلق ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خوبی اہل اسلام کے
نزدیک بدیہی ہے اور مانعین مولد کے رئیس المتکلمین کو بھی رسالہ کلمۃ الحق مین اسکا
اقرار ہے اور مطلق تعظیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کتاب و سنت و اجماع امت سے
ثابت تو ذکر مولد بہیئت مخصوصہ یا قیام محفل میلاد کے لئے مطالبہ دلیل ہمیشہ خلاف
داب مناظرہ ہے اسیطرح مطلق تلاوت قران وذکر خدا ودرود وتصدق وکلمہ
طیبہ وغیرہا اعمال خیر جنکا حسن شرع سے ثابت اور ہر امر خیر فی نفسہ کسی عام خواہ
مطلق کے تحت مین مندرج تو فاتحہ مروجہ وسوم وغیرہا کا اثبات ہمارے ذمہ نہین
بلکہ قران وحدیث وغیرہا ادلہ شرعیہ سے ممانعت ثابت کرنا ذمہ مانعین کا ہے اور
ایسے مسائل مین یہہ کہنا کہ ان امور کا ثبوت کہان ہے قران وحدیث مین دکھاؤ
صحابہ تابعین نے کب کیا ہے کس مجتہد نے حکم دیا ہے اسکا بتاؤ محض بیجا اور عوام
بیچارون کو دہوکے مین لینا ہے بجواب اونکے اسقدر کافی کہ یہہ امور خیر مین جنکی

عام یا مطلق کی خوبی قرآن حدیث مین مصرح تم بہی اسیطرح تصریح ممانعت کی ان خاص
امور کی نسبت ادلہ شرع سے ثابت کرد و ورنہ بمقابلہ قرآن حدیث صرف تمہاری
زبانی ڈہکوسلے کون مانتا ہے اور ہم متمسک باصل وظاہر ہین اور تم مخالف اصل و
ظاہر تو بقاعدہ مناظرہ اثبات اپنے مدعی کا تم پر واجب ہمارے لئے منع مجرد کفایت
کرتا ہے **مبحث سوم** تحقق خارجی فرد فعل مطلق کا بالضرور اجزا اسے زمانہ سے کسی
خاص فرد مین ہوگا اور تعیین ایک جزو کے عزم متقضی الی الفعل کے وقت خواہ اوس
سے پہلے لوازم وامارات فردیت سے ہے نہ اوسکے منافی تو تعیین کسیوقت کے
ساتھ فردیت سے خارج نہین کرتے اوسوقت بہی مطلق کا فرد ہی متحقق ہوگا نہ دوسرے
شئی کما لا یخفی اور یہی حال جنس وقسم وعام کا بہ نسبت مطلق یا عام کے اور خصوصیات افراد
عام کا بہ نسبت کلی کے ہے البتہ وہ وقت خواہ خصوصیات کسی محذور شرعی کی طرف
متقضی ہو وینگے تو تعیین وتکرار فعل مطلق اور عام کے اوسوقت مین خواہ اون خصوصیات
وقیودات کی ضمن مین اسی مانع خارجی کی وجہ سے ناجائز اور جو کسی مصلحت دینی یا
مصلحت عامہ دنیوی پر مشتمل قرار پاوینگے تو تعیین وتکرار بہتر البتہ فعل کو اوسوقت بلا
ایجاب شرعی واجب اور اوسکے ساتھ مخصوص سمجھ لینا یا اسطور کہ دوسرے وقت صحیح
نہ سمجھا جاوے مخصوص سمجہا جاتا ہے اور جو تعیین وتکرار کسی وجہ خیر سے اور کسی محذور شرعی
کی طرف مفضی نہین تو جائز ومباح شرعی یا بمعنی کہ فعل وترک اوسکا اس تعیین کے
اعتبار سے مساوی ہوگی اور اوسسے تغیر حکم مطلق مین اصلا دخل نہوگا اور فرد من
حیث انہ فرد حکم مطلق مین مسنون خواہ مستحب جیسا کہ اصل مین ہے رہیگا اور تعیین
وتکرار اسی حکم پر رہیگی ولہذا ایسے افعال عبارات مختلفہ سے تعبیر کیے جاتے ہین
مثلا مصافحہ بعد الفجر والعصر کو امام نووی وخفاجی نظر بتکرار وتعیین وقت بدعت مباح
اور شیخ ابو السعود رح بنظر فردیت سنت اور بعض باعتبار مجموع کہتین بدعت حسنہ یا
من وجہ سنت ومن وجہ بدعت فرماتے ہین امام نووی اسباب مین کہتے ہین

اعلم ان المصافحة سنة مستحبة عند كل لقاء وما اعتاده الناس بعد صلوة الصبح و

والعصر لا اصل له فی الشرع علی ہذا الوجہ ولکن لا باس فان اصل المصافحۃ سنۃ و
کونہم محافظین علیہا فی بعض ومفرطین فیہا فی کثیر من الاحوال لا یخرج ذلک البعض عن
کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلہا وہی البدعۃ المباحۃ شیخ محقق دہلوی رح فرماتے
ہیں سنیت مصافحہ کہ علی الاطلاق است باقی است پس بوجہی سنت است وبوجہی
بدعت ملا علی قاری رح رسالہ فضائل نصف شعبان میں فرماتے ہیں ثبت وتجوز العمل
بالحدیث الضعیف لا سیما وقد ثبت روایۃ عن اکابر الصحابۃ مطلقا فلا وجہ للتشنیع الخ اور
الصاحب مصباح الضحی رسالہ ملا علی قاری سے نقل کرتے ہیں حادث کر لینا سنت کا
بعض اوقات میں نام رکھا جاتا ہے بدعت اور عبارت مسائل اربعین ورسالہ دعائیہ
مولوی خورم علی مذکور ہوگی اور شاہ ولی اللہ محدث نے قول امام نووی مسوی شرح
موطا میں نقل کیا حکم مصافحہ فجر وعصر پر حکم مصافحہ عید کو متفرع کیا اور اسبات کو کہ امر
مشروع بعد تعیین وتخصیص کے بھی مشروع ہی رہتا ہے مسلم و برقرار رکھا تو بجائے
تصریح اپنے اکابر کے صرف بعلت تعیین وتخصیص امور مستحسنہ کو کہ عمومات شرع میں
مندرج ہو کر دہ وخصوصیات بدعت وضلالت ٹھہرانا کمال بے دہرمی ہے ہاں اس تعیین
وتخصیص کو واجب اور ضروری سمجھہ لینا بیجا ہے اور علما نے ایسی ہی تعیین وتخصیص کو
ناجائز فرمایا ہے اور مائۃ المسائل وغیرہ کتب اکابر فرقہ سے بھی ایسا ہی ثابت
ہوتا ہے سولہویں سوال کے جواب میں لکھا ہے وتعیین کردن روزی برای
ایصال ثواب بمردہ کہ بالتحقیق ہمون روز خواہد رسید ودیگر روز نخواہد رسید خطا است
الخ اور یہہ ایک عمدہ بات ہے جسکی رو سے ثبت کی ایسی تمام امور متنازعہ کے باقرار
اکابر حکم مطلق سے ثابت ہوگی اور کسی خاص ہیأت کے ثابت کرنے کی ہمین حاجت
نہی اور یہان سے ظاہر ہوا کہ بعض سورہ خواہ درود کو بعض نمازون کے ساتھہ خاص
کرنا اور اوراد ووظائف کے لیئے ایک وقت خواہ دن اور تاریخ وعدد اور منگل
جمعہ کو وعظ ونصیحت کے لیئے معین کرنا اور فاتحہ اموات کے لیئے سوم خواہ چہلم یا
روز پنجشنبہ اور نیاز حضرت قطب الاقطاب غوث عالم قدس سرہ الاکرم کے لیئے

گیارہوین یا ستر ہوین کو مقرر کرنا اور اسیواسطے تخصیص ایک کہانے کی کسیمخ کی کی
نیاز و فاتحہ کے واسطے بلا اعتقاد وجوب و لزوم سب جائز و روا ہے اور تلاوت
قران و درود و تصدق کی خوبی فی نفسہ مین اصلا ہرج نہین کرتا اور بعض امور انھین
سے جیسے جمعہ وعظ و تذکیر کے لیئے اور تعیین بعض سورہ قرانیہ کے بعض نمازون سے
اور بعض اوراد و اذکار و اشغال کے بعض اوقات سے مخالفین مین بہی بلا نکیر مروج
اور اونکے متقدمین اور اکابر مستندین سے قولا و فعلا بکثرت ثابت باوجود اس کے
جو امور + اونکے مخالف طبع اور جنمین انبیاء عظام اور اولیاء کرام سے ایک طرحکی
نیازمندی ظاہر ہوا اونہین بوجہ تخصیصات و تعینات کے حرام و مکروہ و بدعت و ضلالت
ٹہیرانا اور حکم اطلاق و عموم سے یکقلم اعراض کرنا وہی مثل ہے کہ مین کہون جو ہی سو ہے
تو کہے جو ہی سو ہے لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم مبحث چہارم ترک حضور و الا کو
دلیل شرع ٹہیرا کر عموم و اطلاق پر ترجیح دیتے ہین اور اس بنا پر مولد و قیام و فاتحہ
اموات و سوم وغیرہ مستحسنات کو کہ عمومات و اطلاقات شرع سے ثابت ممنوع و
ضلالت ٹہیراتے ہین اس خبط بے ربط کا بطلان قاعدہ اولمین بضمن تحقیق معنے
بدعت مذکور ہوا کہ باوجود خیریت فی نفسہ عدم تحقق کسی فعل کا عصر رسالت بلکہ قرون
ثلثہ مین اصلا ہرج نہین کرتا ثانیاً یہہ قرار داد خود ان حضرات کے بہی مخالف ہے کہ
اس تقدیر پر جو امور حضور نے ترک فرمائے اور عصر صحابہ و تابعین مین رائج ہوئے
سب بدعت ضلالت و مکروہ و معصیت ٹہیرینگے ثالثاً مجرد ترک واجب الاتباع اور ترک
متروک کو موجب ہو تو ہر تارک پیا جہ سے اور عاصی عین عالم زنا و شراب
نوشی مین بوجہ ترک دیگر معاصی و اتباع و اقتدای حضرت نبوی ہزار طاعت کے
ثواب کا بہی مستحق ہوگا اور ایک جہت سے مورد ملامت اور لاکہہ حیثیت سے لائق
ستایش سمجھا جاویگا رابعاً خود اکابر متکلمین فرقہ نے اس اصل کو بے اصل سمجہکر
بنا چاری وجود مقتضی و عدم مانع کے قید بڑہا دے اور خاک نہ سمجھے کہ بعد اعتراف
اس قید کے امور مستحسنہ مذکورہ کو مکروہ و حرام ٹہیرانے کی کوئی سبیل نرہی کا شکے

اس قید ہی کو یاد رکھین اور ہر جزئی مین اوسکا لحاظ کرلین تو صدہا مسائل جن مین
نزاع ہے طے ہوجاوین اور ہر امر کو بے تکلف مکروہ و ممنوع نہ کہہ سکین حضور و مقتضا
موانع کا پہر اونکا اوسوقت مین انعدام ثابت کرنا سہل کام نہین عمل برخصت تعلیم
جواز رعایت نفس رعایت خلق تحصیل نشاط عبادت تسہیل براہت مصلحت ابتدائے
اسلام خصوصیت حضور والا شغل اشرف و اعلے اور انکے سوا بہت امور حضور والا
اور صحابہ کرام کو ترک پر باعث اور فعل سے مانع ہوئے جب ایک کا بہی احتمال باقی
ہے دلالت ترک کی کراہت فعل پر ممنوع بلکہ نہی بہی وانما کراہت شرعی پر دلالت
نہین کرتی جسطرح نہی وکراہت قیام و اطلاق لفظ سید اپنی ذات والا کے لیئے
بر سبیل تواضع ہے اور حضرت امیر المومنین عمر رض کو کہ اپنا گہوڑا خیرات کیا تہا پہر خرید
کرنے سے منع فرمایا اور بعض امور سے کہ منافی توکل مین احادیث مین نہی صراحۃ
وارشارۃ وارد ایسی جگہہ نہی سے کراہت نہین سمجہی جاتی نہ وہ نہی احکام شرعیہ کے
ہوسکتی ہے بعض امور خاص حضور کے حق مین جائز نتہے وہان نہی بہ نسبت انکے نہین
ذات خاص اقدس سے مخصوص ہے سوا اسکے ترک کا اثبات کب سہل ہے دو
ایک کے کہدینے سے کہ یہ فعل نہ پایا گیا منقول نہوا حضور اقدس و صحابہ کرام نے
نکیا کسی فعل کو متروک ٹہرا دینا ایک امر تقلیدی ہے کہ مقام تحقیق مین تامل لائق
اور خصم کو تسلیم اوسکی ضرور نہین کہ نہ پانا دو چار کا اور بات اور نفس الامر مین نہونا
اور بات ہے اور عدم وجدان نقل عدم نقل کو مستلزم نہین کہ استقراء ی تام کا
دعوی دشوار ہے اسیطرح استلزام عدم نقل کا عدم واقعی کو ممنوع کما فی تتمۃ النقل
وبالجملہ عدم النقل لا ینفی الوجود با انہمہ ان [illegible] کا صدہا امور حسنہ کی نسبت [illegible]
اثبات ترک و وجود مقتضی و عدم مانع یہہ کہدینا کہ [illegible] افعال حضور اقدس و صحابہ سے
نکلے لہذا واجب الترک اور مکروہ و معصیت ہین اگر کہہ سکا ہے ہاں اگر ترک قیود
مذکورہ کے ساتہہ ثابت ہوجاوے تو ترجیح اوسکی عموم و اطلاق پر ممنوع ورنہ ترجیح
فعل کے قول پر لازم آویگی اور قول صاحب مجالس الابرار محمول الحال بمقابلہ

تصریحات اکابر اصول و فقہ اصلا قابل لحاظ نہین اس بزرگوار کی لیاقت و استعداد
علمی تو اوس کتاب ہی سے ظاہر ہوتی ہے خاص اس مقام مین عجیب تقریر لکھی
ہے محصل اوسکا یہہ کہ جب کوئی فعل جناب والا نے باوجود مقتضی و عدم مانع ترک فرمایا
معلوم ہوا کہ اوسمین کچھہ مصلحت نہین بلکہ بدعت قبیحہ ہونا اوسکا سمجھا گیا اور اذان عیدین
کی مثال دیکر لکھا کہ اذان جمعہ پر قیاس اوسکا صحیح ہے اور عموم کریمہ واذکروا اللہ ذکرا
کثیرا اور قولہ تعالیٰ ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ کے عموم و اطلاق مین داخل با وجود
اسکے علمانے اوسے مکروہ ٹھیرایا اور فرمایا کہ جسطرح کرنا اوسکا جیسے آپ نے کیا سنت
اسیطرح ترک اوسکا جیسے آپ نے ترک کیا سنت ہے صاحب کلمۃ الحق نے اسپر
تنفل قبل از عید کے کراہت کا حاشیہ چڑھایا اور متکلم قنوجی نے غایۃ الکلام مین تنفل
قبل از فجر وغیرہ بعض مسائل کا ذکر فرمایا قطع نظر اس کے کہ منجملہ افعال مذکورہ بعض صحابہ
کرام سے ثابت اور اکثر مختلف فیہ ہین اور فعل صحابی اور اسیطرح رائے مجتہد کو بدعت
وضلالت کہنا اصول مخالفین پر بھی ٹھیک نہین بلکہ اونکے طور پر ایسا امر داخل سنت
ہے اور قیاس امور متنازع فیہا کا نماز و اذان اور اونکے اوقات وہیئات پر مع الفارق
ہے یہہ کہنا ان سے ثابت ہوا کہ دلیل ترک عموم و اطلاق پر مقدم ہے جس نے اون
افعال کو جائز سمجھا عموم و اطلاق کے سوا اوسکے پاس کیا حجت ہے اور جس نے مکروہ
کہا اونمین اکثر نے یہہ نہین کہا کہ کراہت کی صرف ترک علت ہے اور بعض نے اگر
تصریح اسکی کردی تو دوسرے مسائل مین خود اونکا کلام یا دوسرے اکابر کی تصریح
اوسکے معارضہ کو کافی بلکہ عقل و نقل اس تعلیل کی بے اصلی پر شاہد عدل باقی رہا
انکار بعض صحابہ کا بعض افعال کی نسبت جنکی خیریت عموم و اطلاق سے ثابت اوسکا
بھی یہی حال ہے کہ تصریح اونکی ممانعت کی شریعت سے پائی خواہ اعتقاد سنیت و
وجوب کا دفع بجہت قرب عہد اسلام مقدم سمجھا یا کسی اور وجہہ سے اون افعال
کو مزاحم سنت اور مخالف مقصد شریع تصور فرمایا بعہد اکثر وہ افعال دوسرے
صحابہ سے ثابت اور تابعین مین معمول بہا ہوئی یا بعض مجتہدین اون کے جواز خواہ

استحسان کی طرف گئے یہہ کس صحابی سے ثابت ہے کہ ہم اس فعل کو صرف بوجہ ترک حضور بدون لحاظ کسی اور مضرت شرعی کے مکروہ و ضلالت سمجھتے ہین بہرحال صاحب مجالس الابرار وغیرہ مجاہیل کے سوا صحابہ خواہ متاخرین علماسے ترجیح دلیل ترک کی دلیل عموم و اطلاق پر ہرگز ثابت نہین اور یہہ قول صاحب مجالس علم انہ لیس فیہ مصلحۃ بایںمعنی کہ مادہ ترک ہر جگہہ اور ہر حال مین مصلحت سے خالی ہوتا ہے مجرد ادعا ہے ہان ترک شارع باقتضاے مصلحت ہوتا ہے مثلاً تعلیم جواز و تسہیل بر امت یہہ سب مصالح دینیہ ہین اگر بسبب عدم غیر مشتمل ہونا فعل کا کسی مصلحت پر کسی جہت سے کسیوقت مین لازم نہین آتا والکلام فیہ حوالہ علما کہ اونہون نے اس مسئلہ مین تصریح کی کہ ترک متروک سنت سے ہے قابل مطالبہ ہے مخالفین اپنے اس مستند کا دعوی کل یا اکثر علما کی تصریحات سے جیسا کہ اوسکے کلام سے ظاہر خاص اس مسئلہ مین خواہ دوسرے طریق سے ثابت کر دین ورونہ خرط القتاد بلکہ علماے کرام و فقہاے ذوی الاحترام ہزار امور کو جو حضور سے ثابت نہین جائز و مستحسن ٹہراتے ہین اور سیکڑون جگہہ باوجود معارضہ دلیل ترک عموم و اطلاق کے تحت مین داخل فرماتے ہین کسی نے یہہ نکہا کہ یہہ استدلال بمقابلہ دلیل ترک کے متروک ہے بلکہ ملا علی قاری نے رسالہ فضائل نصف شعبان مین اوسکی دعاے مخصوص کی نسبت بیان تک لکہا لاسیما وقد ثبت روایتہ عن اکابر الصحابۃ مطلقا فلا وجہ لمنع المقید ابدا اگر بسبب عادت قدیمہ اہل ہوا و بدعت اپنے مستندین اور اکابر علماے دین کے اقوال و احکام قبول نکرینگے تو اپنے ائمہ مذہب اور اکابر فرقہ کو کسطرح مجوز ضلالت و معصیت و مرجح مرجوح قرار دینگے دیکھو انکے امام ثانی اربعین مین لکھتے ہین اما دست برداشتن براے دعا وقت تعزیت ظاہر اجواز آنست زیرا کہ در حدیث شریف رفع یدین در دعا مطلق ثابت است پس دریںوقت ہم مضائقہ ندارد الخ مولوی خورم علی رکن رکین ملت جدیدہ رسالہ دعائیہ مین لکھتے ہین اگر کوئی دست برداشتن در دعا و مسح نمودن از احادیث قولیہ و فعلیہ ثابت شد لیکن بر دعا عقیب صلوات خمسہ ہیچ دلیل گویم وبا لسد التشویق

چون ثابت شد کہ رفع الیدین از آداب دعا است و جالب اجابت و موقت
بوقتے دون وقتی نیست پس حاجت دلیل دیگر نماندہ و داعی از جانب شارع مخیر است
بعد نماز ہمچنین دعا کند یا ورای آن تنہا یا با جماعت الخ اوسی رسالہ مین ہے دست
بر داشتن وقت دعا و رو مالیدن بآنہا بعد آن با حادیث صحاح و حسان قولا و
فعلا در استسقاء و غیر آن ثابت است گو بالتزام عقیب صلوات خمسہ ثبت کہ از نبیہ
مروی نباشد الخ اور اربعین السحفیہ کے مسئلہ پانزدہم مین شادی مین نانہال والونکا
نقد و پارچہ و زیور دینا جسے بہات کہتے ہین بدلیل قواعد و اصول شریعت جائز لکھا
اور اسیطرح اوسی اربعین مین اہل برادری کا حجام کو نوشہ کے کپڑے پہنانا اور
دینا جائز لکھا ہے الی غیر ذلک من المسائل الکثیرۃ مبحث پنجم خیالات واوہام
متکلم قنوجی کے رد مین قولہ لہٰذا احکام مطلق بضم قیود باطل میشوند یہہ اوسی صورت
مین ہے کہ قیود مانع حکم مطلق ہون اور اثبات مزاحمت قیود ذمہ مدعی مزاحمت ہے
اور متمسک باطلاق متمسک باصل کما مر قولہ مثلا گفتن میتوانم الانسان صالح لانیکون
موضوعا للقضیۃ المہملۃ و گفتن نمیتوانم کہ الانسان مع تشخص زید صالح لانیکون موضوعا
للقضیۃ المہملۃ بیان تشخص مانع اور مزاحم مرتبہ مطلق الشئی ہے و لہٰذا انسان اس
قید کے ساتھہ موضوع قضیہ مہملہ نہین ہوسکتا قولہ و نیز ہر گاہ عمرو کاتب بالفعل باشد
و زید کاتب بالفعل نباشد گفتن میتوانم کہ الانسان کاتب بالفعل و گفتن نمیتوانم
کہ زید کاتب بالفعل یہہ اوسی مغالطہ پر مبنی ہے جسے ہمنے بحوالہ کتب اصول حل
کر دیا ہے جس حالت مین مطلق بحسب اصطلاح اصول شیوع و اطلاق کو مقتضی
ہے باین معنی کہ تمام افراد مین حکم اوسکا جاری ہوتا ہے اور فرد دون فرد مین
تحقق کفایت نہین کرتا تو اسجگہ الانسان کاتب بالفعل کہنا صحیح نہین البتہ یہہ
قضیہ بحسب اصطلاح منطقیین سچا اور مہملہ قد مائیہ ہے و لا کلام فیہ قولہ پس بر تقدیر
تسلیم حسن مطلق حسن مقید لازم نیاید نمی بینید کہ از ثبوت کتابت برای انسان
ثبوت کتابت برای زید لازم نیاید بیان یہی اوسی جہالت کا جوش ہے

بسبب اصطلاح ماٰنحن فیہ ثبوت کتابت مطلق انسان کے لیئے اوسیوقت صحیح ہوگا
کہ جب یہہ حکم علی الاطلاق اوسکے تمام افراد مین ثابت ہوگا ہان اگر کتابت نفس
انسانیت کا حکم ٹہیرے اور بنظر انسانیت اوسکے تمام افراد مین ثابت پائی جاوے
گو خصوصیت مادہ منع کردے تو یہہ حکم مطلق کے لیئے ثابت کہینگے اور زید کے لیئے
نہ ثابت ہونا کچہہ ہرج نہین کرتا نہ ہمارے نظر کہ جب تک مزاحمت قید کی ثابت نہو جاوے
تمام افراد مین بلاتکلف جاری رہیگا قولہ بالجملہ ضرور است کہ استحسان مقید بدلیلی
علاوہ از دلیل استحسان مطلق اس ضرورت کے ابطال مین قوم امام الطائفہ اور
اونکے امام ثانی اور اقوال رکن رکین ملت کہ سابق مذکور ہوسے کافی قولہ قال
ابن النجیم فی البحر ولان ذکر اللہ اذا قصد بہ التخصیص بوقت دون وقت او بشی دون
شئی لم یکن مشروعا مالم یرد الشرع بہ انتہی اسی بحر الرائق مین بہت امور کہ بہئیت کذائی
شرع مین وارد نہوسے جائز و مشروع ٹہیرائی بلکہ خاص اس مسئلہ یعنی تکبیر عید الفطر
کی بابت در مختار مین اوس سے نقل کیا اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا
لقلۃ رغبتہم فی الخیرات قطع نظر اس سے یہہ ٹکڑا کلام کا کہ بدون لحاظ موقع ومقام
و بفہم اول و آخر تغلیظ عوام کے لیئے نقل کر دیا ہے ہرگز مفید مستدل نہیں کاش
بجز ترجمہ الفاظ ہی سمجہہ لیتے تو اوسپے استناد نہ کرتے حاصل مطلب اوسکا یہہ ہے
کہ مطلق ذکر خدا ہر چند عبادت ہے مگر اوسے ایک وقت کے ساتہہ بایں طور
خاص کر لینا کہ اوسیوقت مسنون مان لین اور دوسرے اوقات مین کہ اوس سے
منا و حیہ الاقدام مین مسنون نہ سمجہین جیسا مسئلہ تکبیر عید الفطر مین ہے کہ صاحبین
نماز عید الفطر کے لیۓ مسنون فرماتے ہین اور دیگر اوقات مین کہ صالح ظرفیت
تکبیر ہاین سنت نہین ٹہیراتے یہہ صورت بدون تشریح شارع مشروع و مسنون
نہین ہوتی اسکی مشروعیت و مسنونیت کے لیئے دلیل مستقل کی حاجت ہے اور
یہہ مضمون مدعاے خصم سے منافات نہین رکہتا ہمنے خود بحث سوم مین اس کی
تصریح کر دی ہے اور علماے سے جسجگہہ تعیین وتخصیص مین کچہہ کلام واقع ہوا اوسکا

مطلب و محل یہی ہے دیکھین کہ مراد صاحب بحر الرائق کی یہی ہے کہ مسنونیت
مطلق سے سنت عملی ہونا مقید کا لازم نہین آتا بلکہ مقید جسمین کلام ہے باعتبار قید
کے بدعت بمعنی اول ہے گو بنظر الی المطلق حسن ہو لہذا منجملہ خیرات شمیر اکر عوام کو
اوس سے روکنا منع فرماتے ہین بالجملہ عبارت بحر الرائق سے استناد محض مغالطہ ہے
اور یہی حال عبارت شرح عمدہ کا ہے کہ مراد تخصیص سے یہی ہے کہ دوسرے وقت
اور حال و ہئیات کو باوصف اسکے کہ حکم مطلق سب مین یکسان جاری ہونا چاہیئے
محل جریان نسمجھے ورنہ قول صاحب شرح عمدہ کا جمہور علما و عامۂ فقہا کہ حکم مطلق کو
مقیدات مین بدون لحاظ دوسری دلیل کے جاری کرتے ہین مخالف ہے اور
اسیطرح استناد اونکا جناب ابن عمر و عبد اللہ بن مغفل اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے
قطع نظر دیگر اجوبہ کے قول و فعل اکثر صحابہ سے کہ عموم و اطلاق سے باوصف بدعت
و محدث ہونے کے استناد فرماتے ہین اور ہزار افعال خیر باوجود اسکے کہ حضور
والا نے ترک فرمائی عمل مین لاتے ہین مدفوع ہے بلکہ حضرت ابن عمر و ابن مسعود رضی اللہ عنہم
سے خلاف اس قرار داد کا ثابت اور ابن عمر رض سے تو خاص صلوٰۃ الضحیٰ کا استحسان
اور اوسکی مدح و ثنا منقول ہے اور بعضے ائمہ و ارکین مذہب تابعین سے بتصریح
نقل کر دیا ہے کہ اونہون نے عموم و اطلاق سے باوصف ترک حضور بلکہ عدم
نقل کے قرون ثلثہ سے استدلال کیا ہے بحث ششم ذم بدعت بمقابلہ دلیل
عموم و اطلاق کے پیش کرنا محض بیمعنی کہ ذم بدعت باعتبار معنی دوم خواہ معنی ثانی
معنی اول کے ہے اور مجرد عدم فعل خواہ عدم نقل حضور خواہ قرون ثلثہ سے
کوئی اصل شرعی نہین کہ دلیل اطلاق و عموم کا معارضہ کر سکے بلکہ جو شی عمومات
و اطلاقات شرع کی رو سے مستحسن اور اوسمین مندرج گو ہیئت کذائی قرون ثلثہ
مین نپائی جاوے بدعت حسنہ ہے کہ صاحب مجمع البحار اسی اندراج کو حسن بدعت
کی علامت قرار دیتے ہین اور تقسیم بدعت مین لکھتے ہین البدعۃ نوعان بدعۃ
ہدی و بدعۃ ضلال فمن الاول ما کان تحت عموم ما ندب الشارع الیہ او حض

عملیہ فلا یذم لوعد الاجر علیہ الخ اور امام عینی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین ثم البدعۃ علی نوعین ان کانت مما یندرج تحت مستحسن فی الشرع فھی بدعۃ حسنۃ الخ وہکذا صرح الامام الجزری والامام العسقلانی فی فتح الباری وغیرہما بالجملہ یہہ مغالطہ کہ امور متنازع فیہا کو عموم واطلاق نصوص کے تحت مین داخل ہونے سے جائز ومستحسن ٹھیرین لیکن بدعت ہین اور وہ شرعا مذموم تحقیق معنی بدعت سے کہ قاعدہ اولی کی فائدہ رابعہ مین مذکور بخوبی حل ہوتا ہے اور حاصل اسکا یہی ہے کہ ترک حضور خواہ قرون ثلثہ کا واجب الاتباع ودلیل شرعی ہے جسکے انحلال مین یہہ قاعدہ کفایت کرتا ہے باقی رہا مسئلہ توقیف سو قطع نظر اس سے کہ خود باقرار متکلم قنوجی وغیرہ اصل کلی نہین امر اکثری ہے بادنی تامل ہمین مفید اور مخالفین کو سراسر مضر ہے محصل اوسکا صرف اسقدر ہے کہ ہیئت عبادت شرع سے دریافت کیجاوے اپنی رائے کو دخل نہ دیا جاوے اور جس عبادت کے شارع نے جو ہیئت وصورت بیان فرمادے اوس سے تجاوز نچاہیئے تو جس عبادت کو شارع نے عموم واطلاق پر چھوڑا اور کوئی خاص ہیئت اور وضع معین اوسکے لئے بیان نفرمائے وہ عموم ہیئت واطلاق پر رہے گی ایسے امور کو من عند نفسہ کسی خاص وضع وحال ووقت وہیئت مین منحصر کردینا اور دوسرے اوضاع وہیات واحوال واوقات مین جائز نسمجھنا مسئلہ توقیف کے مخالف اور حکم شرعی سے تجاوز اور تحریم ما احل اللہ مین داخل ہے اور تعظیم وذکر خدا اور رسول وتلاوت قران ودرود خوانی وتصدق وغیرہا امور کو جس کا حکم شرع مین عموم واطلاق کے ساتھہ وارد ہے طرح طرح سے اور جس حالت وہیئت ووضع ووقت مین چاہین بشرط عدم مزاحمت شرع بجالانا عین تعمیل حکم الہی ہے ورنہ جس حالت مین شارع نے کسی وضع مین اونہین منحصر نکیا تو اوضاع غیر مذکورہ فی الشرع کی نسبت عموم واطلاق اونکا مجمل اور بعد انقطاع وحی کے حکم متشابہ مین ہو جاویگا اور التزام کسی ہیئات خواہ وقت وغیرہ کا اگر باعتقاد وجوب خواہ اس نظر سے ہے کہ بدون اس خصوصیت کے عام اور مطلق صحیح نہین ہوتا دلیل

مستقل شرعی کا محتاج بدون اوسکے حکم عموم و اطلاق سے مخالفت جیسے بلا وجہ
انکار بعض صدور سے اور جو بدون اس اعتقاد کے کسی مصلحت کے لیئے ہے تو اوسمین
کچھ حرج نہین بلکہ نفس التزام و ادامت امور حسنہ شرعا مقبول و محمود کما سیجی بیانہ
اسکا بہ بعض حمقا کہتے ہین حضور اقدس اور آپ کے یارون نے تو ان افعال پر مداومت
نکی تمہاری ریاضت و عبادت اونسے بھی بڑہ گئی یا اسکی خیر و خوبی سے وہ واقف
نہوے اور تم سمجھے سے زہد و ورع کوش و صدق و صفا ٭ ولیکن بیفزا سے
بر مصطفے ٭ اور اس تقریر کو نسبت مستحسنات متنازع فیہا کے بھی طرح طرح کے
رنگ آمیزیون اور مغالطون کے ساتھ پیش کرتے ہین ہرچند جواب اس کا کئی
طور پر بادنی تامل مقامات متعددہ رسالہ ہذا سے نکل سکتا ہے مگر اسقدر اور بھی
گذارش کیا جاتا ہے کہ گو حضور نے بوجہ بعض مصلحتون و بنیہ کے کہ ایک اونمین
خوف وجوب ہے ان امور کا التزام نکیا مگر احادیث سابقہ مین ہمارے لیئے
مفید ٹہیرا دیا اور ان افعال کی خیریت خواہ دوام مین مصلحت ہمین حضور اور
اونکے یارون کی بدولت معلوم ہوئی ہمارے علم کی زیادتی کہان سے لازم
آئی ہمارا کوہ احد کے ہموزن سونا راہ خدا مین صرف کرنا صحابہ کرام کے تین
پاؤ جو خیرات کرنیکی برابر نہین ہوسکتا ان افعال کے اعتبار سے اون بزرگان
دین سے فوقیت کون صاحب دین و دانش تجویز کریگا البتہ آپ لوگ صحابہ تو
کیا انبیاے کرام کی بزرگی و کمال صرف انہین اعمال مین منحصر سمجھتے ہین اور
اونمین کیفیات باطنہ سے کچھ کام نہین صرف امور ظاہری پر مانند تلویح و تکثیر کے
نظر رکھتے ہین لیکن آپکی تغلیط سے کون الزام اوٹہائیگا مضمون شعر آپ کی
قرارداد سے علاقہ نہین رکھتا بلکہ ریاضات شاقہ جنکی شرع نے ممانعت کردی
مانند گونگی روزہ او رہبانیت اور خشک کردینے اعضا اور عمل بالرخصت سے
انکار پر اعتراض مقصود ہے ورنہ علماے دین و آئمہ مجتہدین نے توہیات معینہ
معدودہ پر بھی زیادتی بعض امور خیر کے جائز رکھی اور اجلہ صحابہ کرام سے ثابت

ان حضرات کے خیالات کب لیاقت اس کام کی رکھتے ہین لطف یہہ ہے کہ
خود عموم و اطلاق بدعت سے ہزار جگہہ استناد کرتے ہین اور ہے ہر مسئلہ مین
قران و حدیث سے تصریح اور ہر جزئی کے جواز و اباحت پر دلیل مستقل چاہتے
ہین اور استدلال ائمہ دین عموم و اطلاق آیات و احادیث سے نہین مانتے
واہ شاباش ان حضرات کو یاین بضاعت مزجات تو عموم بدعت و دلیل ترک
استناد پہونچی لیکن اوسکی اور دلیل مستقل کی حاجت ممانعت و ثبوت حرمت و کراہت
کے لئے اصلا باقی نہی اور اکا برملت کو گنجایش استناد کی نہو اور بدون تصریح
کے حرمت اونکی کہ قران و حدیث سے مؤید ہو بیکار سمجھی جاوے اس تحکم و سینہ زوری
کی کچھ حد ہے **قاعدہ** ۔ فعل حسن مقارنت و مجاورت فعل قبیح سے اگر حسن و سکا
اسکے عدم سے مشروط نہین مذموم و متروک نہین ہو جاتا حدیث ولیمہ مین جسمین طعام ولیمہ کو
شر الطعام فرمایا قبول ضیافت کی تاکید اور انکار پر اعتراض شدید ہے رد المحتار مین
در باب زیارت قبور لکہا ہے قال ابن حجر فی فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندہا من
المنکرات والمفاسد لان القربۃ لا تترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا و
انکار البدع بل وازالتہا ان امکن قلت ویؤیدہ ما مر من عدم ترک اتباع الجنازۃ
وان کان معہا نساء ونائحات انتہی ملخصا اور نیز جب عمل سنت پر بدون ارتکاب بدعت
ممکن نہو تو سنت کو ترک کرین عبارت فتح القدیر کا ما تردد بین السنۃ والبدعۃ
فترکہ لازم محمل وہ چیز ہے جو فی نفسہ مثل سور حمار مشتبہ ہو نہ یہہ کہ جس امر کی سنت
و بدعت ہونے مین اختلاف ہو اوسکا ترک واجب ہے خود صاحب فتح القدیر
نے محل اختلاف مین بارہا حکم استحباب کا دیا اور ابو المکارم نے شرح مختصر وقایہ مین
ایسے مادہ مین بحوالہ امام قاضی خان فعل کو ترک سے اولی کہا اور صلوۃ ضحی کی
سنت و بدعت ہونے مین اختلاف ہے با اینہمہ کسی نے ترک اوسکا واجب نہ
ٹہرایا بلکہ خود قائلین بدعت استحباب کی تصریح فرمائی اور نیز قاضی خان نے ختم
قران بجماعت تراویح مین اور فتاوی عالمگیری مین استحسان بشارہ مین اجازت دی

اور ممانعت کی الی غیر عند ذلک من الامثلۃ الکثیرۃ المشہورۃ اصل اسباب یہین ہیہ
کہ مستحسن کو مستحسن جانے اور قبیح کی ممانعت کرے اگر قاور نہو دلسے مکروہ سمجھے
ہان اگر عوام کسی مستحسن کے ساتھہ ارتکاب امر ناجائز کا لازم ٹہیرالین اور بدون
اوسکے اصل مستحسن کو عمل ہی مین نہ لاوین تو بنظر مصلحت حکام شرع کو اصل کی
ممانعت و مزاحمت پہونچتی ہے اسی نظر سے بعض علما نے ایسے افعال کی ممانعت
کی ہے لیکن چونکہ اس زمانہ مین خلق کی امور خیر کی طرف رغبت اور دین کیطرف
توجہ نہین اور مسائل کی تحقیق سے نفرت کلی رکہتے ہین نہ کسی سے دریافت
کرین نہ کسی کے کہنے پر عمل کرتے ہین ولہذا اکثر افعال خرابیون کے ساتہہ واقع
ہوتے ہین اسکے ساتہہ اونکے چہوڑ دینے سے باک نہین رکہتے اب اصل کی ممانعت
بہی خلاف مصلحت ہے ولہذا علماے دین نے ایسے امور کی ممانعت سے بہی
کہ فی نفسہ خیر اور بسبب بعض عوارض خارجیہ کے مکروہ ہوگئی منع فرمایا کما من
الدر المختار اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلۃ رغبتھم فی الخیرات
اور اسی نظر سے بحر الرائق مین لکہا کسالی القوم اذا صلوا الفجر وقت الطلوع
لا ینکر علیھم لانھم لو منعوا یترکونھا اصلا ولو صلوا یجوز عند اصحاب الحدیث واداء
الجائز عند البعض اولی من الترک اصلا دیکہو ان اطباے قلوب نے خلق کے
مرض باطنی کو کسطرح تشخیص اور مناسب مرض کے کیسا عمدہ علاج کیا جزاہم اللہ
احسن الجزاء برخلاف اسکے نئے مذہب کے علما کہ مسائل مین ہر طرحکی شدت
کرتے ہین اور مستحسنات ائمہ دین و مستحبات شرع متین کو شرک و بدعت ٹہیراتے
ہین تمام ہمت ان حضرات کی نیک کامون کے مٹانے مین جو فی الحقیقت رونق
اسلام کے باعث ہین مصروف ہے اسقدر نہین سمجہتے کہ لوگ انہین چہوڑ کر
کیا کام کرینگے اور جو زور ہیہ کہ ان کامون اور انبیا و اولیا کے اعتقاد مین صرف
کرتے ہین وہ کس کام مین صرف ہوگا سچ ہے تو ان حضرات کے احتساب و نصیحت کا
اثر یہی دیکہا ہے کہ مسلمانون مین ایک نیا اختلاف اور روزمرہ کا جہگڑا فساد

پیدا ہوگیا ایک مذہب کے دو ہوگئے کوئی کسیکو مشرک و بدعتی اور وہ اوس کو
وہابی گمراہ جہنمی کہتا ہے کسی نے مجلس میلاد چھوڑ کر مسجد نہین بنوائی یا گیارہوین
اور فاتحہ کے عوض دو چار طلبہ علم کو ایک وقت روٹی نہ کھلائی کسی نے وہ روپیہ
ناچ رنگ مین صرف کیا اور جو عیاش نہ تھا اوس نے سوائے ڈیوڑھے پر لوگون کو
قرض دیا سیکڑون مین دو چار ایسے بھی سہی کہ اونھون نے سال مین ایک دوبار
وہابی مولویونکو دعوت بھی کھلادی اپنے واسطے دینکو ستانا اور خلق خدا کو بہکانا
کس مذہب و ملت مین روا ہے اگر خست طبع اور دنائت صرف کو گوارا نہین کرتے
اور لاتسرفوا کے سوا تمنے کچھ نہین پڑھا ہے تو یہ افعال فرض و واجب نہین اور نہ
سے کوئی مواخذہ کرتا ہے مگر دوسرے کو مانع ہونے اور اس غرض کے لیے نئے
اصول اختراع کرنے اور نیا مذہب بنانے سے کیا فائدہ معاذ اللہ دنائت اور خست
اس حد کو پہونچی کہ جس کام مین روپیہ کا خرچ پاتے ہین اوسکے مٹانے مین کس درجہ
اصرار فرماتے ہین صرف کرنا تو ایک طرف دوسرے کو خرچ کرتے دیکھکر گھبراتے ہین
یہی وجہ ہے کہ دنی الطبع قاسی القلب اس مذہب کو بہت جلد قبول کر لیتے ہین
صرف کو تو اپنا نفس نہین چاہتا لوگونکی طعن و تشنیع سے بچنے کا یہ حیلہ خوب ہاتھ
آتا ہے کہ ہم کیا کرین ہمارے علما ان امور کو بدعت بتاتے ہین ان صاحبون
نے بخل نفس کا نام اتباع سنت رکھا ہے اور تعظیم و تکریم انبیا و اولیا سے انکا شرک
توحید ٹھیرایا ہے قاعدہ ۔۱۲ مشابہت کفار و مبتدعین کی ممانعت چند امور
پر موقوف اولاً نیت و قصد مشابہت لان الاعمال بالنیات و لکل امرء ما نوی
وفی الاشباہ الامور بمقاصدہا وفی الدر المختار نقلا عن البحر فان التشبہ بہم لا یکرہ
فی کل شیء بل فی المذموم و فیما یقصد بہ التشبہ حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم اور دیگر
احادیث مین جو ممانعت مشابہت مین ہین جیسے حدیث لیس منا من تشبہ بغیرنا
اور لاتشبہوا بالیہود و النصاری لفظ تشبہ وارد خاصہ باب تفعل کا تکلف کما تمرض
وتکلف ای اظہر نفسہ مریضا و لم یکن مثلہ عبادات اور صدہا معاملات

الضالة تمنوع الی ان قال مع انا لا نتحری تشبه الفرق الضالة بل الفقت الموافقة
اور اونکے امام ثانی اربعین مین لکھتے ہین فرستادن حصص غلہ وغیرہ از طرف ننہال
مولود اگر بہ نیت صلہ رحم باشد جائز است الی ان قال و اگر از راہ رسم جاہلیت باشد
جائز نیست کہ دران تشبہ برسم ہنود لازم خواہد آمد و آن درست نیست قال علیہ السلام
من تشبہ بقوم فہو منہم پس حکم مخالفین برخلاف احادیث و اقوال علماے دین اور
اپنے ائمہ طریق کے کب قابل التفات ہے دوم جس فعل مین مشابہت واقع ہے
شعار مذہب اونکا ہو صرح بہ العلماء فی شرح الفقہ الاکبر لمولانا العلی القاری رح انا ممنوعون
من التشبہ بالکفرة و اہل البدعة فی شعارہم لا منہیون عن کل بدعة ولو کانت مباحة
سواء کانت من افعال اہل السنة او من افعال الکفرة و اہل البدعة فالمدار علی الشعار
مثل پہننا زنار وغیرہ علامات کفر کا ارتکاب باعتقاد و بلا اعتقاد ہر طرح کفر ٹھیرا کر
لکھے ہین اقتدی بسیرتہم التی لا یکون دینا عندہم و انما یکون لعوائدہ لا یحکم بکفرہ
سوم خصوصیت فعل کی کسی فرقہ مخالف کے ساتھہ اور حالت مشابہت کی اوس مین
خاص اوس حالت مین متصور کہ احداث اوس فعل کا اوس فرقہ سے ثابت ہو ورنہ
نہین ترک اپنی عادت کا کہ کفار و اہل بدعت بقلید اقتدا ہمارے اختیار کرلین ضرور
نہین جسطرح اب عمامہ وغیرہ ہنود مین مروج ہوگیا مگر یہ کہ تمام ملک کے اہلحق اوسے
بالکل ترک کر دین یہانتک کہ اب جو کرے وہ بوجہ اس فعل کے فرقہ مخالف مین خیال
کیا جاوے اسیطرح جو فعل کسی ملک مین فرقہ مخالف کے سوا اپنے اہل ملک مین اصلا
نپایا جاوے خصوصاً جب عامہ اہل ملت اوسپر تشنیع و ملامت کرتے ہین اور اجنبی لوگ
مرتکب کو خواہ مخواہ فرقہ مخالف سے خیال کرین جیسے جاکٹ پتلون وغیرہ کہ ان
ملکو نمین انگریزون ہی مین مروج ہے اور ملک روم مین مسلمانان ترک بھی پہنتے ہین
اس لباس کا ملک ہند مین پہننا بیجا اور ملک روم مین جائز و روا ہے چہارم
اگر عادت کفار و مبتدعین کے بدل جاوے اور اب اونمین عادت و رواج
اوسکا باقی نہ رہے اور رواج عام ہونے سے خصوصیت اونکے ساتھہ باقی نہ رہی یہانتک کہ

شعار اونکا سمجھا جاوے تو حکم بھی نرہیگا قسطلانی مسئلہ طیلسان مین لکھتے ہین

انما ذکرہ ابن القیم من قصۃ الیہود فقال الحافظ ابن حجر انما یصح الاستدلال بہ

فی الوقت الذی تکون الطیالسۃ من شعارہم وقد ارتفع ذلک فی ہذہ الازمنۃ فصار

داخلا فی عموم المباح وقد ذکرہ ابن عبد السلام رح فی امثلۃ البدعۃ المباحۃ حاصل یہ ہے کہ حکم مشابہت اوس حالت مین صحیح ہوگا جب فعل فرقہ مخالف کا ایجاد اور اب بھی اونمین رائج و معمول ہو اور اسکے ساتھ وہ فعل شعار و علامات کفر سے ہو اور فاعل موافقت کفار کی اونکے شعار مین قصد کرے اور ارتکاب غیر شعار کا کہ کفار خواہ مبتدعین نے ایجاد کیا اور اب خاص اونمین مین رائج و معمول ہے بقصد موافقت مخالفان مذہب گو اوس فرقہ مین داخل نکرے مگر معصیت و گناہ اور بدون اس قصد کے بھی بیجا ہے مگر اس جگہہ ایک امر کا بیان ضرور ہے کہ شرعاً بعض امور خارجیہ کے اختلاف سے حکم مشابہت نہین رہتا تو اختلاف امور داخلہ سے بالاولی نرہیگا اعتبار اسے کار مین حضور سید ابرار صلے اللہ علیہ وسلم مشابہت اہل کتاب سے احتراز فرماتے آخر الامر اوس سے منع کیا اور روزہ عاشورا کی نسبت کہ ملت اسلام مین یہود سے اخذ کیا گیا فرمایا کہ سال آیندہ زندہ رہونگا تو نوین کا روزہ اوسکے ساتھ رکھونگا باوجود بقار فعل کے صرف نوین کا روزہ ملانے سے مشابہت باقی نرہی اور اسقدر تغیر و اختلاف کافی ٹھیرا تو مطلق مشابہت ولو ببعض الوجوہ خواہ اتحاد اسم سے اگرچہ اتفاقی ہو اور فاعل ہزار طرح مشابہت کفرہ و مبتدعین سے تبرا کرے حکم کراہت و حرمت بلکہ کفر و شرک کا کر دینا حقیقت مشابہت سے غفلت اور بلا وجہ مسلمانونکو ایذا پہونچانا اور خواہ مخواہ برا ٹھیرانا ہے اور نیز اس مقام سے ثابت ہوا کہ مطلق مطابقت مشابہت کے لیے کافی نہین اور مطابقت مجموع وجوہ مین غیر مقصود اور امور متنازع مین غیر متحقق تو جب تک مستدلین مطابقت کی تحدید و تعیین ادلہ شرعیہ خواہ اقوال علماے شریعت سے کہ فہم شرعیات مین اونکی راے معتبر اور خصم کو مسلم بھی ثابت نہ کر دین استدلال احادیث مشابہت سے برخلاف

اقوال علما اور اونکے قاعدہ کے کہ سابق مذکور ہوے خلاف قاعدہ مناظرہ ہے
قاعدہ ۔ ۷ زمان و مکان کو بجہت اضافت و نسبت شریفہ کے شرافت و بزرگی
حاصل ہوتی ہے کہ طاعت و عبادت اوسمین زیادہ فائدہ بخشتی ہے اور برکات و
انوار مضاعف ہوتے ہین اور نیک کام انبیاے کرام و اولیاے عظام کی حضور
مین اور بعد وفات کے اونکے مشاہد و مزارات مین عمدہ اثر رکھتے ہین اور یہی حکم
کل منتسبات و مضافات کا ہے بزرگی حرمین مکرمین کی بجہت اضافت و نسبت کے
طرف ذات احدیت و حضرت رسالت کی اور زیادتی ثواب طاعت کی اونمین اور
اسیطرح شرف عہد نبوی و عظمت اہل زمان اور زیادتی ثواب صحابہ کرام کی بدیہیات
اسلام سے ہے اور کریمہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفر لہم
الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما مین لفظ جاؤک سے اس مضمون کی طرف اشارہ
ہے کہ تضعیف اقدس مین حاضر ہوتا اور وہان توبہ و استغفار کرنا قبول مین اثر تمام
رکھتا ہے اور نیز کریمہ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ثابت کہ ماہ رمضان
کو شرف نزول قرآن نے عبادت صوم کے ساتھ مخصوص و ممتاز کیا کہ صلہ موصول
معنی تعلیل پر دال اور فمن شہد کے شاہد و ہم مدعا ہے امام رازی رح تفسیر
کبیر مین ذیل کریمہ مذکورہ لکھتے ہین اما قولہ تعم انزل فیہ القرآن اعلم ان اللہ
سبحانہ لما خص ہذا الشہر بہذہ العبادۃ بین العلۃ لہذا التخصیص وذلک ہو ان اللہ
سبحانہ خصہ باعظم آیات الربوبیۃ فلا یبعد ایضا تخصیصہ باعظم آیات العبودیۃ لـ
قولہ فثبت ان بین الصوم و بین نزول القرآن مناسبۃ عظیمۃ فلما کان ہذا الشہر
مختصا بنزول القرآن وجب ان یکون مختصا بالصوم الخ اور حدیث بخاری سے
ثابت کہ جناب جبریل امین حضرت سید المرسلین سے علیہما الصلوۃ والسلام رمضان
مین ہر شب ملاقات اور دور قرآن کرتے اور حضور انور ون سب ایام سے زیادہ
سخاوت کی طرف متوجہ ہوتے اور پروردگار عالم فرماتا ہے واتخذوا من مقام ابراہیم
مصلے دیکھو اوس پتھر کے پاس جسپر جناب ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہوکر

کعبہ بنایا اور حج کی اذان دی اور اوسپر قدم شریف کا نقش ہوگیا کہڑے ہوکر نماز
پڑہنے کا حکم ہوتا ہے شاہ عبد العزیز اس آیت کی تفسیر مین لکہتے ہین کہ اس پتہر
کے پاس کہڑے ہونا اور عبادت الہی کرنا گویا ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر
ہونا اور اونکے سامنے خدا کی عبادت بجالانا ہے اور ان الصفا والمروۃ من
شعائر اللہ کے ذیل مین لکہتے ہین صفا مروہ کا شعائر الہی ہونا صرف ببرکت ہاجرہ
ہوا کہ معیت خاصہ خدا انہین دو پہاڑون کے درمیان اونہین حاصل اور مشکل
اونکی حل ہوگئی اور قولوا حطۃ نغفر لکم کی تفسیر مین لکہتے ہین بعض امکنہ متبرکہ مورد
نعمت ورحمت الہی ہون یا بعض خاندان قدیم اہل صلاح وتقوے سے ایک خاصیت
پیدا کرتے ہین کہ اونمین توبہ وطاعت موجب سرعت قبول ومورث ثمرات نیک ہے
اور سورہ قدر کی تفسیر مین کہتے ہین اس سورت کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے
کہ عبادات وطاعات کو بسبب اوقات نیک ومکانات متبرک وحضور واجتماع
صالحین ثواب وبرکات مین زیادتی حاصل ہوتی ہے وقال اللہ عز وجل ان آیۃ
ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسی وآل ہارون
تحملہ الملائکۃ مفسرین کہتے ہین اوس تابوت مین حضرت موسی وہارون کے تبرکات
تہے بنی اسرائیل لڑائی کے وقت اوس سے تبرک وتوسل کرتے اور اوسکی برکت
سے ہمیشہ فتح پاتے اسیطرح بہت احادیث صحیحہ اس مدعا پر صریح دال کہ اوقات
متبرکہ مین اہتمام حسنات زیادہ فائدہ رکہتا ہے اور حدیث مسلم خیر یوم طلعت فیہ
الشمس . یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم اور اکثر احادیث سے کہ در باب جمعہ وارد
اسکے ساتہ یہہ بہی ظاہر کہ ولادت انبیا اور وقایع عظیمہ سے زمانہ کو ایک خاصیت
وامتیاز حاصل ہوجاتا ہے اور وہ خاصیت اوسکی امثال ونظائر مین ہمیشہ باقی
رہتی ہے جسکی وجہ سے عبادت اونکی اونمین زیادہ فائدہ بخشتی ہے حدیث
مسلم مین ہے حضور بروز دوشنبہ روزہ رکہتے کسی نے اسکی وجہ دریافت کی
فرمایا فیہ ولدت وفیہ انزل علی ملا علی قاری نے فیہ ولدت وفیہ ہاجرت کے

ذیل مین لکھتے ہین وفی الحدیث دلالۃ علی ان الزمان یتشرف لما یقع فیہ وکذا
المکان اور امام نووی وغیرہ بھی احادیث سے اس مطلب کو ثابت کرتے ہین
اور صحیح مسلم شریف مین عتبان بن مالک رض سے روایت ہے اصابنی فی
بصری بعض الشی فبعثت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی احب ان تأتینی وتصلی فی
فی منزلی فاتخذہ مصلی وفی روایۃ مخطلی خطا امام نووی رح شرح مین کہتے ہین صالحین
اور اونکے آثار سے تبرک اور اونکے نماز پڑہنے کی جگہ نماز پڑہنا اس حدیث کے
فوائد سے ہے صحیح بخاری شریف مین موسی بن عقبہ سے روایت کیا مینے سالم بن
عبد اللہ بن عمر رض کو نماز کے لیے تحری بعض اماکن کے کرتے دیکہا اور فرماتے کہ
میرے باپ بھی ان مقامات مین نماز پڑہتے کہ حضور کو پڑہتے دیکہا تہا امام عینی
اسکی شرح مین کہتے ہین الوجہ الثانی فی بیان وجہ تتبع ابن عمر رض المواضع التی صلی
فیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو انہ یستحب التتبع لآثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتبرک
بہا ولم یزل الناس یتبرکون بآثار الصالحین امام احمد مسند مین ام المومنین عائشہ رض
سے روایت کرتے ہین ان ابابکر لما حضرتہ الوفاۃ قال ای یوم ہذا قالوا یوم
الاثنین قال فان مت من لیلتی فلا تنتظروا بی الغد فان احب الایام واللیالی الی
اقربہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استیعاب مین صدیقہ رض سے منقول
کہ آپ اپنی اہل کی عورتون کا شوہرون کے ساتھ زفاف ہونا شوال مین دوست رکھتین
اور فرماتین ہل کان فی نسائہ عندہ احظی منی وقد نکحنی وابتنی بی فی شوال طحاوی
منہاج حلیمی وشعب الایمان بیہقی سے نقل کرتے ہین ان الدعاء مستجاب یوم الاربعاء
بعد الزوال قبل وقت العصر لانہ صلی اللہ علیہ وسلم استجیب لہ علی الاحزاب فی
ذلک الیوم وکان جابر یتحری ذلک فی مہامہ وذکر انہ ما بدئ شئ یوم الاربعاء
الا تم فینبغی البدایۃ بنحو التدریس فیہ الخ شعرانی کشف الغمہ مین لکھتے ہین وکانت
الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم یتتبعون آثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ جذب القلوب
مین ہے کہ ایکروز امیر المومنین عمر رض مسجد قبا مین آئے فرمایا خدا کی قسم مینے

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ خود بدولت اس مسجد کی تعمیر میں اپنے یارون کے ساتہہ پتہر ڈہلواتے تہے اگر یہ مسجد عالم کے کسی کنارہ پر ہوتی ہم اوسکی طلب مین کسقدر مسافت دراز طے کرتے پہر آپ نے شاخہاے خرما کی جہاڑو بنا کر اوس مسجد کو اپنے ہاتہہ سے جہاڑا باقی رہے اقوال و افعال ائمہ دین و علماے محققین سو امام عینی شرح صحیح بخاری مین لکہتے ہین تبرک بمواضع صالحین محمد صحابہ تابعین سے مستمر رہا ہے اور امر مستمر مین احاطہ و استیعاب اقوال و افعال جسقدر دشوار ہے ہر شخص جانتا ہے مگر چند اقوال مستندین متاخرین سے نقل کر دیا ہے شاہ ولی اللہ صاحب ہمعات کی بحث طہارت مین لکہتے ہین حقیقت طہارت منحصر نیست در غسل و وضو بلکہ بسیار چیزہا در حکم وضو و غسل ہستند چنانکہ صدقہ دادن و فرشتگان و بزرگان را بخوبی یاد کردن و در مواضع متبرکہ و مساجد عظیمہ رسیدن یا مسافت شکستن الخ شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی مین لکہتے ہین در مشعر و حرم تو آنحضرت صبر و رنجی کہ شہدا در راہ خدا کشیدہ اند درین ایام بارواح مقدس ایشان نازل میشود صراط الذین انعمت علیہم کے تفسیر مین فرماتے ہین کلام و انفاس و افعال و مکانات اور مصاحبون اور اولاد و نسل انبیاء مین برکت ہے جو دیکہنے ظاہر ہوتی ہے اور فضائل وقت چاشت مین کلام کرنا حق تعالے کا حضرت موسے علیہ السلام سے اور ایمان لانا سحرۂ فرعون کا شمار کرکے لکہتے ہین پس اسوقت نور حق ظلمات باطلہ پر علی وجہ الکمال غالب آیا کہ امت سابقہ مین اثر اوسکا ظاہر ہوا اور خصوصیات شب قدر مین کہتے ہین یہ رات چند جہات سے شرف رکہتی ہے الی ان قال تیسرے نزول قران اس رات واقع ہوا اور یہ ایسا شرف ہے کہ نہایت نہین رکہتا چوتہے پیدائش فرشتون کی بہی اس رات مین ہے شرح صحیح بخاری مین شیخ زین الدین رح سے نقل کرتے ہین اما تقبیل الاماکن الشریفۃ علی قصد التبرک وکذا تقبیل ایدی الصالحین و ارجلہم فہو حسن محمود باعتبار القصد و النیۃ وقد ... الی الیسیرۃ رفع الحسن رضم ان ینکشف لہ المکان الذی

قبله رسول الله صلى الله عليه وسلم من سرته فقبله تبركا بآثاره وذريته عليه السلام
وقد كان ثابت البناني رح لا يدع يد انس حتى يقبلها ويقول يد مست يد رسول الله
صلى الله عليه وسلم وقال ايضا اخبرني الحافظ ابو سعيد بن العلائي قال رأيت في
كلام احمد بن حنبل رض في جزء عليه خط ابن ناصر وغيره من الحفاظ ان الامام احمد سئل
عن تقبيل آثار النبي صلى الله عليه وسلم وتقبيل منبره فقال لا بأس به فأريناه للشيخ تقي
ابن تيمية فصار يتعجب من ذلك وقال اي عجب في ذلك وقد روينا عن الامام احمد انه
غسل قميصا للشافعي وشرب الماء الذي غسله به واذا كان هذا تعظيمه لاهل العلم
فكيف بآثار النبي صلى الله عليه وسلم ولقد احسن مجنون ليلى حيث يقول ؎
امر على الديار ديار ليلى ۔ اقبل ذا الجدار وذا الجدارا ۔ وما حب الديار شغفن قلبي
ولكن حب من سكن الديارا ۔ قال المحب الطبري يمكن ان يستنبط من تقبيل الحجر و
استلام الاركان جواز التقبيل ما في تقبيله تعظيم الله تعالى فانه ان لم يرد فيه خبر بالندب
لم يرد بالكراهة ايضا وقال قد رأيت في بعض تعاليق جدي محمد بن ابي بكر عن الامام
[illegible] ان بعضهم كان اذا رأى المصاحف قبلها واذا رأى اجزاء الحديث قبلها
واذا رأى قبور الصالحين قبلها قال ولا يبعد هذا في كل ما فيه تعظيم الله تعالى والله
تعالى اعلم اور علماء دین تشریف ماہ ربیع الاول شریف کے بجہت ولادت
باسعادت اور زیادت حسنات وخیرات کے اوس ماہ مبارک میں تصریح قائل
ہیں یہاں تک کہ علامہ ابن الحاج بھی جن سے منکرین خاص مسئلہ مولد میں استناد
کرتے ہیں اس امر کے معترف و مقر ہیں مگر پورا کلام کسیکا دیکھنا اور کسی کی پوری
بات ماننا نصیب اعدا اس فرقہ کے حصہ میں نہیں آیا اکثر متکلمین اونکی بر سبیل
تنزل خاص ازمنہ وقوع امور شریفہ کو فضل و شرف کے ساتھ مخصوص اور اونکے
امثال و نظائر سے بالکل مسلوب سمجھتے ہیں اور تغلیط عوام کے لئے شرف عیدین
سے جواب دیتے ہیں کہ فضل و شرف اونکا باعتبار تجدد نعمت کے ہے کلام اس میں
ہے کہ بدون تجدد ما بہ الشرف کے امثال و نظائر کو باآنکہ صدہا ہزار برس کا

فصل اصل سے رکہتے ہین شرف کسطرح حاصل ہوا جس حالت مین اشارات متلون
و تصریحات حدیث و اقوال و افعال صحابہ و تابعین و ائمہ و اکابر علماے دین
سب اس مسئلہ مین کہ امثال و نظائر بہی شرف اصل سے مشرف ہوجاتے ہین
متوافق اور علماے سابقین کتاب و سنت سے اسے ثابت کرتے ہین تو ان
مدعیان خاکسار کا انکار یا اونکے مستندین کے مضطرب کلمات کب قابل التفات
ہین اوس سے یک لخت اعراض اور اپنے خیالات یا ایسے اقوال شاذہ پر کہ صریح مخالف
حجج شرعیہ واقع اسدرجہ اصرار کب جائز ہے اور سنئے جب کوئی متکلم اوس فرقہ کے
جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو عیدین کے سوا کچہ نظر نہین آتا کہتے ہین شرف
عیدین بسبب اصل کے نہین بلکہ بوجہ تجدد و نعمت کے اور یوم جمعہ سے آنکہہ بند کر لیتے
ہین جسکی بزرگی بسبب وقایع کے کہ غیر متجدد ہین احادیث مین مصرح اور نیز امام
قسطلانی مواہب مین لکہتے ہین والجواب ان یوم الجمعۃ یوم الکمال و التمام و حصول
الکمال و التمام یوجب الفرح الکامل و السرور العظیم فجعل الجمعۃ یوم العید اولے
من ہذا الوجہ اسیطرح ذکر عدم قرار زمان کا اس مبحث مین اور استناد تحفہ اثنا
عشریہ سے اسباب مین ہی مطلب صاحب تحفہ کا وہ ہرگز نہین جو ان بزرگوارون
نے سمجہا ہے کہ اونہون نے تفسیر وغیرہ اپنی تحریرات مین بہت جگہ جنہین بعض کا ذکر
ابہی گذرا شرف اصل فظائر و امثال کے لئے بتصریح ثابت کیا ہے اور مولوی شاہ
رفیع الدین صاحب رح رسالہ مسائل مین لکہتے ہین زمانہ اگرچہ سیال غیر قار است
اما آنچہ بان تقدیر کردہ میشود زمان را از شب و روز و ماہ و سال انہار اشرعا و
عرفا دورہ مقرر است چون یک دورہ تمام میشود باز از سر شروع میشود و ہمین حساب
رمضان شہر صوم و ذی الحجہ شہر حج ہمچنین شہور دیگر را در دورہ حکم اتحاد بالنظیر دادہ
میشود چنانکہ در حدیث است کہ یہود عرض کردند در حضور جناب نبوت کہ حق تعالی
نجات حضرت موسی علیہ السلام و غرق فرعون درین روز کردہ است برای
شکرانہ روزہ میگیریم جناب نبوت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودند نحن احق من نبح

ہمو یہی فصام یوم عاشورا و امر الناس بصیامہ و نیز حضرت وی صلی اللہ علیہ و
سلم بلال را وصیت کردند بصوم روز دوشنبہ فرمودند فیہ ولدت وفیہ انزل علی وفیہ
ہاجرت وفیہ اموت الخ بالجملہ مشرف و ممتاز ہونا زمان و مکان کا بجہت وقوع
امور شریفہ و وقائع عظیمہ کے اور باقی رہنا فضل و شرف کا امثال و نظائر زمان
مین اسیطرح شرافت و بزرگی ہر اوس چیز کی جو حضرت احدیت اور انبیا علیہم السلام
اور اولیاے کرام سے ایک خاص تعلق و نسبت رکھتی ہو کتاب و سنت و اقوال
و افعال صحابہ و علماے ملت سے اسطرح ثابت کہ اگر کوئی قول کسی کا اسکے خلاف
کو موہم بہی ہو اصلا قابل لحاظ و اعتبار نہین باوجود اسکے کلام بعض متکلمین مذہب
جدید کا محض مکابرہ و عناد ہے واللہ یہدی من یشاء الی سبیل الرشاد قاعدہ ۸
تعامل خواص و عوام اہل اسلام اصل شرعی ہے کتب فقہ مین صدہا جزئیات اوسپر
متفرع اور بہت امور دینی مبنی قال اللہ عز و جل و من یشاقق اللہ و رسولہ و
یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا اور اسمین شک نہین کہ
جو امر مسلمانون مین مروج اوسے طریق مسلمین اور روش مومنین کہنا بجا کما فی الدر المختار
وجاز قید العبد تحرزا عن التمرد و الاباق و ہو سنۃ المسلمین فی الافاق وفی بستان
الفقیہ ابی اللیث رح فی مسئلۃ کتابۃ العلم ولاسم توارثوا ذلک فصار ذلک سبیل المسلمین
وسبیل المسلمین حق اور حدیث ابن ماجہ مین ہے اتبعوا السواد الاعظم فانہ من
شذ شذ فی النار امام اعظم رح اکثر مسائل مین عرف و عادت اہل اسلام پر
اعتبار کرتے ہین ہدایہ مین ہے مالم ینص علیہ فہو محمول علی عادات الناس اور
نیز اوسمین ہے لانہ ہو المتعارف فینصرف المطلق الیہ اور بنا ایمان و نذور و وصایا
و اوقاف کی تو اسی پر ہے اور در باب مہر قول محقق حنفیہ کا یہی قرار پایا ہے
کہ بصورت عدم تعجیل و تاجیل قدر متعارف ہی معتبر ہے اور امر تعظیم و توقیر و توہین
و تحقیر مین بہی بالکلیہ عادت قوم و رواج دیار ہی کا اعتبار ہے عرب مین باپ اور
بادشاہ و عالم کو لک و منک و بک و الیک کے ساتھ خطاب کرتے ہین جسکا

ترجمہ تو ہی ان دیار مین کسی معظم کو تو کہنا گناہ اور تمسخر کہ یہی اسطرح خطاب کرنا
بیجا ہے اسیطرح عرب مین تعظیم بالقیام کا رواج عام نہ تہا بخلاف ان بلاد کے
کہ اگر ان ملکو نمین معظمین کے قیام کے ساتہہ تعظیم نہ بجا لاویگا عند الشرع وعند الخلق
ملام ہوگا اور نیز اوسکے ترک مین بلا ضرورت شرعیہ مسلمان کا دل دکہانا اور عوام
کی نظر مین اوس معظم کو حقیر ٹہیرانا یا اوسے اپنی پرخاش و ایذا پر آمادہ کرنا ہے کہ
یہ سب امور شرعا و عقلا بیجا ہین اور نیز موافقت باعث اسرار و الفت ہے کہ مراد
شارع اور شرعا مطلوب ہے اور مخالفت موجب وحشت اور بلا وجہ شرعی اہل اسلام
سے نارواہے ولہذا علماے اعلام اداب و اخلاق مین ہر مجلس سے موافقت
غیر منہی عنہ مین پسند فرماتے ہین اور مخالفت کو بیجا ٹہیراتے ہین امام غزالی رح نے
ادب خاص احیاء العلوم مین اسے نہایت تصریح سے بیان فرمایا ہے اور حدیث
خالقوا الناس باخلاقہم سے استناد کیا ہے اور عین العلم مین تو بطور قاعدہ
کلیہ کے لکہا ہے والاسرار بالمساعدۃ فیما لم ینہ عنہ وصار معتادا فی عصرہم حسن و
انکان بدعۃ اور بتصریح متکلم قنوجی خیریت اہل قرن بدون خیریت خلق و سیرت متصور
نہو کیونکہ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا الخ اور آیت سراپا بشارت کنتم خیر امۃ بہی
اثبات مدعی مین کافی ہر چند یہی مین مذکور المعروف ایضا حجۃ بالنص قال عم ما راہ المسلمون
الخ اور بہت علماے دین اکثر معمولات و مقبولات مسلمین کو بنا بر تعامل جائز و
مستحسن ٹہیراتے ہین اور ملا علی قاری اور محمد بن برہتوشی وغیرہما بعض امور کو
بعد اعتراف اسکے کہ بدعت ہی بدلیل اس اثر ابن مسعود رض کے مستحسن ٹہیراتے ہین
در مختار مین قرأت فاتحہ بعد از نماز بغرض مہمات کو بدعت کہکر اپنے استاد سے بربناے
عادت استحباب اوسکا نقل کیا اور تجنیس وغیرہ بہت کتابون مین ذکر خلفا ر اشدین
و عمین مکرمین کو باآنکہ قرون ثلثہ مین رواج نتہا بوجہ توارث مستحسن کہا اور مجدد
الف ثانی رح نے تو اس امر کی نہایت تاکید فرمائی اسیطرح تلاوت کریمہ ان اللہ
یامر بالعدل والاحسان الخ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح نے بجاے سب اہلبیت

کہ عادت بنی امیہ کے خطبہ مین بہی مقرر کی اور ملا علی قاری رح نے بدلیل اثر مذکور
اوسے سنت مستحبہ کہا بعض فقہا نے تکبیر بعد از عید کے نسبت توارث مسلمین کا
دعوی کر کے لکہا فوجب اتباعہم وعلیہ البلخیون کما فی الدر المختار کافی مین ہے
قولنا اقرب الی عرف دیارنا فیفتی بہ اور امام سخاوی و امام جزری رح نے مسئلہ
مولد مین تعامل سے احتجاج کیا امام صدر کبیر محیط برہانی مین لکہتے ہین لا یکرہ
الاقتداء بالامام فی النوافل مطلقا نحو القدر والرغائب ولیلۃ النصف من شعبان
ونحو ذلک لان ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن خصوصاً اذا استمر فی بلاد الاسلام
والامصار لان العرف اذا استمر نزل منزلۃ الاجماع وکذا العادۃ اذا استمرت واشتہرت
وفی اکثر بلاد الاسلام یصلون الرغائب مع الامام وصلوۃ لیلۃ القدر لیالی
رمضان ولم یشتہر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلے لیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ القدر
والرغائب ومع ذلک صلے المومنون مع الجماعۃ فی اکثر امصار الموحدین فی بلادہم
وما راٰہ المسلمون حسنا الخ وفی تلک الصلوۃ مع الجماعۃ مصالح وفوائد نحو رغبات
المومنین فی تلک الصلوۃ واعطاء الصدقات من الدراہم والاطعمۃ والحلاوی
وغیر ذلک ومنع بعض الفضلاء ذلک لکن افسادہم اکثر من اصلاحہم لان فی المنع
منع الصدقات ومنع رغبۃ الناس عن الحضور فی الجماعات وذلک لیس مرضیا عقلا
وسمعا ومن افتی بذلک فقد اخطاء فی دعواہ الخ ملخصا شرح نقایہ مین ہے لا یکرہ
الاقتداء بالامام فی القدر والرغائب والنصف من شعبان لان ما راٰہ المسلمون
الخ اور عینی شرح کنز مین رد مال کے مسئلہ مین تعامل سے استناد کرتے ہین علامہ
شامی لکہتے ہین ہذا ما صححہ المتاخرون لتعامل المسلمین اور امام عینی شرح ہدایہ مین در
باب عدم ارسال صید محرم لکہتے ہین وبذلک جرت العادۃ الفاشیۃ وہی
من احدی الحجج التی یحکم بہا قال علیہ السلام ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
اشباہ والنظائر مین ہے انما تعتبر العادۃ اذا اطردت او غلبت ہدایہ مین ہے ومن
اطلق الثمن کان علی غالب نقد البلد لانہ المتعارف قال بعض العلماء ایضا العادۃ

الفاشية مثل الاجماع القولی وفی الاشباه العادة محکمة واصلها قوله عم ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن ثم قال واعلم ان اعتبار العادة والعرف یرجع الیه فی الفقه فی مسائل کثیرة حتی جعلوا ذلک اصلا کستان فقیه ابوالليث میں ہے

فلو شارط لتعلیم القران ارجوان لاباس به لان المسلمین توارثوا ذلک بالجملہ عرف وعادت وتعامل مسلمین شرعا معتبر اور ایک دلیل شرعی ہے اور بحالت عدم مزاحم اقوی خواہ مساوی کے وہی استدلال واحتجاج کے لیئے کافی ہے اور اضمحلال اوسکا بمقابلہ نص وغیرہ حجت قوی خواہ عدم استشہاد باوجود مساوی کی مبطل حجیت نہیں جسطرح مسئلہ اجارہ حائک میں مشائخ وغیرہ پر علماء بلخ وخوارزم نے تعامل پر عمل کیا اور علامہ ابو علی النسفی نے اوسپر فتوے دیا اوروں نے بدیں وجہ کہ تعامل بمقابلہ نص متروک ہے اوسے معتبر نہ ٹھیرایا تو مسائل میں کلام محض مغالطہ دہی ہے اور اس جگہ چند مباحث ہیں کہ ذکر انکا ضروری ہے بحث اول عدم نقل معمول بہ قرون ثلثہ سے احتجاج بالتعامل کو مانع نہیں کہ علماء نے صدہا امور میں جو قرون ثلثہ میں رائج نہ تھے اس سے استدلال کیا ہے اور باوجود اس کے کہ بدعت ومحدث ہیں جائز ومستحسن کہا ہے اور یہاں سے امراد کلام قنوجی کہ مسلمون سے اثر ابن مسعود رضہ میں صحابہ مراد ہیں کہ روایت احمد وبزار وطبرانی وطیالسی حاکم

بایں الفاظ وارد کہ ان الله نظر فی قلوب العباد فاختار له اصحابا فجعلهم انصار دینه ووزراء نبیه وما راه المسلمون الخ کہ غایۃ الکلام میں مذکور ساقط ہوگیا اور نیز معمولات ومقبولات مسلمین ہر عصر پر اطلاق ما راه المسلمون کا صحیح باوجود اسکے اوسکی تقیید صدر اول کے ساتھ محض بیجا اور روایت اثر مذکور بایں الفاظ میں مخصوص نہیں اور تحقیق مطلق پر مبنیہ بر خلاف اصول حنفیہ قطع نظر اس سے اس تقدیر پر صحیح تخصیص کا نہ تھا اور نہ مناسب تھی نہ وارد کما لا یخفی بحث دوم تعامل بلاد کثیرہ کا گو جمیع بلاد میں نہ پایا جاوے معتبر ہے کہ فقہاے کرام نے جو مسائل تعامل وعرف وعادت پر مبنی کیے اون امور کا ہزاروں بلاد میں نام ونشان نہیں ہے اور علم باتفاق کل بلاد از محال

جملہ بلاد قریب بمحال تو اگر یہہ امر اعتبار تعامل خواہ قول جماعت کے لیے شرط ہوتا
جیسا متکلم قنوجی نے خیال کیا تو علما بالضرور اس حجت سے دست بردار ہو جاتے
اور سوا ان امور کے کہ صدر اول مین مستمر رہے کسی معاملہ مین اوس سے احتجاج نکرتے
اشباہ و النظائر مین تصریح ہے کہ عادت غالبہ معتبر ہے بلکہ ہر شہر کے لیے اوس کا
عرف غالب اعتبار کیا جاتا ہے کما مر من الہدایۃ فی مسئلۃ النقد مظاہر الحق مین
کہ تصنیف معتمد وہابیہ کی ہے حدیث ابن ماجہ کے تحت مین لکھا ہے یعنی جو اعتقاد
قول و فعل اکثر علما کے ہون اونکی پیروی والے مختصر الاصول مین ہے مسئلہ لو ندر المخالف
مع کثرۃ المجمعین کاجماع غیر ابن عباس رض علی العول و غیر ابی موسی الاشعری رض
علی ان النوم ینقض الوضوء لم یکن اجماعا قطعیا لان الدلالۃ لا تتناولہ والظاہر انہ
حجۃ لبعد ان یکون الراجح متمسک المخالف شرح عضدی مین ہے لکن الظاہر انہ یکون
حجۃ لانہ یدل ظاہرا علی وجود راجح او قاطع کیا تماشا ہے کہ تحقق تعامل کا جمیع بلاد
مین شرط اعتبار ٹھیراتے ہین اور عبارت درمختار سے وجوز بعض مشائخ بلخ بیع الشرب
لتعامل اہل بلخ والقیاس یترک للتعامل و نوقض بانہ تعامل اہل بلدۃ واحدۃ
استناد کرتے ہین دعوی یہہ کہ تعامل جملہ بلاد مین ہو تو معتبر ہے اور دلیل کا حاصل
یہہ کہ تعامل ایک شہر کا معتبر نہین حقیقت اس مسئلہ کی یہہ ہے کہ علما عرف و عادت
بلدۂ واحدہ کے اعتبار مین اختلاف رکہتے ہین بہت مشائخ اوس پر فتوے دیتے ہین
جیسا اجارۂ حائک مین علماے بلخ و خوارزم و علامہ نسفی رح سے منقول ہوا اور
اس مسئلہ مین علماے بلخ نے اسی شہر کے تعامل پر حکم دیا اور فتح القدیر وغیرہ کتب
فقہ مین بہت مسائل قاہرہ وغیرہ کے عرف و عادت پر بنا کیے اور بہت علما اوسے
معتبر نہین ٹھیراتے نقض صاحب درمختار اس مذہب پر مبنی ہے بھلا اس دلیل کو
دعوی سے کیا علاقہ ہے اسقدر بہی نہ دیکہا کہ وہی صاحب درمختار قرأت سورہ
فاتحہ کو بعد نماز کے مہمات کے لیے جہرا بجو الہ اپنے استاد کے مستحب لکھتے ہین
حالانکہ صدہا بلاد و امصار مین اوسکا نام و نشان نہین پایا جاتا بحث سوم

تعامل جسطرح معاملات مین حجت ہے اوسیطرح عبادات مین معتبر ہے کہ لفظ ما اثر
ابن مسعود رض اور سبیل المومنین کریمہ اور اتبعوا السواد الاعظم حدیث مین دونون
طرحکے احکام کو شامل اور علما دونون طرحکے احکام اوسپر بنا کرتے ہین کہ بعض
جنہے ہی ذکر کیے اور کوئی فارق عقلی و سمعی متحقق نہین تو تخصیص اوسکی معاملات
کے ساتھہ محض بیمعنی ہے **بحث چہارم** ثبوت تعامل کے لیئے نقل معتمد کی
کافی ہے اور یہی حال نقل اجماع کا ہے کہ جس مسئلہ مین بعض ثقہ معتمد جنکے بیان و
تحریر پر وثوق ہوجاوے کسی مسئلہ مین تقریر خواہ تحریر سے تعامل اجماع کا دعوی
کرین اگر کوئی امر مزاحم اونکے بیان کا نپایا جاوے تو صرف اونکے لکھدینے سے
تعامل اور اجماع ثابت ہوجاتا ہے اور ایسی تقریر وتحریر پر اعتماد اور نظیر اوسکے تعامل
واجماع سے استناد کیا جاتا ہے امام فخر الدین رازی محصول مین فرماتے ہین الاجماع
المروی بطریق الاحاد حجۃ لانہ یفید الظن فیجب العمل بہ ولان الاجماع نوع من الحجۃ
فیجوز التمسک بمظنونہ کما یجوز بمعلومہ قیاسا علی السنۃ اور اشباہ مین ہے ویجوز الاعتماد
علی کتب الفقہاء الصحیحۃ قال فی فتح القدیر من القضاء وطریق نقل المفتی فی زماننا عن المجتہد
احد امرین اما ان یکون لہ سند فیہ الیہ او یاخذ من کتاب معروف تداولتہ الایدی
نحو کتب محمد بن الحسن ونحوہا من التصانیف المشہورۃ ونقل السیوطی عن ابی
اسحق الاسفرائینی الاجماع علی جواز النقل من الکتب المعتمدۃ ولا یشترط اتصال
السند الی مصنفیہا **قاعدہ ۹** قول جمہور واکثر مثل قول کل حجت شرعی ہے
غالب الامر یہ کہ وہ قطعی نہ ظنی ہے کریمہ ومن یتبع غیر سبیل المومنین اور حدیث
ابن ماجہ اور اثر ابن مسعود اس قاعدہ کے اثبات مین بہی کافی کہ جسطرح رسم و
رواج اکثر کو سبیل و سنت مسلمین کہتے ہین اسیطرح قول جمہور واکثر پر اطلاق اوسکا
صحیح ہے اور یہی حال اثر ابن مسعود رض کا ہے کہ اوسنے ماراہ المسلمون کہنا
صحیح اور بجا ہے اور حدیث لو اتباع اکثر مین قول مین ہو یا فعل مین صریح ہے
کہ سواد اعظم سے جماعت کثیرہ مراد ہے اور اوسکی شرح مین مفردات سے نقل

کرتے ہین مرا السواد تعبیر یہ عن الجماعۃ الکثیرۃ اور حدیث امام احمد بلفظ علیکم بالجماعۃ
والعامۃ وارد اور عامہ اکثر بمعنی اکثر مستعمل شیخ محقق دہلوی اس حدیث کی شرح
مین لکھتے ہین اشارت ست بآنکہ معتبر اتباع اکثر و جمہور ست چہ اتفاق کل در ہمہ
احکام واقع بلکہ ممکن نیست اور استدلال علما دلائل مذکورہ سے حجیت اجماع پر
منافی مدعا نہین کہ جب قول و فعل اکثر حجت ہے تو اجماع بالاولی حجت ہوگا ہان
یہہ دعوی بعض معاصرین کا کہ استدلال السبے اوسیمین منحصر ہے محض غلط مبنی تنبادر
کو کالمعدم ٹہیرانا انہین حضرات کا خاصہ ہے بلکہ حدیث شریف مین تو جملہ من شذ
شذ فی النار موجود اور جب خلاف کرنیوالا پایا گیا اجماع حقیقی نرہا اور شذوذ بعد
انعقاد اجماع کے مراد لینا بلا ضرورت و قرینہ خواہ مخواہ حذف کا قائل ہوتا ہے
تو اس حدیث سے حجیت اجماع پر استدلال صرف بطریقہ دلالت النص ہوسکتا ہے،
دوسری روایت ابن ماجہ مین صاف تصریح ہے کہ جب امت مین اختلاف
دیکھو تو سواد اعظم کی پیروی واجب ہے ان امتی لن تجتمع علی الضلالۃ فاذا
رأیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم بعض حضرات نے اس روایت مین فاتصریح
کی دیکہکر یہہ ٹہیرا دیا کہ سواد اعظم بمعنی اجماع ہے ہم تسلیم کرتے ہین کہ اس جگہ
مدلول سواد اعظم کا اجماع امت سے متحد ہے لیکن اجماع حقیقی اختلاف
کے ساتھ جمع نہین ہوسکتا تو جماعت کثیرہ کو کہ حکم اجماع مین ہے اجماع امت سے
تعبیر فرمایا گیا ہے اور اوس سے ضلالت کو منتفی کیا ہے اور استعمال اجماع کا
جماعت کثیرہ مین بہی آتا ہے اور جو امر اکثر کی طرف منسوب ہو اوسے کل کیطرف
نسبت کیا جاتا ہے خود متکلم قنوجی نے غایۃ الکلام کے مقدمہ مین لکہا ہے
وانچہ در اکثر اصحاب و قرن باسکوت باقین مروج بود بمنزلہ سیرت و خلق جمیع
اصحاب و ہمہ قرن باشد اور سابق مذکور ہوا کہ علماے دین اور اکابر
محققین نے حجیت قول جمہور پر اثر ابن مسعود رض سے استدلال کیا ہے اور بہت
معمولات و مرسومات اہل اسلام کو کہ قرون ثلثہ مین رائج تہی کسی مجتہد نے

تصریح فرمائی نہ اونکا رواج عام جمیع بلاد اسلام مین متحقق ہوا صرف اسی اثر کی بنا پر
مستحسن فرمایا ہے اور کبہی اتفاق واجماع کا دعوی کیا اور اونہین مجمع علیہا ٹہیرایا
ہے بلکہ عمائد متکلمین وہابیہ تصریح کرتے ہین کہ علم باتفاق کل غیر عصر صحابہ مین
متصور نہین تو جسجگہ ماورا ے عصر صحابہ کے اجماع واتفاق سے استناد ہو تو وہان
خواہ مخواہ قول جمہور ہی سے استشہاد سمجہا جاتا ہے اور متکلم قنوجی نے تعلیم وتعلم
صرف ونحو وغیرہ کو مجمع علیہا لکہا ہے اور یہہ امور عصر صحابہ مین نہ تہے نہ علم باتفاق
کل دوسرے عصر کا متصور تو تعامل خواہ قول اکثر سے استناد اور اوسکو اجماع و
اتفاق سے تعبیر کیا کیا بلا ہے کہ یہہ حضرات جس دلیل سے خود استناد کرتے ہین
دوسرون کے استدلال کے وقت اوسکو بے اعتبار ٹہیرا دیتے ہین اس سے زیادہ
تصریح لیجئے تفہیم المسائل مین خاص اس قاعدہ کو صرف اس غرض کے لئے کہ
لفظ بسیاری از فقہا سے کہ کلام شیخ محقق دہلوی مین وارد استدلال منظور ہے
بکمال شد ومد ثابت کیا اور جب خصم نے استحسان مولد مین اوس سے استناد کیا تو
غایۃ الکلام مین اوسکے ابطال پر اصرار ہے اور تفہیم مین جن دلائل کو مثبت اوسکا
ٹہیرایا یہان اونسے صاف انکار ہے رئیس المتکلمین فرقہ نے اس سے بہی پیشقدمی
کی اور مقلید شیعہ اس قاعدہ کے ابطال مین کریمہ الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات
وقلیل ماہم وغیرہا آیات سے استناد کیا اس خرافات کے رد مین تحفہ اثنا عشریہ
کافی ہے دوسرے بلند پروازی انہین بزرگوار کے دیکہئے کہ سواد اعظم سے
حدیث مین مطلق جماعت کہ دوسری جماعت سے اکثر ہو مراد ہے تو کفار بہ نسبت
اہل اسلام کے اکثر ہین اور جو خاص اس امت مین کلام ہے تو اس کے فرقہ
بہتر ہین اونمین ایک ناجی ہے اور ایک کی قلت بہتر سے بدیہی ہے اور جو
سواد اعظم اس فرقہ ناجیہ کا مقصود تو عظمت بمعنی فضیلت کے ہے یا بہدد کے
لیے آخرہ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ احتمال اول حدیث مین پیدا کرنا نری
نادانی اور ہٹ دہرمی ہے اور احتمال ثانی بہی اوسکے قریب مسلم الثبوت اور

اوسکی شرح مین ہے لکثرۃ الفرق لا یستلزم کثرۃ الاشخاص بل یجوز ان یکون اشخاص
الفرقۃ الواحدۃ اکثر من اشخاص سائر الفرق فوحدۃ الفرقۃ الناجیۃ لا توجب
کون الحق مع الاقل اور شق ثالث مین احتمال اول صحیح نہین جسجالت مین امر
متبوعیت مین جماعت کا اعتبار کیا گیا تو اتصاف جماعت کثرت عددی سے مناسب
یا حیثیات سے اور معامله شذوذ کا اور اوسپر وعید احتمال ثانی کی تعیین کے لیئے
عمدہ قرینہ ہے کہ اوسکے ساتھ ارادہ معنی آخر کا قریب تحریف معنوی ہی کما لا یخفی
باقی رہا کلام متعلق احتمال ثانی کی سو نفس مسئلہ مولد سے متعلق ہے کہ جواب وسکا
رسالہ اثبات مولد سے حاصل ہوسکتا ہے اصل قاعدہ بالنحن فیہ سے تعلق نہین
رکہتا اسیطرح احتمال دوسرے معنی کا سواد اعظم مین بحوالہ کسی شخص منفرد کے قطع
نظر اس سے کہ بمقصود قائل کیا ہے اور اوس نے کس محل پر اور کس غرض سے کہا
ہے برخلاف معنی حقیقی ہتبادر اور بلا قرینہ وضرورت داعیہ ہرگز قابل لحاظ نہین
اور نیز اگر اجتہاد مجتہد کا کہ مخالف دیگر مجتہدین واقع ہو بحیل کہ مجتہد کو بموجب قول
محقق اتباع اپنے اجتہاد کا واجب ہے اتباع غیر جائز نہین تو کثرت مخالفین اوسکی
اور اوسکے مقلدین کے حق مین مضر نہین بالجملہ اتباع جمہور و اکثر علماے اہل سنت
آیت وحدیث واثر مذکور اور اقوال علماے امت سے کہ اوسپر اعتبار اور اکثر
جزئیات مین استناد و استشہاد کرتے ہین بخوبی ثابت اور عقل بہی اوسکی قوت کا
حاکم ہے اور قول شاذ مخالف جمہور مردود وغیر معتبر ہے کہ بنظر اوسکے مسائل مجمع علیہ
اور متفق علیہ کے حکم مین رہتا ہے مختلف فیہ بہی نہین کہتے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

قاعدہ ۱۰۵ استدلال بدلالۃ النص وبعلت منصوصہ واجب ہے حکم کلی اوسکی
جزئیات مین اور تصریح مسمات وتفصیل مجملات مجتہد واستخراج جزئیات بدلالت مساوات
واستنباط اصول مجتہد سے جن احکام مین مجتہد سے نص نہین اور وقائع وحوادث
مین کہ اوسوقت تک نہ تہی اور فہم احکام ظاہر ونص ومحکم ومفسر سے اور استخراج
نتیجہ مقدمات منصوصہ سے برعایت شرائط قیاس اقترانی واستثنائی مخصوص مجتہد

نے ہیں علامہ طحطاوی درباب تسمیہ سیدر کتب اس اعتراض کے جواب میں کہ استنباط
حکم شرعی ادلہ سے صرف منصب مجتہد کا ہے لکھتے ہیں واما فہم الاحکام من نحو الظاہر
والنص والمفسر فلیس مختصا بہ بل یقدر علیہ العلماء الاعلام منہ شامی میں ہے الالحاق
بھا ورد فیہ النص فی العلۃ التی فیہا اخذ من النص اوسی میں ہے ولا یکون ذلک
من القیاس بل ہو تصریح لما تضمنہ کلام المجتہد اودل علیہ دلالۃ المساواۃ اوریہ
بھی اوسی میں لکھا ہے وحیث کان مناط الفساد عندہما کون اللفظ افید بہ معنی لیس
من اعمال الصلوۃ کان ذلک قاعدۃ کلیۃ یندرج تحتہا افراد جزئیۃ منہا مسئلتنا ہذہ
اذ لا شک انہ اذا لم یقصد الذکر بل بالغ فی الصیاح لاجل تحریر النغم والاعجاب بذلک
یکون قد افاد بہ معنی لیس من اعمال الصلوۃ ولا یکون ذلک من القیاس امام شعرانی
میزان میں لکھتے ہیں فکما ان الشارع بین لنا بسنتہ ما اجمل من القرآن فکذلک الائمۃ
المجتہدون بینوا لنا ما اجمل من احادیث الشریعۃ ولولا بیانہم لنا ذلک لبقیت الشریعۃ
علی اجمالہا وہکذا القول فی اہل کل دور بالنسبۃ الی الدور الذی قبلہم الی یوم القیمۃ
ابن کمال باشا رسالہ طبقات مجتہدین میں لکھتے ہیں الثالثۃ طبقۃ المجتہدین فی
المسائل التی لا روایۃ لہم فیہا عن صاحب المذہب کالخصاف وابی جعفر الطحاوی
وابی الحسن الکرخی وشمس الائمۃ الحلوانی وشمس الائمۃ السرخسی وفخر الاسلام البزدوی
وفخر الدین قاضی خان وامثالہم فانہم لا یقدرون علی المخالفۃ لہ لا فی الاصول
ولا فی الفروع فانہم یستنبطون الاحکام فی المسائل التی لا نص فیہا علیہا عنہ علی
حسب اصول قررہا ومقتضی قواعد بسطہا والرابعۃ طبقۃ اصحاب التخریج من المقلدین
کالرازی واضرابہ فانہم لا یقدرون علی الاجتہاد لکنہم لاحاطتہم بالاصول وضبطہم
للماخذ یقدرون علی تفصیل قول مجمل ذی وجہین وحکم مبہم محتمل للامرین منقول
عن صاحب المذہب او عن واحد من اصحابہ المجتہدین برأیہم ونظرہم فی الاصول
والمقایسۃ علی امثالہ ونظائرہ من الفروع وما وقع فی بعض المواضع من الہدایۃ
قولہ کذا فی تخریج الکرخی وتخریج الرازی من ہذا القبیل مسلم الثبوت میں ہے

وایضا شاع وذاع احتجاجہم سلفا وخلفا بالعمومات من غیر نکیر اور علمای متاخرین
باوجود اقرار تقلید صدہا مسائل میں بالخصوص جنمیں مجتہد سے تصریح نہیں احکام
بیان کرتے ہیں رد المحتار میں بذیل قول شارح رح وقول ابن حجر بدعۃ ای سیئۃ
وکل طاعون وباء ولا عکس لکہا ہذا بیان لدخول الطاعون فی عموم الامراض المنصوص
علیہ عندنا وان لم ینصوا علی الطاعون بخصوصہ صاحب ہدایہ وغیرہ فقہا ہر مسئلہ کو
دلیل عقلی ونقلی سے ثابت کرتے ہیں آج تک کسی نے نہ کہا کہ یہ دلیل مجتہد سے
ثابت نہیں اور مصنف مرتبہ اجتہاد نہیں رکھتا تو اوسکا استخراج و استنباط معتبر نہیں
یہانتک کہ شاہ عبد العزیز وشاہ ولی اللہ رح کی تصانیف میں ہزار جگہ عموم و
اطلاق وغیرہا مذکورات سے استخراج احکام موجود ہے مولوی خرم علی ترجمہ
قول جمیل میں شاہ عبد العزیز صاحب رح سے وقت دعا آستین گلے میں ڈالنیکا باب
میں کہ بعض مشائخ سے منقول نقل کرتے ہیں مولانا نے فرمایا کہ بعض نا واقفوں
نے اعتراض کیا ہے کہ آستین گلے میں ڈالنا کیونکر جائز ہوگا حالانکہ ادعیہ ماثورہ
میں یہہ ثابت نہیں ہم جواب دیتے ہیں کہ قلب ردا یعنی چادر کا اولٹنا پلٹنا نماز
استسقا میں رسول علیہ السلام سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جاوے
تو اسیطرح آستین گلے میں ڈالنا امر مخفی کے اظہار کیواسطے یعنی تضرع کے یا
واسطے گردش حال کے حصول مقصود سے کیونکر جائز نہوگا دیکھو آستین گلے میں
ڈالنے کو قلب ردا پر قیاس کیا باینہمہ جو لوگ استدلالات حافظ امام ابن حجر عسقلانی
اور امام جلال الدین سیوطی وغیرہما اکابر دین کو بوجہ عدم اجتہاد محض بیکار
سمجھتے ہیں بلکہ عموماً فقہاے غیر مجتہدین کے احکام اسیوجہ سے بیکار ٹہیراتے
ہیں اور اونکے رئیس المتکلمین کلمۃ الحق میں مجالس الابرار سے نقل کرتے ہیں
ومن لیس من اہل الاجتہاد من العباد والزہاد فہو فی حکم العوام لا یقید بکلامہ
انتہی اول صاحب مجالس الابرار ایک شخص مجہول غیر معتمد کے کہدینے سے
بزرگان دین کا کلام غیر معتد بہ اور بے اعتبار نہیں ہوسکتا دوم اوسکے کلام کا

استثنا بھی ملاحظہ نہ فرمایا کہ اسکے آگے لکھتا ہے الا ان یکون ہوا فقا للاصول والکتاب المعتبر سوم لفظ عبادوزہاد کو بھی خیال نکیا کہ وہ درویشان عصر کے خیالات کو کہ موافق اصول اور کتب شریعت کے نہین معتبر کہتا ہے علماے شریعت و ائمہ اہل سنت کے مسائل جو کتاب و سنت و اصول و قواعد دینیہ سے مستخرج اونکی بے اعتباری سے کیا علاقہ ہے چہارم یہ رسالہ اس مجہول الحال کی صرف ائمہ و علما سے محققین ہی کے کلام کو بے اعتبار کرتی ہے یا مولوی اسحق و میان اسمعیل کے مستخرجات و مستنبطات کو بھی شامل ہے بنا ہی استدلال تقویۃ الایمان صرف عموم و اطلاق پر ہے کسی مسئلہ مین کسی مجتہد کا حوالہ نہین یا اور بارتہ مسائل اور اربعین مین مولوی اسحق نے سیون جگہ آیات و احادیث و اصول و قواعد شرع سے استدلال کیا بلکہ خود رئیس المتکلمین اور اونکے ہمعصر ہالی اپنی تصانیف مین جابجا استنباط کرتے ہین اور اونکے واعظین قران مجید یا کسی کتاب کا اردو ترجمہ بغل مین دابے ہر جگہ وعظ کہتے پھرتے ہین اور صدہا مسائل اپنے اوہام باطلہ سے اختراع کرکے حوالہ آیت حدیث کا دیتے ہین اور بر ملا کہتے ہین ہمین اماموں اور عالموں سے کیا کام ہم قران حدیث سے سند لاتے ہین اور اوسے سند جانتے ہین کیا تماشا ہے کہ امام ابن حجر عسقلانی و امام سیوطی وغیرہما اکابر دین و ملت تو اس کام اور منصب کی لیاقت نہ رکھین اور یہ لوگ قران و حدیث سے استنباط احکام کرسکین ائمہ دین کے کلام پر تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ استنباط احکام منصب خاص مجتہد مطلق کا ہے اور اپنے واسطے دائرہ اجتہاد کو اسقدر وسعت دیجاتی ہے کہ انکا ہر عامی جاہل قران و حدیث کا مطلب دیکھکر سمجھ لیتا ہے اور اوس سے احکام نکال سکتا ہے تمام ہمت انکی معلم ثانی اسمعیل دہلوی کی تنویر العینین و شروع تقویۃ الایمان مین اسی طرف مصروف ہے کہ ہر شخص قران و حدیث سے مسائل دریافت کرسکتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام جاہلون اور اسیونکی ہدایت کے لیے آئے تھے اور قران انہی لوگون کیلیے

نازل ہوا ہے یہانتک کہ جو شخص امام کا قول مخالف آیت حدیث کے پاکر چھوڑ دے
تو اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ کا مصداق ہوجاتا ہے اور اوسمین
شائبہ شرک کا ہے یہان وہ مثل پوری پوری صادق آتی ہے کہ مین کہون
جو ہے سو ہے تو نہ کہو جو ہے سو ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
قاعدہ ۔ ۱۱ تعامل حرمین شریفین یعنی جس بات پر وہان کے خواص عوام
یا علما وائمہ واعیان باتفاق عمل کرتے اور عادت رکھتے ہون حجت ہے فقہا کے
متقدمین اور علماے متاخرین مسائل شرعیہ مین اوس سے احتجاج کرتے ہین اور
مخالفت اوسکی مکروہ سمجھتے ہین امام شافعی امام ابو یوسف رح نے مسئلہ اذان فجر مین
اوس سے احتجاج کیا ہدایہ مین لکھا ولا یوذن لصلوۃ قبل دخولها ویعاد فی الوقت
لان الاذان للاعلام وقبل الوقت تجهیل قال ابو یوسف رح وهو قول الشافعی
رح یجوز للفجر فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث الحرمین والحجة علی الکل قوله علیه السلام
لا تؤذن حتی یستبین لک الفجر ہکذا ومد یدہ عرضا عینی شرح کنز مین ہے الاستراحة علی
خمس تسبیحات مکروہ عند الجمهور لانه خلاف فعل الحرمین ہدایہ مین ہے وکذا بین الخامسة
والوتر لعادة اهل الحرمین واستحسن البعض الاستراحة علی خمس تسبیحات ولیس بصحیح
فی الکافی وکذا فی الخامسة والوتر لتعارف اهل الحرمین والاستراحة علی خمس
تسبیحات مکروه عند الجمهور لانه خلاف اهل الحرمین فی الخانية فان استراح علی
راس خمس تسبیحات ولم یسترح بین کل ترویحتین اختلفوا فیه قال بعضهم لا باس به و
قال بعضهم لا یستحب ذلک لانه مخالف عمل اهل الحرمین عنایہ مین ہے ولا یستحب
ذلک لانه خلاف الحرمین حاصل یہ کہ علمانے بعد ہر ترویحہ استراحت اور اسیطرح
وتر اور ترویحہ خامسہ مین باتباع حرمین جائز فرمائی اور جمہور نے دس رکعت کے
بعد استراحت مکروہ ٹھیرائی کہ خلاف عمل حرمین ہے دیکھو جمہور نے خلاف عمل
حرمین کا مکروہ سمجھا فتاوی مجمع البرکات اور ترجمہ مشکوۃ محقق دہلوی مین ہے
زیارت قبور روز جمعہ خصوصا دوپہر سے پہلے افضل اور وہی متعارف اہل حرمین ہے

کہ نماز سے پہلے بقیع اور معلے کی زیارت کرتے ہین تحفہ بررہ مین ہے وما وقع فی
بعض الروایات المنع من زیارۃ القبور فی یوم الجمعۃ قبل الصلوۃ لا اصل لہا لانہا مخالف
لعادۃ اہل الحرمین یہان مخالفت حرمین کو باعث بی اعتباری روایت قرار دیا عینی شرح
کنز مین شمس الائمہ سرخسی سے نقل کرتے ہین مشائخ بلخ اختاروا قول اہل المدینۃ فے
جواز استیجار المعلم علی تعلیم القران فنحن ایضا نقول بالجواز وکذا فی فتاوی قاضیخان ہدایہ
مین ہے وبعض مشائخنا استحسنوا الاستیجار علی تعلیم القران الیوم لانہ ظہر التوانی فی الامور الدینیۃ
ففی الامتناع تضییع حفظ القران وعلیہ الفتوی وفی النہایۃ وہم ائمۃ بلخ فانہم اختاروا قول
اہل المدینۃ اور یہ عذر کہ اس مسئلہ مین بوجہ قوت دلیل کے قول اہلمدینہ کا اختیار کیا گیا
ہے محض ہیچ اور لنگ ہے کما لا یخفی اور وہ جو مسئلہ اذان فجر مین کہا گیا ہے کہ یہ
حکم امام ابو یوسف و امام شافعی رح کا صحیح نہین بلکہ امام اعظم رح اذان قبل وقت کے
جائز نہین رکھتے اور توارث حرمین پر عمل نہین کرتے سراسر مغالطہ ہے یہ کسنے کہا کہ
توارث حرمین شریفین ایسی حجت قطعی ہے کہ بمقابلہ اوسکے کوئی دلیل قابل قبول نہین
امام اعظم رح اگر بمقابلہ حدیث تعامل حرمین پر عمل ترک فرماتے ہین تو اوسکی حجیت باطل
نہین ہوتی کہ ہر دلیل یہانتک کہ حدیث صحیح احاد بمقابلہ حجت قوی متروک ہو جاتی
ہے اور نہ عدم صحت مسئلہ مبطل اوسکی حجیت کا ہے دیکھو قول ابن عباس رض مسئلہ
متعہ مین اور قول ابو ذر رض مسئلہ جمع مال مین وعلی ہذا القیاس بہت اقوال و افعال
بعض صحابہ کرام بعض مسائل مین مسلم نہین باینہمہ قول صحابی باتفاق حنفیہ حجت ہے بلکہ
انہین صحابہ سے دوسرے اقوال مین بلا تکلف احتجاج ہوتا ہے اسیطرح بعض مسائل
اہلمدینہ اور اہل مکہ خواہ بعض امور مین اونکے رواج پر دوسری وجہ کو ترجیح دینا مقصود
مین اصلا حرج نہین کرتا کلام اسمین ہے کہ امام ابو یوسف اور امام شافعی اوس سے
احتجاج فرماتے ہین اور امام مالک تو صرف اجماع اہل مدینہ کو حجت ٹہیراتے ہین اور ائمہ
و علمائے حنفیہ اوس سے استناد کرتے ہین احادیث صحیحہ سے ثابت کہ مدینہ شریفہ
برے لوگون کو اپنے مین نہین بسنے دیتا اور خبث اور معصیت اور پلیدی کو دفع

کردیتا ہے شیخ محقق دہلوی رح جذب القلوب میں حدیث بخاری انہا طیبۃ تنفی الذنوب
کما تنفی الکیر خبث الفضۃ اور حدیث المدینۃ تنفی خبث الرجال کما تنفی الکیر خبث الحدید
نقل کرکے فرماتے ہیں مراد نفی وابعاد اہل شر و فساد است از ساحت عزت این بلدہ
طیبہ و بقول اکثر علماء این خاصیت مذکورہ در جمیع ازمان و دہور پیدا است اور ترجمہ
مشکوۃ میں بذیل حدیث بخاری و مسلم نقل کرتے ہیں جب امیر المومنین عمر بن عبد العزیز
رح کہ مدت سے ہشام بن عبد الملک کی طرف سے حاکم مدینہ تھے اوس زمین جنت
آئین سے رخصت ہوئے فرمایا ڈرتا ہوں کہیں میں اون لوگوں سے ہوں جنہیں
مدینہ نکالدیتا ہے بعد نقل اس حکایت کے لکھتے ہیں ہمچنین میسر سد ہر کہ ازان مکان
شریف بر آمدہ است یا رب مگر بضرورت تحکم شرعی و رعایت حق شرعی بر آمدہ باشد
کہ ضرورت است و گرنہ خدائی پیدا اند + گر ترک صحبت جانان نہ اختیار من است
دوری ز حضرت تو نہ جستم ز اختیار + خود ذرہ راز مہر جدائی چہ در خور است + و فی التحقیق
شرح الحسامی و اذا انتفی عنہم الخبث و جب ثبات حجتہم ضرورۃ اور حدیث ان الایمان لیارز
الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرہا سے بھی اس مطلب پر استدلال کیا گیا ہے
علامہ قرطبی رح فرماتے ہیں وفیہ تنبیہ علی صحۃ مذہبہم وسلامتہم من البدع وان عملہم حجۃ
سے زمانہ نا ہذا اور علامہ داودی وغیرہ نے جو اسمیں کلام کیا مراد اونکی نفی قطعیت
ہے نہ مطلق حجیت کی نفی ورنہ ظاہر احادیث طہارت اہل مدینہ پر بلا ریب دلالت
کرتے ہیں مولانا حاجی رفیع الدین خان صاحب مراد آبادی رسالہ میں کہ مکاتیب
شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ اوسمیں جمع کیے ہیں شاہ صاحب سے نقل کرتے
ہیں درینجا تحقیق است نفیس و آن انیست کہ علم محیط نبوی این تفرق و تشعب را
معلوم فرمودہ برائے دفع این عذر قاعدہ نشان دادہ کہ ہر مسلمان آن قاعدہ
را بادنی توجہ عقل بدون شنیدن حدیث در می یابد و آن انیست کہ در مخرج دین
و منشاء آن نظر نمایند ہر مذہبی کہ درانجا رائج باشد آنرا اقرب الی الحق دانست
بلکہ فرض ساختن حج خانہ کعبہ معظمہ زادہ اللہ تعالی شرفا یکی از اسباب انتظام سنت

تا مسلمانان دور دست از طریق حق وجادہ مستقیم غافل نمانند در احادیث شریفہ فضائل حرمین شریفین نظر امعان باید فرمود کہ این معنی کالشمس ظاہر شود الخ دیکھو شاہ صاحب کس شد ومد کے ساتھ عمل واعتقاد اہل حرمین کو معیار حق کا ٹھیراتے ہین اور اس مضمون کا احادیث صحیحہ فضائل حرمین مکرمین سے سورج کی طرح ظاہر ہونا بیان فرماتے ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب رح بہی شرح موطا مین جا بجا عمل حرمین سے استدلال کرتے ہین اور وہان کے عمل کو احق بالاتباع کہتے ہین اور اول دلیل اس مدعا پر وہ حدیث ہے جسے حافظ محمد بن طاہر مقدسی نے زید بن ثابت رض سے روایت کیا اذا رایت اہل المدینۃ اجتمعوا علی شیء فاعلم انہ سنۃ اور تخصیص صحابہ کرام کی باوجود اسکے کہ لفظ اہل مدینہ عام ہے نری زبردستی ہے اگر ایسی تاویلات جائز ہون تو دائرہ احتجاج نہایت تنگ ہو جاوے بلکہ جو صاحب اس تخصیص کے قائل ہوے اونکے اصول پر تو اہل حرمین شریفین کا عمل واعتقاد مطابق سنت اور حدیث ان الایمان لیارز الی المدینہ کے اسپر قطعی دلالت ہونا لازم ہے حضرات بدعت ومعصیت کو اصل ایمان مین خلل انداز سمجھتے ہین اور بدلالت حدیث مذکور مدینہ سکینہ ایمان کا مقر اور اوسکا گہر ہے تو جو چیز ایمان مین خلل انداز ہے اوسکا رواج وہان غیر ممکن اور جب کفر وبدعت سے وہ سرزمین محفوظ ہے تو اہل مدینہ کے اعمال وعقائد بالضرور ایمان اور سنت کے مطابق ہوے ہین گے باوصف اسکے ان بزرگوارون کو اہل مدینہ کے اعمال وعقائد مین کلام کرنا اور کسی کے کہنے خواہ لکہدینے سے اوس زمین جنت آئین مین مذہب باطل یا بدعت ضلالت کا رواج تسلیم کر لینا کسقدر بیجا ہے اور نیز جس صورت مین آپ صاحبون کے نزدیک رسم ورواج عصر تابعین باوجود اسکے کہ قتل امام حسین واہلبیت کرام کربلا مین اور اکثر صحابہ عظام کا واقعہ حرہ مین اور حدوث مذہب شیعہ وخوارج وظہور فسق وفجور ونہب وغارت مسلمین وہتک حرمت بیت الحرام وحرم محترم رسول علیہ السلام وغیرہا اشد شنائع زمانہ تابعین مین واقع ہوے داخل سنت اور شرعی حجت ہے

تو ارتکاب بدعت بعض اہل حرمین کا بعض اوقات مین اگر ثابت بھی ہو تو مبطل حجیت
نہین ہو سکتا اور زیدیہ ہو جانا شرفا کا بھی ایک زمانہ مین بفرض صحت اور تغلب وہابیہ
نجدیہ کا مکہ معظمہ پر ابطال مدعا مین دخل نہین رکھتا اور بشیر الدین قنوجی کے معارضات
سے ہے کہ زیدیہ ہونا شرفای حرمین کا نقل کرتے ہین مولوی رفیع الدین خان
مرادآبادی نے تصریح کی ہے کہ زیدیہ بنسب ہین نہ زیدیہ مبدعت اور تحقیق یہ ہے
کہ ہم اہل حرمین شریفین کو انبیا کیطرح معصوم اور اونکے تعامل اور اتفاق کو ارشاد
خدا اور رسول کی طرح حجت قطعی بلکہ اجماع امت کے برابر بھی نہین جانتے اور نہ اونکے
ہر واحد کو فہم شرعیات مین مستقل اور مجتہد مطلق کے مماثل سمجھتے ہین بلکہ اُسے
مجتہدین نے وہان کے تعامل کو معتبر رکھا اور ہمارے علماے مذہب نے اوس سے
مسائل استخراج کیے اور ظاہر نصوص بھی اس مطلب کی تائید کرتے ہین اس لیے
اوسے حجت شرعی اور عدم معارضہ دلیل آخر کے وقت اوسی پر عمل اور اعتبار
اور اوسکی مخالفت بلا حجت قوی مکروہ جانتے ہین خدایا جن شہرونمین پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم پیدا و مبعوث ہوے اور جسجگہ ایمان و اسلام نشو ونما پاے قران نازل
ہوا جبرئیل علیہ السلام اور ملائکہ کرام رات دن آتے رہے مقر اسلام اور ایمان کا
گہر ہے ایمان اور ہدایا کو فرشتون نے تمام سرزمین سے اوسے اپنی سکونت کے
لیے پسند کیا اور وہ ایمان وہان رہیگا اور کفر و شرک کو دخل نہوگا اور جن
لوگون کی حضور علیہ السلام شفاعت کرینگے اور اونہین اپنا ہمسایہ فرمایا
اور امت کو اونکی پاسداری اور حفظ مراتب کا حکم دیا اور جوجگہ آپ کی دار ہجرت
اور مضجع و مبعث ہے اور جنکی نسبت ارشاد ہوا کہ جو اونکی حرمت و پاسداری
نکریگا وہ دوزخیونکا ہیپ ہو رہیگا اور جو اونکے ساتھہ برائی کا قصد کریگا جسطرح
نمک پانی مین گل جاتا ہے گل جاویگا اور جس شہر کی نسبت فرمایا کہ وہ خبث کو
اپنے مین نہین رکھتا ہے اسطرح دور کرتا ہے جسطرح لوہار کی بھٹی لوہے کا میل
دور کرتی ہے ایسے شہرون اور لوگون سے کسطرح عقیدت نہ رکھین اور اونکے

عقاید و اعمال کو کہ باتفاق وہان کے اکابر اور اجلہ علما کے رائج اور معمول ہ
ہین بلا دلیل شرع کسطرح گناہ و معصیت و بدعت و ضلالت سمجھین اور پاسداری
و حرمت اونکی جنکا شارع نے حکم دیا بلا وجہ ترک کرکے خواہ مخواہ اونکی کسر شان
اور غیبت اور عیب جوئی مین مصروف ہو جاوین اور جو عنایت و مہربانی خداے
کریم کی اونپر ہے کہ تمام عالم سے اونھین اپنے گھر اور رسول پاک کی جوار و ہمسائگی
سے ممتاز کیا اور ہزارون برکات اور خصائص سے مشرف فرمایا یکقلم دل سے محو
کردین جسطرح فرقہ وہابیہ نے ان بزرگ شہرون اور وہان کے باشندون کی عظمت
اور حضور والا کی اونکے حق مین وصیت دل سے بھلا دی حمایت اور محبت تو ایک طرف
اونسے سخت عداوت اور طرح طرح سے افترا و بہتان و بدگوئی و غیبت اختیار کی ہے
اونکے امیر المومنین امام المجاہدین محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اوسکے سالار لشکر
مسعود کو جو حکومت و ثروت حاصل ہوئی تو پہلے حرمین شریفین پر غزا اور جہاد کی ٹھہری
جو باتین لشکر یزید و حجاج سے باقی رہین اہل حرم نے اس لشکر کے ہاتھ سے دیکھین
وہابیہ ہند نے یہہ قدرت نپائی مگر پانچ ہندیونکی حمایت مین جو بعلت بدمذہبی وہانسے
نکالے گئے کیا کچھ نلکھا اور کونسی بے ادبی اوٹھا رکھی اون بدمذہبون کو العیاذ باللہ
جناب سید ابرار اور حرمین کے لوگون کو معاذ اللہ کفار سے تشبیہ دیتے ہین کہ جسطرح
کافرون نے مکہ معظمہ سے حضور کو نکالا تھا اسیطرح وہ لوگ نکالے گئے اور فوجی ترکونکی
داڑھی منڈانا اور ہندیون کی معاصی و حرکات ناشائستہ کہ وہان جاکر کرتے ہین
اور جاہلون اور اجلاف کے افعال کا الزام اعیان و اکابر و علماے بلدتین کر مشتہرین
کے سر دھرتے ہین اسکے ساتھہ بعض حضرات کا یہہ دھوکا بھی چلا جاتا ہے کہ ہم اہل حرمین
کے معتقد اور اونکے تابع ہین اونکا بھی یہی مسلک و طریق ہے جن امور کو وہ برا
جانتے ہین اونھین کو ہم مانع ہین تا اس حیلہ سے اپنی وہابیت و نجدیت کو چھپائین
اور عوام کی نگاہ مین سنی صحیح العقیدہ قرار پائین اور جب کوئی مسئلہ مانند مولد و قیام
کے جس کا رواج اون بلاد مین ہر خاص و عام کا معلوم ہے پیش ہوتا ہے تو

کہتے ہین دلیل قران وحدیث سے چاہیئے کسی شہر کے رواج کو اثبات مسائل ہین
دخل کیا ہے ہم تو قران وحدیث کو حق جانتے ہین مکہ ومدینہ کیا اگر تمام عالم کے
علما اوسکے خلاف پر عمل کرین کب مانتے ہین یہہ نہین جانتے کہ اعمال مذکورہ مدت
دراز سے اون بلاد مکرمہ مین باتفاق علما وفضلا قرنا فقرنا مستمر ہے ہین اور رواج
ایسے امور کا جو مخالف قران وحدیث کے ہون پہر اونکا سالہا وہان کے علما وفضلا
مین باقی رہنا بلاشک مستبعد ہی اور جب اون افعال کی ممانعت خواہ کراہت قران
وحدیث اور کسی دلیل شریعت سے ثابت نہین تو مجرد رواج حرمین شریفین اون کے
ثبوت کے لیئے کافی ہے کہ بحالت عدم معارض ہمین اوسپر عمل اور اوسکا اتباع
چاہیئے اور ہمارے حق مین دلیل وافی ہے بلکہ امام نووی رح نے تو مطلق عرب
کی رسم ورواج وعمل وعادت کو بہی معتبر رکہا ہے اور درباب حلت وحرمت اوسے
بہی ایک معیار قرار دیا ہے حیث قال والرابع ما استحسنہ العرب فیما لم یرد بہ النص
بالحل والحرمۃ والامر بالقتل والنہی عنہ والاعتبار بالعرب ذوی الیسار والطبائع
السلیمۃ دون الاجلاف من البادیۃ فما استطابتہ واکلتہ فی حال الرفاہیۃ او سمتہ
باسم حیوان حلال فہو حلال واما استخبثتہ او سمتہ باسم محرم فہو حرام ویراجع فی کل زمان
الی العرب الموجودین فیہ وان استطابتہ طائفۃ واستخبثتہ طائفۃ تبعنا الاکثرین فان
استویا تبع قریشا ہذا والعلم عند اللہ تعالے **قاعدہ ۱۲۰**- قول وفعل ایک
جماعت خواص اہل اسلام کا سکوت باقین کے ساتہہ اجماع سکوتی ہے کہ حنفیہ
اور جمہور علما کے نزدیک حجت شرعی نور الانوار مین ہے ای یتفق بعضہم علی قول
او فعل ویسکت الباقون عنہم ولا یردون علیہم بعد مضی مدۃ التامل وہی ثلثۃ ایام
او مجلس العلم ویسمی ہذا اجماعا سکوتیا وہو مقبول عندنا وفیہ خلاف الشافعی رح
اور یہ ظاہر کہ شافعی رح بہی اجماع سے بلا قید کسی عصر وزمانہ کی استدلال کرتے
ہین اور اثبات اتفاق کل کا نہایت دشوار ولہذا اسجگہ علم بعدم مخالف ضرور
نہین بلکہ عدم علم بالمخالف بعد شہرت امر اور گذرنے مدت تامل کے کافی

كما في التحقيق شرح الحسامي اذا نص بعض اهل الاجماع على حكم في مسئلة واستقر
المذهب على حكم تلك المسئلة وانتشر ذلك بين اهل العصر ومضت مدة التامل
فيه ولم يظهر له مخالف كان ذلك اجماعا عند جمهور العلماء ويسمى اجماعا سكوتيا
اور متکلمین مذہب وہابیہ کو بھی اس قاعدہ کے اقرار سے چارہ نہیں کہ اگر عدم
ظہور انکار کافی نہوگا تو محدثات رسم ورواج عصر تابعین کو کسطرح معتبر اور حکم سنت
میں شمار کرینگے کہ علم عدم انکار تو بسبب کثرت انتشار تابعین باعتراف انکے
مقصور نہیں اور نیز متکلم قنوجی کو غایۃ الکلام میں اصل قاعدہ کا اقرار ہے وآنچہ در
اکثر اصحاب و قرن با سکوت باقیین مروج بود بمنزلہ سیرت وخلق جمیع اصحاب ہم
اہل قرن باشد اور معلم ثانی وہابیہ نے بھی ایضاح الحق الصریح میں معنی بدعت کو
اس مطلب پر بنا کیا ہے **قاعدہ ۱۳** اختلاف سابق بعد اتفاق لاحق کان
لم یکن ہوجاتا ہے یہانتک کہ اتفاق کے بعد مسئلہ اجماعی قرار پاتا ہے وقیل یشترط
للاجماع اللاحق عدم الاختلاف السابق عند ابی حنیفۃ رح ولیس کذلک فی الصحیح بل
الصحیح انہ ینعقد عندہ اجماع متاخر ویرتفع الخلاف السابق من البین انتہی ملخصا
مسلم الثبوت میں ہے اتفاق العصر الثانی بعد استقرار الخلاف فی الاول ممتنع
عند الاشعری واحمد والغزالی والامام والمختار انہ واقع حجۃ وعلیہ اکثر الحنفیۃ
والشافعیۃ تو مسئلہ حول وجمع مال وشعر نسا اور سماع اموات ودیدار الہی و
معراج جسمانی میں بحوالہ بعض صحابہ کلام کرنا سراسر بیجا ہے اسیطرح قول [illegible]
کو مسئلہ ہولہ میں باوجودیکہ زمانہ لاحق میں علما نے اوسے حرف بحرف رد کردیا
اور عام مسلمین نے اوسکی حسن وخوبی پر اتفاق کیا اور اسیطرح اقوال شاذہ
مردودہ اور امور طے شدہ کو پھر پیش کرنا ناانصافی یا ناوانی کا مقتضی ہے
قاعدہ ۱۴ ادوام واستمرار امر غیر واجب اگر باعتقاد وجوب نہو شرعا
ممنوع ومکروہ نہیں ہاں اوسے واجب وفرض سمجھنا غلط ہے اسی نظر سے
کبھی بعض علما ایسے فعل کو مکروہ کہتے یا ترک کرتے یا حکم ترک کا دیتے ہیں ہرچند

مرجع اس حکم کا باعتبار نفس الامر کے وہی اعتقاد فاسد ہے الا اس جہت سے
کہ فعل اسکا متعلق ہے اوسے بھی مکروہ کہہ سکتے ہین اور جس صورت مین زوال
اس اعتقاد کا بدون ترک فعل کے متصور نہو تو ایسے فعل کو ترک کرنیکا حکم بھی دیسکتے
ہین پروردگار عالم نے رہبانیت کی عدم رعایت پر باوصف اسکے کہ وہ بدعت
تھی کہ نصاری نے دین مین احداث کیے عتاب فرمایا ورہبانیۃ ن ابتدعوہا
الآیۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین افضل العبادات احمزہا ولا شک
ان الدوام علیہ احمز وفی الحدیث ایضاً احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل عند مسلم مرفوعاً یا عبد اللہ لا تکن مثل فلان
کان یقوم اللیل فترک قیام اللیل حضرت ابو امامہ باہلی صحابی رضی اللہ تعالی عنہ التزام تراویح کی تاکید کرتے ہین اور کریمہ
ورہبانیۃ الآیۃ سے استناد کما من کشف الغمۃ للشعرانی امام بخاری نے اپنی صحیح مین
ایک باب اس عنوان سے وضع کیا باب احب الدین الی اللہ ادومہ امام عینی اسکے ذیل
مین فرماتے ہین الثالث فیہ فضیلۃ الدوام علی العمل والحث علی العمل بدوم وہو
القلیل الدائم علی الکثیر المنقطع اضعافاً کثیرۃ وفیہ ایضاً الا تری ان عبد اللہ بن
عمرو ندم علی مراجعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتخفیف عنہ لما ضعف ومع ذلک لم یقطع
الذی التزمہ الخ **قاعدہ** اکرام و تعظیم ہمارے مولے علیہ الصلوۃ والتسلیم
کی شریعت کو مطلوب ہے اور خدمت کریم کو ہر طرح پسند و محبوب اور نص کتاب و سنت و
اجماع امت سے ثابت اور ایمان کی علامت ہے کہ حضور ہمارے اعظم شعائر اللہ و
حرمات خدا سے ہین ومن یعظم حرمات اللہ فہو خیر لہ عند ربہ ومن یعظم شعائر اللہ
فانہا من تقوی القلوب وقد قال اللہ تعالے وتقدس فی کتابہ العزیز المقدس
فالذین عزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی الآیۃ وایضاً لتؤمنوا باللہ ورسولہ
وتعزروہ وتوقروہ وقری تعززوہ من العز وایضاً یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا
بین یدی اللہ ورسولہ وایضاً یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت
النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون وایضاً
ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون ولو انہم صبروا حتی

تخرج الیہم لکان خیرا لہم واللہ غفور رحیم وایضا ولا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء
بعضکم بعضا وایضا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وایضا ان الذین یغضون
اصواتہم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوی الآیہ ان آیات
کریمہ مین طرح طرح سے پروردگار عالم اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی
تعظیم وتکریم خلق پر واجب اور جو تعظیم کرین اونکی غایت مدح وستائش اور تارکین
پر اگرچہ بسبب ناواقفی اون سے صادر ہو سخت نفرین وسرزنش کرتا ہے بلکہ اونکے ایسے
کو بعینہ اپنا ادب اور اونسے گستاخی کو بعینہ لینے حضور مین بے ادبی قرار دیتا ہے
اوروں کو حکم دینا اور دوسروں پر اوسکا واجب کرنا ایک طرف وہ بڑی عظمت الا
ذو الجلال والاکرام خود اوس جناب پر درود بھیجتا ہے اور بخلاف اور انبیائے
کرام کے ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا ایہا النبی یا ایہا الرسول اور
اسیطرح القاب فخیمہ وکلمات تعظیمیہ بلکہ آپکے طفیل سے اس امت مرحومہ کو
یا ایہا الذین آمنوا وامثال ذلک کے ساتھہ نوازتا ہے سے یا آدم است بابیہ
انبیا خطاب ٭ یا ایہا النبی خطاب محمد است ٭ قال البیضاوی فی تفسیر قولہ تعالیٰ ان اللہ
وملئکتہ یصلون علی النبی الآیۃ ای یعتنون باظہار شرفہ وتعظیم شانہ فاعتنوا انتم
ایضاً فانکم اولے بذلک وقولوا اللہم صل علی محمد والسلام علیک یا ایہا النبی
یعنے اللہ تعالیٰ اور اوسکے فرشتے آپکے اظہار شرف وشان والا کی تعظیم مین اہتمام
کرتے ہین اے ایمان والو تم بھی اہتمام کرو کہ جس حالت مین خود مالک حقیقی اور
اوسکے مقربان بارگاہ اس کام کی طرف متوجہ ہین تو تمہین کہ اوس جناب کے
امت ہو اوسکا اہتمام زیادہ مناسب ولائق ہے پس درود پڑھو اور سلام
بھیجو اور اللہم صل علی محمد اور السلام علیک ایہا النبی کہو اور تفسیر المدارک مین
بھی صلوٰۃ عبید کو طلب تشریف وتعظیم کے ساتھہ تفسیر کیا ہے امام اتمام قدوۃ محدثین
کرام محمد بن اسمعیل بخاری رح سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین
مین مسجد مین نماز پڑہتا تہا کہ حضور نے پکارا مینے جواب ندیا نماز ختم کرکے عذر کیا

ارشاد ہوا کیا خدا تعالے نے نہین فرمایا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم گویا
یہہ ارشاد ہوتا ہے کہ مجھے نماز ہی مین جواب دینا چاہیئے اور صحابہ کرام حضور
والا سے بعد نزول کریمہ لاترفعوا اصواتکم اسطرح کلام کرتے گویا سرگوشی
کرتے ہین اور نہایت ادب وسکون ووقار کے ساتھہ مجلس والا مین جھکائے ہوے گویا
پرندا ونکے سر پر بیٹھے ہین ترمذی کی روایت مین آیا ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالے عنہما
کے سوا کوئی نگاہ نہ اوٹھاتا اور یہہ بہی وارد ہوا کہ حضور کا آب بینی ولعاب دہن
ہاتھون پر لیتے اور آب وضو پر اسطرح گرتے گویا آپسمین کٹ مرینگے اور کمال
ہیبت سے بعض اوقات بات نکر سکتے اگر کوئی امر دریافت کیا جاتا تو کسی جاہل
اعرابی سے دریافت کراتے جسطرح مصداق کریمہ من قضی نحبہ کا ایک اعرابی
نادان کی معرفت دریافت کرایا اور آپ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رض کو کہ عشرہ
مبشرہ سے ہین فرمایا براء بن عازب رض فرماتے ہین مجھے اگر کوئی بات حضور سے
پوچھنا ہوتی ہیبت سے سالہا تاخیر کرتا مسلم عمرو بن العاص رض سے روایت
کرتے ہین کہ آپ سے زیادہ کوئی مجھے پیارا اور کسیکا میری نظر مین ذات والا
سے عظمت وجلال زیادہ نہ تہا کہ آپ کو نظر بہر کر دیکہنے کی طاقت ہرگز نرکہتا
اور جناب امیر المومنین عمر رض سے منقول ہے حضور سے بسا اوقات اسقدر
آہستہ کلام کرتے کہ آواز سمع شریف مین نہ پہونچتی اور دوبارہ عرض کرنیکی
حاجت ہوتی اسکے سوا صدہا اخبار وآثار وحالات ومعاملات صحابہ کبار و
تابعین اخیار سے مروی وماثور اور طرح طرح سے رعایت ادب وتعظیم وتکریم
جناب قولا وفعلا سلف صالحین وائمہ وعلماے راسخین اور اجلہ مشائخ
طریقت واکابر علماے شریعت سے کتب متداولہ دینیہ مین منقول ومسطور

قاعدہ ۱۶ ادب تعظیم واجلال وتکریم نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم مخصوص
بحیات ظاہری نہین بلکہ بعد وفات کے بہی واجب کما یفہم من اطلاق
النصوص وایضا قد اخرج الامام البخاری فی صحیحہ عن السائب بن یزید انہ

قال کنت نائما فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت فاذا عمر بن الخطاب فقال اذہب
فائتنی بہذین فجئته بہما فقال من انتما ومن این انتما قالا من اہل الطائف قال
عمر رض لو کنتما من اہل المدینة لاوجعتکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اس حدیث میں صاف تصریح ہے کہ حضرت عمر رض نے دو آدمیوں کو کہ
مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چلا کر باتیں کرتے سنا اس جرم پر ملامت فرمائی
اور ارشاد کیا اگر تم اہل مدینہ سے ہوتے تو اس چلانے کی سزا دیتا شفا میں ہے
امام مالک رح نے امیر المومنین ابو جعفر عباسی سے فرمایا اے امیر اس مسجد میں آواز
بلند نکر کہ اللہ تعالے ایک قوم کو تادیب کرتا ہے ولا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی
اور دوسرے گروہ کی مدح و تعریف فرماتا ہے ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول اللہ
الآیۃ ایک جماعت کے ذم میں وارد ہوا ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الی
آخر الآیات اور حرمت آپ کے حیات میں اور بعد از وفات یکسان ہے یعنی
جسطرح حضور والا میں بحالت حیات چلانا اور بلند آواز سے کلام کرنا ممنوع تھا
اسیطرح بعد وفات کے بھی خلاف ادب اور بیجا خلیفہ کو اس کلام سے خشوع
و خضوع لاحق ہوا عرض کیا دعا کے وقت قبلہ کیطرف استقبال کروں یا حضور
کی جانب فرمایا اوس جناب سے کیوں مونہہ پھیرتا ہے جو تیرے اور تیرے باپ
آدم علیہ السلام کا قیامت تک وسیلہ ہے آپ کی طرف متوجہ ہو کے شفاعت
کی درخواست کر کہ آپ تیری شفاعت کریں اللہ تعالے فرماتا ہے ولو انهم اذ
ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما
جب شاگردوں اور طلبہ علم کے امام مالک کے پاس کثرت ہوئی لوگوں نے کہا
ایک آدمی مقرر کیجیے کہ وہ آپ کی تقریر پکار کر سب حاضرین کو سنا دیا کرے
فرمایا قال اللہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی
اور تعظیم و احترام حضور کا حالت حیات میں اور بعد وفات کے ایک طرح سے
ہے دیکھو اس امام اجل نے ہماری دعوی کی تصریح فرمائی اور اطلاق نصوص سے

ہے کہ درباب تعظیم نبوی بھی وارد ہے استدلال کیا اور اونہیں عالم حیات و برزخ کو شامل قرار دیا اور قول امیر المومنین عمر رضی بھی کہ بخاری سے منقول ہوا اس معنا مین کا تصریح ہے اور قاضی عیاض نے شفا مین اوسکے ساتھ تصریح کی ہے حیث قال ان حرمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موته و توقیره و تعظیمه لازم کما کان حال حیوته مواہب لدنیہ مین درباب زیارت شریفہ لکھتے ہین و ینبغی ان یقف عنده محاذاته اربع اذرع و یلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الہیبة کما کان یفعل بین یدیه فی حیوته فصل الخطاب مین ہے تعظیم و توقیر حضور کی جسطرح آپ کی حیات مین واجب تھی بعد وفات کے بھی واجب ہے اور زیارت بابرکت کے وقت وقوف و قیام بلکہ قیام و سنت بتصریح علماے حنفیہ ثابت ہے کما ذکرناه فی رسالة اذاقة الاثام لمانعی المولد والقیام قاعدہ ۱۷- آپ کے ذکر گرامی اور کلام پاک اور نام نامی کی تکریم تعظیم بعد الوفات کے طرق و اقسام سے ہے ولہذا سلف کرام باہتمام تمام بجا لاتے اور تعظیم فی الحیوة کیطرح لازم تصور فرماتے ابو ابراہیم تجیبی رحمہ فرماتے ہین ہر مسلمان پر جب حضور کا ذکر کرے خواہ سنے خشوع و خضوع اور توقیر و سکون اور آپکی ہیبت و اجلال سے سانس روک لینا اور دم بخود ہو جانا جیسا آپکے حضور مین ہو جاتا اور جو ادب آپ کا خدا نے تو ہمے نے ہمین سکہایا بجا لانا واجب ہے ابوالفضل قاضی عیاض شفا مین اس قول کو نقل کر کے لکھتے ہین و ہذه کانت سیرة سلفنا الصالح وائمتنا الماضین یعنی ہمارے سلف صالح اور اگلے اماموں کی یہی عادت تھی فصل الخطاب مین ہے جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرین یا حدیث پڑھین یا آپکا نام سنین آپکی تعظیم و خشوع و خضوع اور ہیبت سے فروتنی بجا لاوین اور نام پاک سننے کے وقت بعض علما نے درود ایک مرتبہ اور بعض نے ایک مجلس مین تین بار واجب اور اکثر علما نے ہر بار مستحب فرمایا ہے قاضی عیاض رحمہ نے شفا مین لکہا ہے کہ عبد الرحمن بن قاسم رحمہ کا ذکر شریف کے وقت ہیبت و عظمت نبوی سے یہ حال ہو جاتا

گویا خون بدن کا نچوڑ لیا ہے اور زبان مونہہ مین خشک ہوجاتی اور عامر بن عبد اللہ
بن زبیر رض اسقدر روتے کہ آنکھون مین آنسو باقی نرہتے اور زہری ایسے ہوجاتے
گویا تو اونہین نہین جانتا او وہ تجہے نہین جانتے اور عبد الرحمن بن مہدی رح
تحدیث کے وقت حاضرین کو سکوت کا حکم دیتے اور مضمون کریمہ لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی آپ کے مطلق کلام کو کہ حالت حیات مین خود فرماوین
یا بعد وفات دوسری نقل کرین عام شامل کہتے امام مالک رح جب ذکر شریف
سنتے رنگ بدل جاتا اور غایت خضوع سے جہک جاتے یہہ حال مصاحبون پر
شاق ہوتا تو فرماتے اگر تم جانتے جو مین جانتا ہون تو تردد و انکار سے پیش
نہ آتے اور کبہی کوئی حدیث بے وضو بیان نکرتے بارہا غسل کرکے اور لباس عمدہ
پہنکر عمامہ باندہکر خوشبو کپڑون مین لگاکر عود سلگاکر نہایت خشوع وخضوع کے ساتہہ
حدیث بیان فرماتے ایکروز حدیث بیان کرنے مین بچہونے سولہ بار ڈنک مارا حدیث
قطع نکی اور فرمایا انما صبرت اجلالا لحدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم یعنے تعظیم حدیث
شریف کے سبب سے صبر کیا ابوجعفر بن محمد رح کا تحدیث کے وقت رنگ متغیر
ہوجاتا ابن مسیب رح لیٹے تہے کسی نے حدیث پوچہی اوٹہہ بیٹہے اور لیٹ کر
تحدیث پسند نکی قتادہ نے بے وضو تحدیث مکروہ سمجہی اور اکثر سلف کی یہی
رائے تہی ابن المہدی رح نے امام مالک رح سے چلتے مین حدیث پوچہی
جہڑک دیا اور فرمایا مین تمہین ایسا نہ جانتا تہا اور قاضی جریر بن عبد الحمید رح
کو اس حرکت پر قید کا حکم کیا کسی نے کہا قاضی ہین فرمایا قاضی کو ادب دینا
زیادہ لایق اور بجا اور ہشام رح کو اس خطا پر بیس کوڑے لگوائے رحم آیا
تو بیس حدیثین سکہائین ہشام نے کہا کاش امام میرے زیادہ کوڑے لگواتے
اور حدیث اور بتاتے اور لیث و مالک رح بیوضو حدیث نہ لکہتے اور امام تقی الدین
سبکی رح امام ابوزکریا یحیی صرصری رح کا شعر وان ینہض الاشراف عند سماعہ
قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب + سنکر کہڑے ہوگئے اور اعیان علمانے کہ

مجلس مین حاضر تھے اونکے ساتھ قیام کیا اور تعظیم نعت شریف اور تعمیل ارشاد امام صرصری کے بجالائے اسیطرح جسے حضور والا سے کچھ علاقہ و نسبت ہو جیسے حضور کے رشتہ دار اور آل و اصحاب و ازواج و موئے و خدام اور موئے مبارک ولباس مقدس اور وطن اشرف و مسجد مقدس و حجرۂ مطہرہ و قبر منور اور جسے حضور کی پاک صورت خواہ سیرت سے کچھ حصہ ملا یا جسجگہ آپ نے سکونت کی یا بیٹھے یا سوے یا نماز پڑھی یا جسے مس یا اپنی طرف اضافت کیا تعظیم و توقیر اوسکی لازم اور تعظیم بعد الوفات کے قبیل سے ہے احادیث و آثار و اقوال اسلاف کبار اس مادہ مین بکثرت وارد اور قران مجید سے بھی آثار انبیا کا معظم و متبرک ہونا بخوبی ظاہر **قاعدہ ۱۰** - تعظیم کے لیے معظم کا مشاہد و محسوس اور تعظیم کرنیوالے کے سامنے حاضر و موجود ہونا شرط نہیں ورنہ عبادت مین بھی کہ نہایت تعظیم ہے وجود عند الحواس معبود کا شرط ہو دیکھو استقبال و استدبار کعبہ بول و غائط کے وقت حنفیہ کے نزدیک مطلقا اور شافعیہ کے نزدیک صرف صحرا مین ممنوع ہے حالانکہ دونون صورت مین کعبہ معظمہ محسوس و مشہود نہین و فی التفسیر الکبیر الملائکۃ امروا بالسجود لادم لان نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی جبینہ یعنی فرشتون کو سجدۂ ادم کا اسلیے حکم ہوا کہ نور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اونکی پیشانی مین تھا حالانکہ حضور جو اس تعظیم مین معظم حقیقی یا اس عبادت مین قبلہ اصلی تھے او سوقت بوجود خارجی موجود بھی نتھے اور قیام واسطے تعظیم ملائکہ کے جنازہ کے ساتھ ہوتی مشروع تھا باوجود اسکے کہ ملائکہ محسوس نہین ہوتے اور روضۂ مطہرہ کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا اور ہیبت و حرمت کی نظر سے دیوار تربت کو ہاتھ نہ لگانا کما فی العالمگیریۃ ولا یضع یدہ علی جدار التربۃ فہو اہیب واعظم للحرمۃ ویقف کما یقف فی الصلوۃ جناب کے تعظیم و اداب سے ٹھرایا اور حضور زیارت کرنیوالونکو نظر نہین آتے اور تعظیم بعد الوفات کے جمیع انواع و اقسام مین تو معظم حقیقی اور مقصود اصلی کا محسوس و مشاہد فی الحال ہونا غیر معقول ہے اور شعرات و ہاتھ

کے طور پر تو وجود خارجی بھی وقت تعظیم کے مقصود ہے بلکہ اکثر اوقات و احوال
مین تعظیم مین مقصود بالذات معانی ہوتے ہین نہ اعیان مثلاً سادات کرام و
علماے عظام و اتقیاے امت و مشایخ طریقت کے تعظیم مین درحقیقت معظم
حقیقی وہ نسبت ہے جو اونمین حضرت احدیت اور جناب رسالت سے حاصل
نہ گوشت و پوست و شکل و صورت کہ جو اس کے سامنے موجود ہے اور یہ امر
ایسی اشیا کی تعظیم جنہین حضور اقدس نے مس کیا خواہ اپنی طرف نسبت کر لیا
خوب ظاہر ہوتا ہے اور جس مادہ مین مقصود بالذات اعیان خارجیہ ہون وہان
بھی تصور اونکا ایسے امور کے لیئے کفایت کرتا ہے جو معاملہ کہ ذو الصورۃ کے ساتھ
چاہیئے کبھی صورت ذہنیہ سے کیا جاتا ہے اور جو صورت سے کیا جاوے ذو الصورۃ
سے قرار پاتا ہے حضرات صوفیہ کرام نے تصور شیخ کو راہ سلوک مین نافع و مفید
قرار دیا ہے اور اوسکے نتایج و ثمرات کا تجربہ کیا ہے تفسیر کبیر مین ہے حضرت
یوسف علیہ السلام کو باپ کی صورت نظر آئی اوسوقت آپ شرم سے دروازہ
کی طرف بھاگے اور وہی شرم اوس آفت سے نجات کی باعث ہوئی شاہ عبدالعزیز
صاحب رسالہ فیض عام مین لکھتے ہین نماز عشا کے بعد مدینہ شریفہ کی طرف متوجہ
ہوکر کوئی درود سو بار پڑھے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت پاک کا
استحضار کرے یہہ استحضار تصور نہین تو کیا ہے اور یہ ثمرہ و نتیجہ کسی امر کا اور
کے لیے مفید نہین تو شاہ صاحب نے کس غرض سے حکم دیا ہے علامہ خفاجی
مقولہ ابو ابراہیم تجیبی کی بحث مین لکھتے ہین فیفرض ذلک ویلاحظہ ویمثلہ کانہ عندہ
مواہب لدنیہ مین ہے ویستحضر علمہ بتوقفہ بین یدیہ وسماعہ لسلامہ کما ہو فی حال
حیوتہ اذ لا فرق بین حیوتہ وموتہ فی مشاہدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالہم ونیاتہم وعزائمہم
وخواطرہم وذلک عندہ جلی لا خفاء بہ عالمگیری مین اختیار شرح مختار سے نقل
کرتے ہین ویمثل صورتہ الکریمۃ البہیۃ کانہ نائم فی لحدہ عالم بہ یسمع کلامہ مولانا
فصیح الدین خان مراد آبادی [illegible] اجمال اوقات شوق حضور و لذت و

سے۔ در حال خطبہ جہت کہ در اکثر احیان خطیب بالاے منبر گاہ بذکر آنحضرت
میرسد میگوید اشہد ان ہذا محمد رسول اللہ او قال ہذا النبی او قال صاحب ہذا
القبر المعطر در آنوقت رو بسوے حجرہ شریفہ میگردانند و اشارت میکنند اگر کسے
را نصیبی از حضور قلب حاصل باشد درین مکان تصور کند زمان آنسرور صلی اللہ
علیہ وسلم و تخییل نماید طلعت منور او را ایستادہ بالاے منبر و توہم کند گرداگرد او حاضر
بودن مہاجرین و انصار را از صحابہ کبار بانتظار استماع احکام و اخبار از زبان
درربار ایراد و تحریص و تخصیص کردن آنحضرت ایشان را و در اثناء خطبہ بر طاعت
حق جل و علی و بیان فرمودن شرائع و احکام و تمثیل کند خود را حاضر دران محفل
مجید و جلال و ہیبت تعالی لذتی و سروری در آنوقت ادراک کند کہ بعبارت در نیاید
اللہم ارزقنا ذلک بمنک و فضلک ان سب عبارات سے بخوبی واضح کہ تمثیل
و تخییل و استحضار و تصور والا اور آپکی صورت کریمہ اور اوس مجلس مقدس اور
وہان کے حالات کا اور اپنے نفس کو اوس دربار مین حاضر اور حضور کو اپنے
حال خستہ کی طرف متوجہ اور اپنے کلام و سلام و تعظیم و اکرام سے مطلع خیال
کرنا موجب لذت و سرور خصوصا زیارت شریفہ اور ذکر حضور کے وقت ضرور ہے
اسیطرح تشہد کے باب مین علما لکھتے ہین کہ اسکے وقت حضور کو وہان موجود
اور اپنے نفس کو حضور مین حاضر خیال کرے اور درباب درود کہتے ہین کہ درود
پڑہتے وقت صورت مطہرہ کو جو آخر عمر مین تہی نصب العین رکہے اور حضور کو مجمع
صحابہ مین موجود اور اپنے کو مثل خس و خاشاک کی طرح اوس مجلس متبرک کے کسی
گوشہ مین نہایت ادب و انکسار کے ساتھ حاضر سمجھے کہ اس خیال سے ہیبت
و جلال آپکا دلمین اثر کریگا اور جسقدر آداب کی رعایت و خشوع و خضوع اور
حضور کی عظمت و ہیبت دل مین زیادہ ہوگی درود زیادہ فائدہ بخشے گا اور
زیادہ جسے ظاہر ہوا کہ تمثیل و تصور کا مفید و مثمر ہونا مشروط بواقعیت نہین اور
[illegible] لکھتے ہین اکہ دل دروازہ بیت اللہ شریف کے سامنے

کھڑا ہو کر دعا کرتا تھا روز فتح مکہ کا یاد کر کے تصور کیا کہ حضور اقدس دروازہ بیت اللہ
میں تشریف رکھتے ہیں اور صحابہ حضور میں حاضر اور کفار قریش سب پریشان
و ہراسان وہاں موجود اور آپ کفار کے تقصیرات معاف فرماتے ہیں [illegible]
کہ با ملاحظہ اینحال باعث شد توسل از انجناب و دعا در حضرت عزت جلت
عظمتہ تعالی برائے مغفرت خود و جمیع اقارب و احباب و قضائے حوائج دین و دنیا
و نرجو من اللہ تعالی الاجابۃ انشاء اللہ تعالی سو دوستان یہ اکیا کبھی محروم
ہو کہ با دشمنان نظر داری ہے ورنہ کہاں مصلے اور اوسکا مکان و شہر اور کہاں وہ
مجلس ملائک مانس اسیطرح کہاں یہہ وقت اور زمانہ اور کہاں محضر صحابہ میں
حضور اقدس کا خطبہ صحیح حدیث جسے بخاری و مسلم رح نے روایت کیا ان تعبد اللہ
کانک تراہ اس امر کے اثبات میں کافی اور برہان شافی ہے کہ رویت باری
اس عالم میں غیر انبیا کے لیے متصور نہیں اور محال عادی ہے تو خیال اس امر
کا کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں محض تخییل و تصور غیر واقعی ہے باینہمہ غایت تعظیم و اجلال
و ہیبت بروجہ کمال و خضوع و خشوع و انجذاب و محبت و حیا و ذوق و شوق کا
غلبہ اوسکے ثمرات سے ہے شیخ محقق رح نے ترجمہ مشکوۃ میں اسکی تصریح کی ہے
اور اہل عرفان اسی مقام مشاہدہ کہتے ہیں اسیطرح ذکر معظم و محبوب خصوصا
ذکر خدا اور رسول کا مثمر ان ثمرات اور منتج ان صفات کا ہے اور بسا اوقات احوال
ذکر و مذکور سے معاملہ یکسان با مذکور کے ساتھ با وصف غیبت وہی معاملہ جو اسکے
حضور میں کریں عمل میں آتا ہے ارباب سلوک و عرفان تو اس بات پر اطمینان
کلی اور اعتقاد تام رکھتے ہیں ہم منظر تسکین فرقہ وہابیہ جو حضرات صوفیہ کے کلمات
کے معتقد اور تجربیات پر مطمئن نہیں ایک حدیث صحیح کہ اسی مدعا میں [illegible]
نقل کرتے ہیں صحیح مسلم میں بروایت ابوہریرہ رض مرفوعا وارد ان الکافر اذا خرجت
روحہ قال حماد و ذکر من نتنہا و ذکر لعنا و یقول اہل السماء روح خبیثۃ جاءت
من قبل الارض قال فیقال انطلقوا بہ الی آخر الاجل قال ابوہریرۃ فرد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ریطۃ کانت علیہ علی انفہ ہکذا دیکہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے روح کافر کے نکلنے اور اوسکی بدبو کا ذکر فرما کر کپڑا ناک پر رکہا جسطرح
بدبو آنے کیوقت رکہتے ہین امام نووی اس حدیث کی شرح مین لکہتے ہین قال ان

سبب ردہا علی الانف بسبب ما ذکر من نتن ریح روح الکافر یعنی ناک پر کپڑا
رکہنے کا سبب روح کافر کی بدبو کا ذکر تہا قاعدہ ۱۹ ۔ جناب باری نے
تعظیم و تکریم اپنے نبی کی بلا تخصیص و تعیین ہیئت و وضع و وقت وغیرہ کے فرض
فرمائی اور کسی خاص صورت اور طریق و طرز مین منحصر نہ ٹہرائی تو جس طرز و طریق و
ہیئت و وضع سے جس وقت جس حال مین جس فعل خواہ قول سے بجا لاوین بشرط
عدم مزاحمت ممانعت شرع امر مطلق کے تعمیل اور حکم شارع کا امتثال ہے لہذا
خود حضور مین صحابہ جسطرح چاہتے فعلا و قولا تعظیم آپ کی بجا لاتے اور
خود حضور سید الانام اس تنوع و تعدد اقسام کو منع نکرتے بلکہ پسند فرماتے صحاح
وغیرہا کتب حدیث ایسے وقائع اور احوال سے مالا مال اور سلف صالحین اور
ائمہ مجتہدین کا بہی یہی حال تہا کہ خود اونہون نے اور اونکے عہد مین جس نے
جس طریق سے چاہا آپ کی تعظیم و توقیر عمل مین لایا کسی نے یہہ نہ کہا کہ تجہسے پہلے
یہ طریق کس نے کیا اور کس آیت و حدیث سے ثابت ہوا یا قرون ثلثہ
مین موجود نہ تہا تو نے کہان سے نکالا یا صحابہ کرام و اہل بیت عظام آپ کے
محبت و تعظیم مین تمام عالم سے زیادہ کامل تہے اگر یہہ صورت جائز تہی وہ کیون
نہ بجا لاے اور نہ اس قسم کے اعتراضات اور بیہودہ شبہات کسی کے خیال مین
آئے بلکہ سب نے پسند کر لیا اور معاصرین و لاحقین نے اوس فعل کو فاعل
کے محامد سے شمار کیا مقدمات سابقہ مین اکثر روایات مثبتہ و مؤیدہ مدعا مذکور
اور کتب دینیہ مین صدہا حکایات مسطور ہین بنظر اسی اطلاق و عمل سلف کرام
اور اکابر اسلام کے علماے متاخرین نے بتصریح لکہدیا ہے کہ جو فعل تعظیم
و اجلال حضور مین زیادہ دخل رکہے وہی بہتر اور اولے ہے کما فی العالمگیریۃ

حضرت ملا علی قاری الی فتح القدیر از شیخ امام رحمۃ اللہ سنا ہی سے بھی منسک متوسط میں لکھا ہی لکھتے ہیں وکل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا اور علامہ امام ابن حجر جوہر منظم میں کہتے ہیں تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیہا مشارکۃ اللہ تعالی فی الالوہیۃ امر مستحسن عند من نور اللہ ابصارہم دیکھو یہ امام اجل فاضل بے بدل کس تصریح سے بطور قاعدہ کلیہ فرماتے ہیں کہ سوا اوس فعل کے جس سے خدا سے خدائی میں شرکت ہو جاوے جملہ اقسام تعظیم کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے لیے کیے جاویں مستحسن اور اچھے ہیں یہ آفت کہ اس فعل کی یہ خاص ہیئت قران وحدیث سے کہاں ثابت ہے اور نہ قرون ثلثہ میں یہ فعل کسی نے کیا اور اس بنا پر العیاذ باللہ اوسے بدعت وضلالت کہنا یا تعظیم حضور کو معاذ اللہ خلاف قیاس سمجھ کر رد شریع پر مجبور کرنا اور ایسے خیالات فاسدہ واوہام باطلہ اوسے ترک کا حیلہ اور خلق خدا کو اوس سے روکنے کا وسیلہ ٹھیرانا اور امور دین میں اس درجہ گستاخ اور بیباک ہو جانا اس زمانہ پر فتنہ و فساد کے خصائص و غلبہ کفر و عناد کے نتایج سے ہے حدیث میں آیا ہے فرشتے اپنے بازو طالب علم کے لیے بچھاتے ہیں اور یہ لوگ جناب رسالت کی تعظیم میں کلام کرنے چلے اور بہانے بناتے ہیں در مختار میں توروتی کا تعظیما چومنا باوجودیکہ نہ قران وحدیث میں اوسکی تصریح ہے نہ قرون ثلثہ سے ثابت ہو ابجواب بعض مستحسن ٹھیرایا ان صاحبوں کو ارزاق مطلق کے رسول برحق کی تعظیم میں اس درجہ استنکاف و انکار کا موقع کہاں سے ہاتھ آیا قاعدہ ۴ - دربارہ تعظیم وتوہین عرف وعادت قوم و دیار پر بڑا اعتبار ہے عرب میں باپ اور بادشاہ سے کاف کے ساتھ جس کا ترجمہ تو ہے خطاب کرتے ہیں اور اس ملک میں یہ لفظ کسی معظم بلکہ ہمسر سے بھی کہنا گستاخی اور بیہودگی سمجھتے ہیں یہانتک کہ اگر شاہی کسی اپنے باپ یا بادشاہ خواہ کسی واجب التعظیم کو تو کہے گا شرعا بھی گستاخ و بے ادب او

تعزیر و تنبیہ کا مستوجب ٹھیریگا اور جو فعل حسب ملک اور حسب قوم اور حسب عصر مین تعظیم کا قرار پاویگا اوسکا تارک اگر اوسی قوم اور زمانہ و دیار سے ہوگا تارک تعظیم اور اوسپر طعن و انکار بلا شک تعظیم پر طعن و انکار سمجھا جاویگا ہمنے اس رسالہ کے قاعدہ ہشتم مین بدلائل باہرہ اور براہین واضحہ ثابت کیا ہے کہ عرف و عادت اہل اسلام شرعا معتبر ہے اور فقہاے کرام نے صدہا مسائل مین رواج و عادت سے استناد کیا اور اوسکے مطابق حکم دیا ہے موافقت قوم و دیار اونکے عادت مین باعث الفت ہے کہ مراد شارع اور مطلوب شرع ہے اللہ تعالے اپنے حبیب پر اسکا احسان جتاتا ہے ولکن اللہ الف بین قلوبہم اور مخالفت مومنین بلا وجہ شرعی موجب وحشت جسکی نسبت وعید شدید فرماتا ہے ومن یتبع غیر سبیل المومنین الآیۃ ولہذا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رح کتاب احیاء العلوم کے ادب خامس اداب سماع مین قیام اور کپڑے اوتارنے کی نسبت کہ موافقت صاحب وجد اوتارین لکھتے ہین فالموافقۃ فی ہذہ الامور من حسن الصحبۃ والعشرۃ اذ المخالفۃ موحشۃ ولکل قوم رسم ولا بد من مخالقۃ الناس باخلاقہم کما ورد فی الخبر لاسیما اذا کانت اخلاقا فیہا حسن العشرۃ والمعاملۃ وتطییب القلب بالمساعدۃ و اصطلح علیہا جماعۃ فلا باس بمساعدتہم علیہا بل الاحسن المساعدۃ الا فیما ورد فیہ نہی لا یقبل التاویل بلکہ کتاب مستطاب عین العلم مین بطور قاعدہ کے کہتے ہین والاسرار بالمساعدۃ فیما لم ینہ عنہ وصار معتادا فی عصرہم حسن وان کان بدعۃ یعنی اہل عصر کی عادت مین کہ شرع شریف سے ممنوع اور منہی عنہا نہین گو بدعت ہو موافقت کرکے اونمین خوش کرنا مستحسن فاحفظ تلک الاصول تنفعک ان شاء اللہ فی مہمات الفصول واکتبہا علی الحناجر ولو بالخناجر تردیہا علی ما یروبک ولا یردیک فی ظمأ الہواجر وصلی اللہ تعالے علی خیر خلقہ محمد النبی الزکی الطاہر وعلی الہ و صحبہ اولی النور الباہر ذو القدر الفاخر وعلینا معہم اجمعین

کردیا	الباہر ذو القدر الفاخر وعلینا معہم اجمعین	تمام شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العالمین کہ یہ کتاب فیض انتساب مسمی بہ اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد مصنفہ جناب مستطاب عالم اجل فاضل اکمل جامع علوم معقول و منقول واقف فروع و اصول مولوی محمد نقی علی خان حنفی قادری رئیس بریلی مرحوم و مغفور جس مین فرقہ نجدیہ وہابیہ اسماعیلیہ کے اقوال واہیہ کا رد و ابطال ہے جسکو کتب علماے سلف سے بخوبی ثابت کیا ہے ہر بات کا جواب دیا ہے حسب فرمایش ماہر علوم دینی و دنیوی جامع کمالات صوری و معنوی عالم دوران فاضل زمان مولوی احمد رضا خان صاحب خلف اکبر مولوی صاحب مرحوم و مغفور مطبع صبح صادق سیتاپور مملوکہ جناب فیضمآب معلی القاب سید محمد صادق صاحب وکیل عدالت سیتاپور واقع محلہ تامسن گنج مین ۵ ربیع الثانی ۱۲۹۸ ہجری مطابق ۷ مارچ ۱۸۸۱ع کو باہتمام و انصرام سید محمد جعفر حسین منصرم و منیجر جملہ کارخانجات و برادر حقیقی مالک مطبع حسب کم تمام ہوئی ۸ قیمت پختہ مقرر کی گئی جو صاحب خریدنا چاہین طلب فرماہین خریدار انہ یکمشت کو فلیس و صحیح دیجائیگی متفرق خواہشمندون کے ساتھہ یہ رعایت عمل مین آئیگی کہ محصول ڈاک جدا نہ لیا جاے گا یہی آٹھ آنہ مع محصول ڈاک تصور ہونگی فقط

تمت

اشتہار

اس کتاب کا حق تالیف و تصنیف مصنف صاحب نے مالک مطبع صبح صادق سیتاپور کو ہبہ فرمایا ہے کوئی صاحب تاجر یا اہل مطبع اس کے چھاپنے کا قصد نفرماوین ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع پیش نظر رکھین

المشتہر
سید محمد جعفر حسین مہتمم
و منصرم مطبع صبح صادق
سیتاپور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
〃	۲۳	متقسم	مقسم
۱۹	۱۳	محمد	محمد صلی اللہ علیہ وسلم
〃	۲۲	لنزاع	النزاع
۲۰	۱	وفتر	و فتر
〃	〃	بدعتہ	بدعۃ
〃	۳	الطرانی	الطبرانی
〃	۱۶	تا	ما
〃	۲۳	صل	اصل
۲۱	۴	ملحصا	ملخصا
〃	۸	مامور	ماموراً
〃	۱۱	عتہ	عنہ
〃	۱۲	قولہ ع	قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
۲۲	۹	پیغمبر	پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
۲۳	۲۱	اور موٰلی	و موٰلی
〃	〃	اور حسین	و حسین
۲۴	۴	حبیر	خبیر
〃	۶	خیرا	خبیر
〃	۱۱	یقبل	یقتل
〃	۱۲	ص	صلی اللہ علیہ وسلم
〃	۲۱	ردین	رزین
۲۵	۱	وحی	و
〃	۱۵	دار	اور
۲۶	۲۱	المسلوت	المسلمون
〃	۲۲	ومن	و

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷	۱	جبکے لئے	جسکے
〃	۲	حواہ	خواہ
〃	۱۹	مصطلحہ	مصطلح
۲۸	۱۴	مغالطہ	یغالطہ
〃	〃	صحابہ	صحابہ
〃	۱۵	ندفوع	مدفوع
〃	۱۸	منع	علی منع
〃	۱۹	ودوا.	وودنوا
〃	〃	منع	من منع
〃	〃	لاینضباط	لانضباط
〃	〃	لقیید	تقیید
〃	۲۰	لانفراض	لانقراض
۲۹	۱۴	کلمہ اللہ	کلمۃ اللہ
〃	۱۷	بسانی	لسانی
〃	〃	سائغہ	زائغہ
〃	۲۰	امت	امتی
۳۰	۶	تہافۃ	تہافتہ
۳۱	۵	شرعی	بمعنی شرعی
〃	۸	تشلیکات	تشکیکات
〃	۲۳	بفضل الیہ	فیضل الیہ
۳۲	۱۲	تبیانتہ	تبائنہ
۳۳	۱	بسرط	بشرط
〃	۱۱	لبا	لِبا
۳۴	۱۰	بالتحیر	بالتخییر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
″	۱۲	بحکلم	تحکلم
″	۱۴	بالتجیر	بالتخییر
″	۱۶	نحکلم	للتکلم
۳۵	۱۰	لیتولون	یقولون
″	۱۱	تتکر	تتکر
″	۱۶	ہرج	حرج
۳۶	۱۱	الی	الی
″	″	مدرک التنزیل	مدارک التنزیل
″	۱۲	ہوی	بہوی
″	۱۶	الله	الله فی کتابہ
″	″	الله	اللہ
۳۷	۱۹	تحریما	تحریما
″	۲۱	بالفاد	بالفساد
۳۸	۲	الجلال	الحلال
″	۱۰	سے	ہیں
″	۱۲	تخیر	تخییر
۳۹	۱۱	ثلثہ	ثلثۃ
″	″	غیرفاجتنبہ	غیبۃ فاجتنبہ
۴۰	۱۳	اولہ	اولہ
″	۱۷	ملتبہ	ملتبسۃ
۴۱	۱۲	کھنے	کہنے
۴۲	۱۱	نافعی	نافعی
۴۳	۱۸	منہیہ	منہیۃ
۴۴	۲	قدیانیہ	قدیانیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶	۵	مختلف	متخلف
″	۹	وبس	وبس
″	۱۴	بالقین	بانعین
۴۷	۲	متقضی	مقتضی
″	۱۰	متقضی ہوینگی	مقتضی ہونگے
″	۲۰	لودی	نووی
۴۸	۱۸	بانقرار	باقرار
″	۱۹	ہوگی	ہوگئی
۴۹	۱	بزرگی	بزرگ
″	۱۳	اولمین	اول ہیں
۵۰	۱	جزئی	جزئی
″	۱۱	ارشارۃ	اشارۃ
″	۱۴	ذات خاص	خاص ذات
″	۱۶	دوچار	دوچار
″	۱۷	نام	تام
۵۱	۶	ممن	مسن
″	۱۳	ہبات	ہیآت
۵۲	۷	اگر	مگر
۵۳	۱۰	بسا	بسا
۵۴	۱۸	ہین مستون	ہیں مسنون
۵۵	۲۰	لوعان	نوعان
۵۶	۴	کو	گو
″	۷	الاتباع	الاتباع
۵۷	۱۸	تکثیر	تکثر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشتہار فضل و منت قابل ملاحظہ حضرات اہل سنت

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا تزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق

الا ای حق کیشان راست عقیدت خیر اندیشان سنت و جماعت

تمھیں جانفزا نوید روح پرور تہنیت کہ اگرچہ اس زمانہ محن و فساد و فتن میں جوش بدعات و خروش ضلالات حد سے گزر گیا خصوصاً بدعت جدیدہ نجدیہ فتنہ عظیمہ وہابیہ نے سب سے زیادہ غلو کیا مگر وعدۂ صادقہ مخبر صادق صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کے مطابق اللہ تعالے نے فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت کو غالب بنایا ہر قرن و طبقہ میں حامیان دین متین ماحیان مکر مفسدین کو پیدا فرمایا جنکی بازوونکی ہمت و دلونکی سچائی تقریر کی قوت تحریر کی صفائی مذہب حق کی حمایت پر آئی گرفتاران ظلمت کو راہ حق دکھائے ہزاروں رسائل تالیف ہوئے بارہا مخالفین گھر تک پہونچائے گئے اون تصانیف کی خوبی عالم آشکار تاہم فضل خدا کو کہاں انحصار ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست

اس تازہ کتاب مستطاب بے نظیر لاجواب

اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد کا رنگ جدید ہے اسکا لطف قابل دید ہے

مصنف علام علیہ رحمۃ المنعام نے ایک نئے طور پر بنائے قاعدہ شرعیہ سے بحث فرمائی دلائل قاطعہ سے اونکا ثبوت دیکر زمین حق میں ایک ایسے فرباغ کی طرح جمائی جسمیں پچاس نہال لہلہاتے مہکتے ہیں ہر نہال سے رنگ رنگ کے پھول پھل نکل سکتے ہیں یعنی جو ان قواعد کو اچھی طور پر سمجھ لیگا تمام مذہبیات کا رد اوسپر نہایت آسان ہوجائیگا اور انشاء اللہ مخالفوں کا فریب اوسپر قابو نہ پائیگا جسے اس زمانہ شدت میں اپنے دین کا پاس ملت کا ہوش مذہب کا خیال حق کا جوش ہو اوسے ایسی کتاب کی نہایت ضرورت سخت حاجت ہے اب مطبع صبح صادق نے بفرمایش ابن المصنف عالم علوم عقلی و نقلی جناب مولوی احمد رضا خانصاحب قادری سلمہ ربہ العلی شایع کی اور بغرض فائدہ اسکی قیمت مع محصول ۸ اور ۱۰ جلد کے خریدار کو آدہ آنہ کی تخفیف دی گئی طالبان حق کو صلائے عام دیجاتی ہے کہ جو صاحب خریدنا چاہیں اس مطبع میں یا بندہ مشتہر سے بریلی محلہ سوداگران میں مولوی حسن رضا خان سلمہ الرحمن سے منگا لیں والسلام

المشتہر

فرزند حسین منیجر مطبع صبح صادق سیتاپور غفرلہ المولی الغفور